جلد ۱۱

نمبر ۲۰۹

انجمن نعمانیہ لاہور

کا

ماہواری رسالہ

معہ سالنامہ

بابت

ماہ شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعد سنہ ۱۳۲۵ ہجری مطابق ستمبر اکتوبر نومبر دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء

حسب فرمایش

انجمن نعمانیہ لاہور

در حمیدیہ سٹیم پریس لاہور طبع گردید

مقاصد انجمن نعمانیہ لاہور

(امر مسلمہ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا)

(ا) شریعت غرائے مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہر حالت و موقع پر لازمی ہوگا۔ اور کوئی امر اسکے مغائر نہ ہو سکیگا (ب) مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق عملدرآمد ہوگا۔

(مقاصد) (۱) علوم اسلام کی تعلیم کے لئے ایک ایسے مدرسہ کا اجرا اور قیام جسمیں اُن علوم کی اعلیٰ درجہ تک تعلیم حسب عقائد اہل سنۃ والجماعۃ باتباع طریق حنفی دیجائے اور جسکے ذریعہ سے ایسے علمائے مکمل پیدا ہوں۔ جو اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث ہوں اور جسمیں ایسے طریق سے تعلیم دیجاوے کہ طلباء اپنے مذاق کے موافق کسب معاش کے لئے دنیوی علوم میں بھی جو خلاف شریعت نہوں دستگاہ پیدا کر سکیں +

۲ بغرض افادہ عامہ مسلمین ایک ایسے اعلےٰ درجہ کے اسلامی کتبخانہ کا بہم پہونچانا جو شائقین علوم اسلامیہ کی وسعت معلومات کا باعث ہو۔

۳ مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت باتباع دفعہ (۱) جس سے اُن کے اخلاق معاشرت اور کسب معاش و معاملات دینی و دنیوی امور میں پابندی شریعت غرائے مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تمہید کیجاتی ہے +

۴ ایسے زنانہ مدرسہ کا اجرا اور قیام جنمیں علاوہ قرآن شریف اور ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کے دستکاری مثلاً سوزن کاری۔ ورزیدہ دوزی۔ گوٹہ بافی وغیرہ سکھائی جاوے۔

۵ ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جنکے ورثا نہوں۔ یا جنکے ورثا ایسے کرنیکی استطاعت نہ رکھتے ہوں +

۶ بالعموم کافۂ اہل اسلام و بالخصوص فرقۂ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کے فلاح اور بہبودی کی تجاویز کا سوچنا اور عمل میں لانا اور حسب مقتضائے وقت حکام کی خدمت میں ادب کے ساتھ ایسے معروضات کا گذارش کرنا جو عموماً جملہ مسلمانوں اور خصوصاً فرقہ موصوف کے مفاد کے لحاظ سے پیش کرنی ضروری ہوں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سالانہ حال انجمن نعمانیہ ہند لاہور از رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۴ تا اخیر شعبان سنہ ۱۳۲۵ھ

اظہار قدرت کمالیہ محض اس وجود حقیقی کی شان ہے جسکی کنہ کے ادراک میں تمام عقول و نفوس عاجز ہیں اور تمام تر صلوات و تسلیمات و برکات منجانب خالق و مخلوق کی مستحق وہ ذات مقدس و تعین اقدم ہے۔ جو باعث تکوین و ظہور کل عالم تعینات و مکونات ہوئی۔ اور رضوان و غفران الٰہی ان تمام مقتبسین انوار نبوت پر ہو۔ جنکو بالمشافہ اسرار و مکتومات قرآنی پر مطلع و متبع ہونیکا موقع ملا۔ اور بے انتہا رحمت ہائے الٰہی کا نزول علی الدوام اُن ارواح مقدسہ آئمہ مجتہدین اولیائے کرام۔ اصفیائے اُمّتِ مرحومہ پر ہو۔ جنکے ذریعہ عامہ مسلمین تک نور ہدایات دین قویم کو پہنچایا اور پھیلایا گیا۔ اللھم صل علی سیدنا و مولینا محمد تعینک الاقدم و مظھر الاتم الاسمائک الاعظم بعد تجلیات ذاتک و تعینات صفاتک و علی اٰلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و اھل بیتہ و عترتہ اجمعین ذالک صلوۃ دائمۃً بدوام ملک اللہ۔

انے شکرانہ عطیات و موہبت الٰہی جسنے اپنے فضل و کرم سے اس انجمن کے کاروبار میں قی روز افزوں عطا فرماکر بیسواں سال اسکی عمر دراز کا بخیر و خوبی ختم کیا۔ اور اکیسویں سالانہ یہ ترقی پر چڑھنے کا موقع دیا۔ احاطۂ امکان بشر سے خارج ہے۔ صرف اقرار ہی اس عطیہ کا جا سکتا ہے کہ محض غیر مترقب امدادوں سے بعون و نصرت الٰہی یہ خالص دینی کام جو آجکل لے زمانہ میں محض بے نمک سمجھا جاتا ہے چلتا رہا۔ اگرچہ سال بھر کے واقعات سُنانے کے ے بھی ایک دفتر درکار ہے۔ خلاصہ سالگذشتہ کے حالات جو سالانہ بیسویں جلسہ کے قع پر حاضرین کو سنائے گئے مختصراً ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

لے وبائے عام طاعون سے جو صدمات عظیم عامہ خلائق کو اور بالخصوص انجمن اور دار العلوم

پہونچے۔ انکا اعادہ نمک بر جراحت سمجھکر ترک کیا جاتا ہے جنکی تفصیل وقتاً فوقتاً درج رسالہ ماہانہ ہوتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اجل جلالہ گذشتگان کو مغفرت فرماویں۔ اور پس ماندگان کو برکت اور خلوص نیت عطا فرماویں۔

ع۲ سالانہ امتحان کے ممتحن مولانا مولوی مفتی محمد لطف اللہ صاحب رامپور۔ مولانا مولوی مفتی حافظ احمد صاحب دیوبند۔ شمس العلماء مولوی عبد الحکیم صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔ مولانا مولوی حاجی احمد علی صاحب محدث میرٹھ مقرر ہوئے جنکے سوالات پر تحریری امتحان ہوا۔ نتیجہ امتحان کامیاب رہا۔ یعنی ۲۹ طلباء میں سے ۱۵ طلبا بحساب ہے تعداد مجوزہ۔ کامیاب ہوئے۔ اور کتب ذیل میں امتحان لیا گیا۔

ہدایہ۔ توضیح وتلویح۔ شرح وقایہ۔ اصول شاشی۔ کنز الدقائق۔ قدوری۔ ترمذی شریف۔ شمائل ترمذی۔ قاضی مبارک۔ مطول۔ میر زاہد رسالہ قطبی۔ میر زاہد ملا جلال۔ حمد اللہ۔ مولوی حسن۔ رشیدیہ۔ میبذی۔ قطبی۔ میر قطبی۔ شرح تہذیب۔ کافیہ۔ ایساغوجی۔ قال اقول۔ مراح الارواح۔ ہدایۃ النحو۔ نحو میر۔ شرح مائۃ عامل۔ دیوان متنبی معہ ترجمتین بروایت ہر جماعت۔ تاریخ تیموری۔ تاریخ الخلفا۔ نفحۃ الیمن۔ جواب مضمون عربی وار دو ترجمہ فقرات زبانی۔

ع۳ مکان انجمن میں غسلخانہ ونلکہ آب سانی کی تبدیلی یہ جو بجائے مشرقی کے مغربی طرف کیا گیا۔ جسپر مبلغ ما صرف ہوئے۔

ع۴ بابو جلال الدین صاحب ممتحن حسابات شکریہ کے مستحق ہیں۔ جو ماہیانہ حسابات آمد وخرچ انجمن کو نہایت غور سے پڑتال وملاحظہ فرماکر تصدیق فرماتے رہتے ہیں۔

ع۵ انیسویں سالانہ جلسہ کی بابت اکتوبر سنہ ۱۹ء کے جلسہ منتظمہ میں مفصل حالات و اخراجات وآمد وانتظامات کے پیش کئے گئے۔ اور ان حضرات کا شکریہ ادا کیا گیا۔ جنہوں نے تن دہی سے جلسے میں خالصاً لوجہ اللہ کام کیا۔ اور زائد رقوم خرچ شدہ کی منظوری حاصل کرکے کتب حساب میں محسوب کیا گیا اور تجویز ہوا۔ کہ آئندہ خرچ خوراک مہمانان جلسہ اراکین مجلس منتظمہ بحساب اوسط ادا کیا کریں +

ﷺ۷ اس سال میں انجمن نے بجائے چالیس وظائف کے اسی تک بڑھانے کی منظوری دی۔

۸ یہ امر بھی منظور کیا گیا۔ کہ رویت ہلال کے موقع پر بذریعہ کارڈ ہمیشہ تمام ہندوستان میں ان حضرات کو اطلاع دیجایا کرے جو اس قاعدے کی پابندی اپنی طرف سے بھی قبول فرماویں اور خاص بموقع رویت شہر رمضان المبارک و شوال المکرم و محرم الحرام اگر انتیس کا چاند ہو۔ تو بذریعہ تار برقی فوراً اطلاع دیجایا کرے۔

۸ آیندہ کے لئے طلبہ کے داخلے کے وقت لینے ایک اقرار نامہ تحریری لئے جانیکا نمونہ منظور کیا گیا۔ جسمیں اون کی طرف سے ایک اقرار ہوگا۔ کہ وہ بلا تکمیل تعلیم مدرسہ نہ چھوڑینگے اور انجمن کے احکام کی پوری تعمیل کرینگے۔

۹ اُن حجرہائے مسجد شاہی کی بھی درستی کرائی گئی جو بقبضہ انجمن ہذا ہیں نیز چوکھٹ و دروازہ مدخل کی مرمت بھی کرائی گئی۔ اور سفیدی و درستی وغیرہ بھی ہو گئی۔

۱۰ حسب ڈگری کے اجرا پر حسب وعدہ عطا حافظ چراغدین صاحب امین انجمن ہذا نے اخیر سنہ ۱۹۰۶ء تک مالدار لہ اور خرچ کئے جسکی ادائگی کا وعدہ حافظ صاحب نے اپنے ذمہ لیلیا جسمیں سے مالہ حافظ صاحب کے زائد عطیہ بموقع جلسہ حال حساب مذکورہ میں وصول ہو گئے ہیں۔ صرف مالعہ انکی طرف باقی رہے۔

۱۱ قواعدوں پر نظر ثانی ہو رہی ہے قریب شائع ہونیوالے ہیں۔

۱۲ مولانا مولوی نور محمد صاحب حقانی لدھانوی نے قاعدہ عربی خورد و کلان کا حق تصنیف انجمن کو عطا فرمادیا۔ اور انجمن کیطرف سے چھپ چکا ہے۔ جسکی رجسٹری بھی کرالیگئی۔ یہ ایسا مفید قاعدہ ہے کہ حسب شرائط مندرجہ اگر پڑھایا جاوے تو چھ ماہ میں کم سن بچہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔

۱۳ مجالس محرم الحرام حسب معمول راقم آثم کے مکان پر منعقد ہوتی رہیں جنمیں کثیر سامعین شریک ہوتے رہے۔

۱۴ عید الضحیٰ ۱۳۲۴ھ کی آمد رسالہ ماہانہ میں شائع ہو چکی۔

۱۵ بعض مجالس کی طرف سے خطوط انکی سالانہ جلسوں میں شریک ہونے کے لئے یا نواسے وقت

پہونچے کہ انجمن کا خود جلسہ ہونیوالا تھا۔ یا انجمن منتظمہ سے منظوری حاصل کرنیکی گنجائش باقی نہ تھی۔ اور جنکی اطلاع کافی وقت پیشتر موصول ہوئی انکے جلسہ میں انجمن کیطرف سے اراکین انجمن شریک ہوئے۔

۱۶۔ مولوی غلام محی الدین نمبردار چک ۲۹۶ خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مبلغ للعہ ایک سال کے لئے پیشگی ایسے یتیم بچے کو عہ روپیہ ماہوار وظیفہ دینے کے لئے ارسال فرمایا ہے۔ جو قرآن شریف حفظ کرتا ہو۔ چنانچہ یہ وظیفہ بنام حافظ محمد اسمٰعیل یتیم یکم مارچ سنہ ۱۹ء سے محسوب ہوتا ہے اور زاید خرچ اسکا انجمن خود برداشت کرتی ہے

۱۷۔ ابتدائے سنہ ۱۹ء سے رسالہ انجمن دوبارہ ماہوار شائع کیا جانا منظور ہوا۔ اور تاریخ روانگی ۲۰ ہر ماہ مقرر ہوئی۔ جو بہ نمبر ایل ۵۲ سلسلہ بستہ ڈاک میں رجسٹری ہوگیا۔ نیز یہ بھی منظور ہوا۔ کہ رسالہ مذکور صرف ایسے علما کی خدمت میں بلاقیمت بھیجا جاوے۔ جو اس دار العلوم کی معاونت کسی نہ کسی طریقہ سے پسند فرماتے ہوں۔ دیگر اشخاص سے کم سے کم ہر ماہوار یا تے روپیہ سال وصول کرنیکی تحریک کیجاوے۔

۱۸۔ بوجہ بلائے طاعون دو ہفتہ دار العلوم بند کیا گیا بعد میں بوجہ انتقال مولانا مرحوم ہی تعلیم میں بہت بڑا حرج ہوتا رہا۔ جسکی تلافی کی امید بارگاہ الٰہی سے ہے۔ بقیہ تنخواہ مولانا صاحب مرحوم کی بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب انکے صاحبزادہ میاں عبدالرسول طال اللہ عمرہٗ کو ادا کیگئی

۱۹۔ دہلی میں بہ نگرانی جناب سردار مرزا صاحب معافیدار رئیس ایک شاخ زنانہ مدرسہ کی علاقہ فراش خانہ محلہ سمو سال میں جاری ہے۔

۲۰۔ سال گذشتہ میں گیارہ اجلاس مجلس منتظمہ کے ہوئے جسمیں ۱۲۷ امور طے کئے گئے اور پانچ اجلاس مجلس عام کے جنمیں ۱۷۔ امور کلیات کا فیصلہ ہوا۔

۲۱۔ احکام سرکاری کی تعمیل مناسب طور پر ہوتی رہی۔

۲۲۔ اس سال بھی پانچ ہی مستفیضان دار العلوم مندرجہ ذیل ہذا پنجاب یونیورسٹی کے امتحان مولوی فاضل میں شریک ہوئے۔ اور سب کامیاب تو ہوگئے۔ لیکن کوئی اول نمبر

پر نہیں رہا۔ اسکی وجہ یہی مولانا صاحب اعظم کا انتقال اراکین انجمن سمجھتے ہیں۔ فیض الحسن
سلطان احمد۔ یوسف علی عبید الرحمن

عـ۲۳ سات طلبا مدرسہ ہذا عالیجناب حکیم مفتی محمد سلیم اللہ خانصاحب سے علم و عمل طب حاصل
کرتے رہے۔

عـ۲۴ سالانہ امتحان مدرسہ ابتدائیہ کا بہی بہت اچھا رہا۔ تمام یتیم کامیاب ہوئے۔

عـ۲۵ شہر رمضان المبارک میں حسب دستور دار العلوم میں تعطیلات رہیں۔ عُراول یعنی لباس سرمائی
ہر سہ نقیب و چوکیدار کو دیا گیا۔

عـ۲۶ مولوی نور احمد صاحب سفیر انجمن کی کوشش سے [illegible] سال مذکور میں
انجمن کو وصول ہوئے۔ اور ماہ [illegible] اور انکے متعلق خرچ بابت سفر خرچ و تنخواہ ہوا۔ گویا
ماہ [illegible] بحساب اوسط [illegible] ماہانہ اونکے وجود سے انجمن کو فایدہ پہونچا۔ اس کمی کی وجہ غالباً
وہی بلائے طاعون ہے۔ انجمن ہذا ہر وقت ایسے سفیر تنخواہ دار رکھنے کے لئے تیار ہے۔ جو
دیانتداری اور خشیت الٰہی کے ساتھ انجمن ہذا کی امداد کرنا چاہیں وہ بے تامل خط و کتابت فرماسکتے
ہیں۔

عـ۲۷ پچاس دریاں خورد طلبا کے بستر کے لئے خرید کیگئیں۔ اور تین دری کلاں مکان
مدرسہ کے لئے اور دو چادر کلاں چوبی تخت کے لئے اور پانچ گاؤ تکیہ بنوائے گئے۔ دو لمپ
کلاں و پارچہ کارچوبی برائے منبر خرید کیا گیا۔

عـ۲۸ جو اشیا انجمن کو سالگذشتہ میں وصول ہوئیں قابل استعمال یتامی و طلبہ و لنگرخانہ
المنین سے انکو بقیہ فروخت کر کے قیمت داخل خزینۃ البضاعت کیگئی۔

عـ۲۹ وظیفہ الغامیہ حافظ خدا بخش یتیم کے نام محسوب ہوتا ہے۔

عـ۳۰ سال مذکور میں ۱۶ نئے طلبہ داخل ہوئے اور بالاوسط ۳۵ کس روزانہ کہانے میں
شریک ہوتے رہے۔

عـ۳۱ یتیم خانہ میں ۱۳ یتیم نئے داخل ہوئے۔ کل ۳۰ یتامی کی تعداد رہی۔

عـ۳۲ تمام سالگذشتہ میں [illegible] آمد اور [illegible] خرچ۔ پیوستہ سال

کی بقایا [illegible] تھی۔ اور یکم ستمبر [illegible] کی بقایا [illegible] ۔

۳۳ ذیل میں آمد و خرچ کی تفصیل مدوار اور اسپر ریمارکس درج کئے جاتے ہیں۔ جو قابل ملاحظہ ہیں۔ غور سے توجہ فرمائی جاوے۔

تفصیل آمد

مد	رقم
زکوٰۃ	[illegible]
یتامے	[illegible]
نکاح	[illegible]
وفات	[illegible]
عقیقہ	[illegible]
خیرات	[illegible]
ختنہ	[illegible]
نذور	[illegible]
امداد	[illegible]
عیدین	[illegible]
قدوری	[illegible]
الخامیہ فنڈ	[illegible]
غلام محی الدین فنڈ	[illegible]
مفاد جائداد غیر منقولہ	[illegible]
مفاد جائداد زرعی	[illegible]
تجارت کتب	[illegible]
میزان آمد	[illegible]

تفصیل خرچ حصہ اعلیٰ

مد	رقم
خوراک طلبہ	[illegible]
پوشاک ״	[illegible]
کتب و سٹیشنری	[illegible]
تنخواہ مدرسین حصہ اعلیٰ	[illegible]
سامان رہائش	[illegible]
سائر خرچ	[illegible]
میزان خرچ حصہ اعلیٰ	[illegible]

تفصیل خرچ یتیم خانہ

مد	رقم
خوراک یتامے	[illegible]
پوشاک ״	[illegible]
کتب و سٹیشنری	[illegible]
تنخواہ ملازمین یتیم خانہ	[illegible]
سامان رہائش	[illegible]
سائر خرچ	[illegible]
میزان خرچ یتیم خانہ	[illegible]

خرچ	آمد
تفصیل اخراجات مدات مختلفہ	
اشاعت [illegible]	تقایا سالگذشتہ
رسالہ معہ محصول [illegible]	[illegible]
تنخواہ ملازمین دفتر [illegible]	
سفیران انجمن معہ کرایہ [illegible]	
خرچ جائداد غیر منقولہ [illegible]	میزان کل آمد معہ تقایا
خرچ جائداد زرعی [illegible]	[illegible]
خرچ قندری [illegible]	
وظیفہ انعامیہ [illegible]	
وظیفہ غلام محی الدین [illegible]	
سامان داشتنی [illegible]	خرچ سال
کتب داشتنی [illegible]	
خرچ کتب تجارت [illegible]	[illegible]
میزان خرچ مدات مختلفہ	
[illegible]	تقایا یکم ستمبر ۱۹۰۷ء
میزان اعظم خرچ [illegible]	[illegible]
تقایا یکم ستمبر ۱۹۰۷ء	
[illegible]	

۳ تفصیل خرچ کی ہر ایک مد پر مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار ضروری ہے۔

۱۔ خوراک طلبہ و تیمارداری پر باوجود کفایت شعاری اور ضیافتوں اور کثرت طاعون کے باعث [illegible] روپیہ خرچ ہوئے۔

۲۔ پوشاک طلبہ پر علاوہ دیگر عطیات کے [illegible] روپیہ صرف ہوئے۔

۳۔ کتب و سامان تعلیم و امتحان ماہواری و سالانہ پر اور جو درسی کتب طلبہ کے لئے خریدی گئیں مبلغ [illegible] معہ جلدبندی خرچ آئے۔

۴۔ تنخواہ مدرسین حصہ اعلیٰ کی مد میں جسمیں چار مدرس واور ملازمین بھی شامل ہیں [illegible] خرچ ہوئے۔

۵۔ سامان رہائش جسمیں چارپائی۔ لحاف۔ چٹائی۔ وردیاں۔ وکٹورہ چینی شامل ہیں۔ مبلغ [illegible] محسوب ہوئے۔

۶۔ سائر خرچ شکستگی و درستگی اشیا شامل ہے۔ مبلغ [illegible] خرچ ہوئے۔ اسطرح مدرسہ حصہ اعلیٰ پر [illegible] روپیہ صرف آئے

تفصیل خرچ یتیم خانہ

(ا) خوراک یتامےٰ و تیمارداری یتامےٰ پر علاوہ ضیافتوں کے مبلغ [illegible] خرچ ہوئے۔

(ب) پوشاک یتامےٰ پر علاوہ عطیات انجمن کے فنڈ سے مبلغ [illegible] صرف ہوئے۔

(ج) کتب معہ جلدبندی و سامان تعلیم و امتحان ماہانہ پر مبلغ [illegible] خرچ ہوئے

(د) تنخواہ ملازمین یتیم خانہ میں جسمیں دو مدرس اور ایک چوکیدار و دیگر ملازمین شامل ہیں [illegible] دیا گیا۔

(ھ) سامان رہائش جسمیں چارپائی۔ لحاف چٹائی و کرایہ یتیم خانہ۔ کٹورے چینی محسوب ہے۔ مبلغ [illegible] خرچ ہوئے۔

(و) متفرقہ جسمیں شکستگی و درستگی و مرمت شامل ہے [illegible] دیے گئے۔

اسطرح یتیم خانہ کا کل خرچ علاوہ دیگر عطیات کے نقد [illegible] ہوا جسمیں ۳۰ یتیم پرورش پاتے رہے

جل جلالہ انکی امیدیں برلادیں۔
سال رواں کے لئے انجمن نے مندرجہ ذیل بجٹ منظور کیا۔ جسکا میزان [illegible] روپیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ برادران اسلام سے اس رقم مجوزہ کو پورا کردینگے۔
انجمن کی موجودہ جائداد اخیر اگست ۱۹۰۰ء تک حسب ذیل ہے۔

جائداد غیر منقولہ مکان انجمن	عمارت کتب خانہ انجمن	جائداد زرعی انجمن
[illegible]	[illegible]	[illegible]
قیمت کتب موجودہ	اسباب انجمن	نقد بقایا بابت [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

بجٹ منظور کردہ سال آیندہ

خوراک طلبہ وتیمارداری [illegible]
پوشاک [illegible]
کتب درسی وداشتنی معہ جلدبندی [illegible]

ملازمین حصہ اعلیٰ

اول مدرس۔ دوم مدرس۔ مدرس ثالث
[illegible]۔ [illegible]۔ [illegible]
سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس۔ ادنی ملازمین [illegible]
[illegible] [illegible]

سامان رہائش طلبہ معہ چارپائی لحاف وغیرہ [illegible]
متفرقہ جسمیں تیل دیا سلائی لالٹین [illegible]

میزان کل حصہ اعلیٰ ... [illegible]

واگذاران شامل ہیں للعہ؎ خرچ ہوئے۔

(ی) زنانہ شاخ مدرسہ جو دہلی میں ۳۰ جون سے قائم ہوئی ہے۔ اسپر سردست ۳۱عہ؎ خرچ ہو چکے۔

(ک) کتب داشتنی اس سال میں ۱۵عہ؎ کی خرید ہوئیں۔

(ل) خرچ کتب تجارت میں جسکا مفاد ما ہے دکھلایا گیا ہے۔ اسکے حصول وغیرہ مختلف علیحدہ علیحدہ طور پر اور جو کتب بازار سے خرید کر شامل کیگئیں۔ کل مبلغ ہے؎ خرچ ہوئے۔

اسطرح مدات مختلفہ میں ۱۷ عہ؎ خرچ ہوئے۔ اور کل خرچ اس سال کا علاوہ دیگر عطیات خوردنی پوشیدنی وغیرہ کے للعہ؎ نقد انجمن سے خرچ ہوا۔

۳۵۔ سال زیر رپورٹ میں یعنی یکم ستمبر سے اخیر اگست ۱۹۰۶ء تک انجمن کی طرف سے ۵۹۲۵ خطوط درجسٹری وغیرہ روانہ ہوئے۔ پولندا ہائے علیحدہ ہیں۔ اور علی ہذا ۱۳۱۲ خطوط آمدہ درج رجسٹر خط وکتابت ہوئے۔ یہ قلمی کارروائی ہے۔

۳۶۔ جن صاحبان نے مدعو کیا اونکی فہرستیں رسالجات میں اسموار شائع ہوتی رہی ہیں۔

۳۷۔ جو جو اشیا انجمن کو موصول ہوئیں ان کی تفصیل بھی رسالجات ماہواری میں شائع کیگئی۔

۳۸۔ انجمن ہذا اُن اخبارات ورسالجات کی شکر گذار ہے۔ جو عموماً انجمن کے حالات وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہے ہیں۔ اسوقت انجمن میں ۲۱ اخبارات ورسالجات آتے ہیں۔

۳۹۔ بیرونجات میں جو رسالہ بھیجا جاتا ہے اسکی تعداد ۹۷۱ ہے۔

۴۰۔ جو صاحبان بوجہ خاص حاجات دنیوی شریک جلسہ نہیں ہوئے۔ اور خطوط معذرت ارسال فرمائے ہیں۔ انجمن اُن کے لئے دلسے دعا کرتی ہے۔ کہ اللہ

بجٹ یتیم خانہ

خوراک یتامیٰ معہ تیمار داری	سمار	
پوشاک یتامے	ما	
کتب معہ جلد بندی وسٹیشنری	ہ	
مدرسین وملازمین یتیم خانہ		
مدرس اول - قاری حافظ - مدرس دوم - چوکیدار - ملازمین ادنیٰ	سما	میزان بجٹ یتیم خانہ
ما - ما - ... - ما ... - ...		
سامان رہائش معہ کرایہ	ما	
متفرق خرچ	عہ	

بجٹ مدات مختلفہ

اشاعت معہ جلسہ	لہا	
رسالہ ماہوار معہ محصول	حما	
منصرم	سا	
نقیب ۳ کس	سا	میزان بجٹ مدات مختلفہ
سفیران انجمن	الـ	
جائداد غیر منقولہ	ـمہ	
زنانہ فنڈ	سا	
اسباب انجمن	ما	
میزان خرچ مدات مختلفہ	عـ اسا	

میزان اعظم بجٹ منظور کردہ ـ اسا لعـ

نوٹ

۲۷ ستمبر ۱۹۰۱ء سے ۲۹ ستمبر ۱۹۰۱ء تک سالانہ جلسہ انجمن مکان انجمن میں بفضلہ تعالے نہایت آب وتاب و رونق سے ہوتا رہا جسمیں تحریری مضامین مندرجہ ذیل پیش ہوئے تفصیل وار کیفیت مضامین بعد میں درج ہوگی

تقریر افتتاحی جناب مولانا مولوی ابو البرکات محمد عبد الحکیم صاحب شمس العلماء پروفیسر اورینٹل کالج صدر انجمن ہذا

یہ شہر لاہور جسکی آبادی سلطان محمود غزنوی کے غلام ایاز کی یادگار ہے۔ جسے سلطان مذکور بروقت واپسی حاکم لاہور مقرر کرکے غزنی کو چلا گیا۔ قدیم الایام سے مرکز دائرہ علوم وفنون چلا آیا ہے۔ اور ہر ایک زمانہ میں اوسکی درسگاہیں محط رجال طلبائے پنجاب ہندوترکستان وافغانستان ودیگر ممالک رہیں۔ اور اس چشمۂ فیض سے بہت سی ایسی نہریں جاری ہوئیں۔ جن سے دور دراز ملکوں نے بھی سیرابی حاصل کی۔ علامہ ہروی میرزاہد جو ہرات میں ایک مشہور خاندانی فاضل گذرا ہے۔ اوسکا دادا لاہور میں آیا۔ اور ملا صدر الدین لاہوری سے استفادۂ علوم کیا۔ مولانا مولوی نور محمد مدقق حسینی مطول پر حاشیہ لکھکر مشکلات فصاحت وبلاغت کو حل کیا۔ اسکا مولد بھی لاہور ہی تھا۔ مولوی امام الدین ریاضی مصنف تصریح شرح تشریح الافلاک جو ایک مشہور ریاضی دان ہے باغستان لاہور ہی کا ایک پودا تھا۔ عصمت اللہ بھی لاہوری الاصل تھا۔ مولوی عبد الحی لکھنوی کے بزرگ بھی لاہوری المولد تھے۔ یہ چند عربی زبان کے علما و فضلا ہیں۔ جو اس مقام پر بطور مشتے نمونہ از خروارے ذکر کئے گئے۔ اسی طرح لاہور کے علمائے فارسی دان بھی اپنے

اپنے زمانہ میں بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اور وہ قومی سوسائیٹوں اور شاہی درباروں میں خاص وجاہت رکھتے تھے۔ مولوی شیخ عنایت اللہ شاہجہانی لاہوری نے اپنی کتاب بہار دانش میں جو بظاہر عشقیہ مضامیں کا ایک ذخیرہ ہے۔ مگر حقیقت میں وہ قرآن کی ایک آیۃ کریمہ یعنی اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ کی تفسیر ہے۔ فصاحت و بلاغت زبان فارسی کے وہ داد دی ہے۔ کہ کوئی ایرانی ادیب اوسکی ہم پنگی کا دم نہیں مار سکتا۔ نظم

درزبانِ دیگراں نظمِ سخن خوشتر بود	ورنہ ہر جاندار سے فہمد زبان مادری
دعوئے صاحب زبانی نیست برہانِ قبول	میکشد النفاس سرہندی چراغ الوری
طوطی ہندوستاں راز شکر ریزئی او	خواند شیریں کام عرفی نیست قول سرسری
فیضئ ہندی کہ دستاویز دارد نلدمن	آسمان نظم را باشد کمالش مشتری
دو سہ کس را نام بردم تا نگوئی بعد ازیں	ہند با ایران ندارد ساز و برگ ہمسری

شیخ ابو الفضل اکبر آبادی معاملہ بندی میں اوستاد ہے۔ اور فارسی ناب لکھنے میں خاص مہارت رکھتا ہے۔ مگر شستگی الفاظ و دلچسپی عبارات و رنگینی انشاء میں شیخ ابو الفضل شیخ عنایت اللہ کا ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔ ملا منیر لاہوری متوطن موچی دروازہ ایک بڑا دشوار پسند فارسی زبان کا ادیب ہے۔ جسکی کمالات کا کارنامہ کارستانی منیر ہے۔ اور انشاءے منیر بھی اوسکی سلیس فارسی کا ایک نمونہ ہے۔ ملا شیری خلف ملا یحیی موچی دروازہ کا رہنے والا ملک شعراءے دربار اکبری میں منسلک تہا۔ یکتائے لاہوری بھی ایک نازک خیال شاعر گذرا ہے۔ وارستہ لاہوری ایک مشہور مصنف ہے۔ جسکی فارسی زبان دانی کا دستاویز مصطلحات وارستہ لاہوری ہے میرا یہ خیال نہیں کہ میں گذشتہ اہل کمال لاہور کے مفصل تاریخ آپکی سامنے پیش کروں کیونکہ اس مختصر تقریر میں اسقدر گنجایش نظر نہیں آتی۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ زمانہ ماضی کے چند ارباب فضل و کمال کا ذکر کر کے یہ ظاہر کروں کہ شہر لاہور کی درسگاہیں ہمیشہ منبع علوم و فنون رہی ہیں۔ نظم

لاھور صینت عن معائب کلہا | ومشائنٍ ومناحسٍ ومجارم
من کل خیر سمکہ و اساسہٗ | اہ کانہ قد شیدت عمکارم
فیہ الکثیر من الفیوض ودیعۃٌ | خیر البلاد وفیہ خیر انا سم
خدامہ فاقت مخادیم الوری | مالی اری مخدومہ کالخادم

ظاہر ہے کہ مردم خیزی لاہور کے وسائل وہی درسگاہیں تھیں جنکی برکات سے تمام مضافات لاہور بھی مالا مال ہو گئے۔ بدیع المیزان منطق کا مصنف تلمبا کا باشندہ ہے جو مضافات ملتان سے ہے۔ علاوہ جلالین وکمالین درسی تفسیر ونحی دو اور جلالین وکمالین تفسیریں ہیں جنکی مصنف علاقہ بار مضافات گوجرانوالہ پنجاب کے رہنے والے تھے۔ مولوی عبد العزیز مصنف زمرد اخضر طب وغیرہ علاقہ ملتان کا باشندہ تھا۔ غنیمت کنجاہی نے بھی درسگاہ لاہور سے اکتساب علوم کیا۔ غنی کشمیری وواقف بٹالوی بھی اسی خوان یغما کے ذلہ بردار تھے۔ لیکن انقلاب زمانہ کی وجہ سے اسوقت لاہور کی وہ حالت نہیں رہی جو گذشتہ زمانہ میں تھی۔ اب وہ دستگیری برادران اسلام کا سخت محتاج ہے۔ اور کیونکر نہو بہترین ذریعہ ترقی اسلام کا یہی دینی مدارس ہیں جو مصداق عفت الدیار محلہا فمقامہا۔ کا ہو رہی ہیں۔ اسلام سچا دین ہے اور اسی دین پر نجات اخروی کا مدار ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اس سچے دین کے ترقی کے وسائل بہم نہ پہنچائی جائیں۔ اور ہمدردی دین کو ایک سرسری کام سمجھا جائے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ مدارس دینی کے ناپدید ہو جانے سے کیسی بیشمار مصیبتیں اسلام کو پیش آرہی ہیں جنکی وجہ سے اسلام سیعود غریبا کا نقشہ دکھا رہا ہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابندی اُٹھ گئے۔ صلہ رحم کا نام ونشان نہیں۔ عفاف یعنی پاکدامنی ایک مہمل لفظ سمجھا گیا ہے۔ وراثت کا مسئلہ خواب وخیال ہو گیا۔ یتیموں کا مال شیر مادر کے طرح حلال ہے۔ یمین غموس یعنی جھوٹی شہادت کو وجہ معاش قرار دیا گیا ہے۔ توحید کو شرک کا لباس پہنایا گیا جو وارث مورث کے وفات کیوقت موجود ہو گیا۔ اوسی نے میت کا ترکہ دبا لیا۔ دوسرے وارث کا کیا مقدور ہے کہ اوس سے اپنا حصہ شرعی

طلب کر سکے۔ لاکھوں روپیہ بینکوں میں جمع کئے جاتے ہیں اور ہزاروں کے حساب سے سود آتا ہے۔ مگر زکوٰۃ کا ادا کرنا موجب نقصان مال ہے۔ بر الوالدین کو عقوق الوالدین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مطلقہ یا بیوہ کی عدت پوری ہونے نہیں پاتی۔ کہ اسکو منکوحہ بنا لیا جاتا ہے۔ رشوت ہدیہ کے نام سے موسوم ہے۔ ذکر الموت کو کوئی بھولے سے بھی زبان پر نہیں لاتا۔ کسی اردو رسالہ میں دو چار حدیثیں دیکھ لیں اور حافظ الحدیث اپنا نام رکھ لیا۔ پکے حنفی مُلّا بنے بیٹھے۔ مگر فقہ و اصول حنفی کے کچھ خبر نہیں۔

نظم

سرِّ پنہانست اندر زیر و بم — فاش گر گویم جہاں برہم زنم

با لب دمساز خود گر جفتمے — ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے

شرح ایں ہجران و ایں خونِ جگر — ایں زمان بگذار تا وقتِ دیگر

انجمن نعمانیہ نے مسلمانوں کی حالت کو واجب الرحم تصور کر کے اشاعت علوم دینی کا بیڑا اٹھایا۔ اور محض بزرگان و برادران اسلام کی امداد کے بھروسہ پر متوکلاً علی اللہ لاہور میں ایک مدرسہ دینی کی بنیاد ڈالی۔ جو عرصہ بیس سال سے اپنی خدمات کو نہایت سرگرمی کے ساتھ انجام دے رہا ہے حضرات جلسہ آپکو بخوبی معلوم ہے کہ یہ دار العلوم جو متکفل اشاعت علوم دینی ہے کوئی تجارتی سلسلہ اسکے ہاتھ میں نہیں کسی خزانہ پر اسکا قبضہ نہیں۔ جاگیر نہیں۔ پنشن نہیں۔ صرف حضرات اسلام کے ہمدردی کی امید پر یہ مدرسہ قائم کیا گیا ہے انجمن اپنا کام کر چکی۔ اب آپ ہیں اور آپکا یہ مدرسہ۔ اخیر پر میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپکی خاص غمخواری کی آبیاری سے اس باغستان دینی کو ہمیشہ کے لئے سرسبز رکھے۔ آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین فقط

تقریر مولوی محمد سعید ابراہیم صاحب بخاری میرٹھی نقشہ نویس دفتر انجنیر انچیف ریلوے لاہور

"اعجاز القرآن"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نزل الفرقان علی عبدہ لھدایۃ کافۃ الانام ونور قلوب من آمن بہ من الانس والجان وجعلہ الفرقان بین الحق والطغیان والصلوۃ والسلام علی حاملہ وحافظہ وکاشفہ سیدنا محمدن الذی ماحی الکفر والطغیان وعلی آلہ واصحابہ الذین فازوا الی سبیل الجنان اما بعد ایہا المسلمون۔ آج میں خدائے وحدہ لاشریک کے فرمان عالی قرآن مقدس کے بینظیر فضائل و برکات کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو اپنا نظیر آپ ہی ہے۔ یہ وہ فرقان حمید ہے۔ کہ جھوٹ اور لغو کفر اور طغیان اس سے کوسوں بہاگتے ہیں۔ یہ زید و بکر کا کلام نہیں ہے۔ جو ہدف اعتراض ہو سکے۔ یہ اوس مالک الملک حکیم اور حمید کا فرمان عالیشان ہے جس نے سید الکونین سلطان الدارین سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مقدس میں اسکو دیکر عالم کی ہدایت کے لئے بہیجا ہے۔ وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل ومن بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید (ترجمہ) تحقیق البتہ یہ وہ غالب اور عزت والی کتاب ہے کہ جھوٹ اسکے آگے اور پیچھے سے نہیں آسکتا۔ اسکا نزول حکمت والے اور تعریف کئے گئے کیطرف سے ہے۔ یوں تو دنیا کے تمام مذاہب اپنی اپنی کتابوں کے الہامی اور آسمانی ہونے کا دعوے اور فخر کرتے ہیں۔ مگر حقیقتہً اسلام کے مقابل کوئی بہی اپنے دعوے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا سکتا۔ گو ان مذاہب میں دو تین مذہب اپنے درمیان الہامی کتابیں رکھنے کا اگرچہ اون کا وجود اصلی معدوم ہو گیا ہے۔ فخر رکھتے ہیں

اسلام کی بنا اوس بے نظیر کلامِ الٰہی پہ ہے جسکی جامعیت اور قابلیت کے مقابل کوئی کتاب نہیں ٹھیر سکتی۔ ہر ایک انسان عقل خداداد سے یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ایک الہامی اور آسمانی کتاب کے فرائض یہ ہونی چاہئیں۔ کہ وہ کتاب توحید الٰہی۔ عرفانِ الٰہی۔ خداترسی۔ انصاف۔ حق پرستی۔ تعلق بین العبد والمعبود وغیرہ کی بہتر اور آسان تر تعلیم کا مخزن ہو اوسکی لفظی اور معنوی برکتیں محیط عالم ہوں۔ اوسکے جزئیات اور کلیات معقول۔ اسکی فصاحت وبلاغت لاجواب اور آسان اوسکی عبارت سلیس مختصر اور کثیر المعنی اوسکے قصص عبرت انگیز۔ اور حکیمانہ اسکی پیشینگوئیاں سچی اور لازوال اوس کی تعلیمات دلچسپ اور سہل الحصول ہوں۔ غرضکہ وہ ہر امر میں بے نظیر ہو۔ سو تمام صفات مذکورہ بالا سوائے قرآن مجید اور فرقان حمید کے کسی اور کتاب میں کلیتہً نہیں ملسکتیں۔ عرفان اور توحید کا قرآن کریم میں اس درجہ کا اہتمام ہے کہ اسکے جزو جزو بلکہ آیت آیت میں اسکا جلوہ چمک رہا ہے۔ اسکا دیباچہ اس سے مزین اسکی تمہید اس سے پُر اسکے قصص اس سے مشرف اسکا تمدن اس سے معمور ہے عرفان الٰہی کے ساتھ ہی اسمیں جابجا عرفان نفس کی بھی تعلیم بڑی خوبی سے دی گئی ہے۔ کیونکہ بغیر عرفانِ نفس عرفانِ الٰہی محال ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ (ترجمہ) جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا پس تحقیق اوس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اسکا دیباچہ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم (ترجمہ) سب تعریف اللہ کو ہے جو پالنے والا عالموں کا ہے۔ بہت مہربان اور بہت رحم والا ہے۔ اس کی تمہید الٓمٓ ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ (ترجمہ) یہ کتاب نہیں شک اسمیں۔ اسکا احسن القصص لقد کان فی یوسف واخوتہٖ آیات للسائلین (ترجمہ) البتہ ہے یوسف اور اوسکے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں سوال کرنیوالوں کے لئے ہیں۔ اسکا تمدن یاایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا (ترجمہ) اے لوگو ہمنے بنایا تمکو نر اور مادہ سے اور بنایا ہمنے تمکو جماعتیں اور قبیلے تاکہ آشنا ہو تم آپسمیں۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (ترجمہ) تحقیق تم میں زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو اوس سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ وغیرہ ہے اسمیں عرفان نفس کی

بینظیر تفصیل ہے فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق یخرج من
بین الصلب والترائب (ترجمہ) پس چاہئے کہ انسان غور کرے کہ کس سے وہ پیدا
کیا گیا ہے وہ اچھلتے پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ اور چھاتی سے - قرآن مجید کی اس پاکیزہ
اور آسان تعلیم کو دوسرے مذاہب کی کتابوں کی تعلیم سے مقابلہ کرنیکے بعد ایک سلیم العقل
کو قرآن مجید ہی کو الہامی اور کامل کتاب ماننا پڑتا ہے - قرآن مقدس نے سب سے اول
خدا کے ذاتی نام اللہ کا ذکر کیا ہے - اوسکے بعد اسکی اس صفت کا ذکر کیا ہے - جس سے تمام
عالم ظہور پذیر ہوا ہے یعنے رب العلمین پالنے والا عالموں کا - اوسکے بعد اوس کی وہ
صفت بیان کی جس سے کل جاندار اشیا کا قیام ہے یعنی الرحمن بہت مہربان - اوس کے بعد
اسکی وہ صفت ظاہر کی ہے جسمیں شکر گذاروں کی قدردانی کی گئی ہے - الرحیم یعنے
نہایت رحم والا - اب اسکے مقابل اگر دوسری مذہبی کتابوں کی ابتدا کو دیکھا جاوے - تو کسی میں
تو خدا کی ذاتی نام اور صفات کاملہ کے بجائے اگنی وغیرہ کو پوجا گیا ہے - اور کسی میں
بیٹے اور روح القدس کو پکارا گیا ہے - جس میں عرفان اور توحید کی بو تک نہیں آتی ہے - خدا
ترسی کی نسبت قرآن کریم تو فرماتا ہے - یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ
ولاتموتن الا وانتم مسلمون (ترجمہ) اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اوس سے ڈرنے کا حق
اور نہ مرنا تم مگر مسلمان ہوکر - دوسرے مذاہب میں خالص توحید الٰہی کا وجود ہی نہیں ہے -
تو پھر خدا ترسی سے اون کو کیا تعلق ہے - کہیں اگنی اور دیوتے ہیں - کہیں روح القدس اور بیٹا
وغیرہ ہے - غرضکہ قرآن مقدس کی جزئیات اور کلیات کو دوسری مذہبی کتابوں کے مقابل
چہ نسبت خاک را با عالم پاک کا شرف حاصل ہے - عبادت الٰہیہ - اخلاق اور تمدن کو قرآن پاک
نے ایسے خوش اسلوبی اور دانائی سے پیش کیا ہے جسکے مقابلہ میں تمام مذاہب ہونٹ چباتے
ہیں اگر قرآن شریف کی تعلیمی اور معنوی برکات کو تفصیل کے ساتھ لکھا جاوے تو ایک ضخیم کتاب
بھی بشکل اون کو محیط کر سکیگی - اسکی لفظی اور معنوی فصاحت و بلاغت اس درجہ کی ہے -
کہ کسی مذہب کی کتاب کو اس کے مقابل مجال دم زدن نہیں ہے - چنانچہ قرآن مقدس تیرہ سو برس
سے ڈنکے کی چوٹ پکار رہا ہے - فاتوا بسورۃ من مثلہ ایک سورۃ اسکے مانند پیش کرو -

کیا کسی اور مذہبی کتاب نے بھی ایسا کھلا چیلنج دیکر فتح حاصل کی ہے۔ ہرگز نہیں۔
باوجودیکہ یہ کتاب مقدس فضائل بے حد اور برکات لاتعد کا مخزن ہے۔ مگر پھر کسقدر آسان ہے
یعنی ہر فرد بشر جو اس سے نفع اٹھانا چاہے یا اسکو اپنے سینے میں محفوظ کرنا چاہے۔ اس سے
فائدہ تام اٹھا سکتا ہے۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر (ترجمہ)
البتہ تحقیق آسان کردیا ہمنے قرآن سمجھنے کیلئے پس ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ قرآن مقدس کے
اس دعوے کا ثبوت دنیا میں اظہر من الشمس ہے۔ کہ لاکھوں اہل اسلام طفل و جوان علاوہ
اسکی معنوی برکتوں سے فائدہ اوٹھانے کے اس کے لفظوں ہی سے اپنے سینوں کو پُر نور اور
معمور کئے ہوئے ہیں۔ یعنی حفاظ اس کے مقابل دیگر مذاہب کے لاکھوں کروڑوں علماء اور
پیروؤں میں سے جو اپنے اپنے مذہب کی قدامت اور اپنی کثرت پر نازاں ہیں ایک فی صدی
بھی ایسا نہیں پایا جاتا جو اپنی مذہبی کتاب کا کم از کم ایک ادنیٰ جزبھی اپنے سینے میں محفوظ
رکھتا ہو۔ قرآن مجید کی پیشگوئیوں میں سے جن کا وقوع وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے۔ اور ہوتا
رہیگا۔ ایک ہی پیشین گوئی کا ذکر کافی ہوگا۔ جو تمام مذاہب کو اپنے چمکیلی کرنوں سے چوندھیا رہی ہے
وہ یہ ہے کہ تقریباً چودہ سو برس سے جب سے قرآن مجید ہدایت عالم کے دنیا میں آیا ہے۔
آجتک لفظی اور معنوی تحریفات سے بالکل مبرا ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز رہے گا۔
کیونکہ اس قادر مطلق نے اسکی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا
لہ لحافظون (ترجمہ) ہمنے اس قرآن کو اُتارا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں اوس حکیم
نے اس قرآن کریم کی لفظی اور معنوی حفاظت دنیا میں ایک ایسی مسلسل اور متفقہ طاقت
سے کر رکھی ہے۔ جو کبھی ٹوٹ ہی نہیں سکتی۔ یعنی اسکی لفظی حفاظت حفاظ کے اور معنوی
حفاظت علماء کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ جو کروڑوں کی تعداد میں اسکے الفاظ اور معانی کو
اپنے سینوں میں جمائے ہوئے ہیں اگر اجیانا کوئی اسمیں دست اندازی کرنے کی جرأت بھی
کرتا ہے تو اوسکا سر فوراً کچلا جاتا ہے دنیا میں تو اسکی ہر طرح سے حفاظت ہے اور عالم بالا
میں روز ازل سے یہ مقدس کتاب لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔ بل ھو قرآن مجید فی
لوح محفوظ (ترجمہ) بے شک یہ قرآن مجید لوح محفوظ میں ہے۔ قرآن مجید کے محفوظ

اور غیر محرف ہونے کا ایک اور مبین ثبوت یہ ہے۔ کہ اسلام کے مختلف فرقوں میں اس کتاب مقدس نے باوجود اُن کے باہمی تنازعات کے اپنی لفظی اور معنوی حفاظت کو سورج کی طرح چمکا رکھا ہے۔ کہ سب کے پاس تیس ہی پارے اور ایک ہی علیم کے قرآن شریف موجود ہیں اون کی اختلاف رائے بھی قرآن کریم کے الفاظ او معانی میں تغیر نہ پیدا کر سکیں جس فرقے کو دیکھو اس میں یہ قرآن مجید بے نظیر انداز سے توحید وعرفان اور اپنی صفات محمودہ کا جلوہ دکھا رہا ہے۔ دوسرے مذہبی کتابوں کو دیکھئے کہ اون کا باوجود ایک کھلائے جانے کے فروعات تو درکنار اصول میں بھی اتفاق نہیں ہے چنانچہ موجودہ اناجیل وغیرہ اور ویدوں وغیرہ کے اختلافات کسی اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہیں اور وہ اختلافات صرف معنوی ہی نہیں ہیں بلکہ لفظی اون سے بھی زیادہ ہیں۔ یہ قرآن مقدس ہی ہے کہ ہندی۔ رومی۔ زنگی اور چینی وغیرہ کے ہاتھوں میں اپنی پوری تکمیل اور اپنے بےنظیر اعجاز کے ساتھ موجود ہے اور جن جن کے ہاتھوں میں یہ پہونچا ہے اون میں سے تقریباً ۹۰ فیصدی کو اس نے اپنے لفظی اور معنوی برکات سے مستفیض کر دیا ہے دوسرے مذہبوں میں اس امر کا بھی فقدان ہے کہ ۱۰ فیصدی بھی اون میں ایسے مشکل سے ملینگے جو اپنی مذہبی کتاب سے پوری توکجا لفظی واقفیت بھی رکھتے ہوں۔ یہ صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ تمام مذاہب کو قرآن کریم کے اس اعجاز کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ الغرض قرآن مقدس اسلام کا ایک زبردست زندہ معجزہ ہے۔ جو اپنے انوار فیض آثار سے کل عالم کو منور کر رہا ہے۔ مسلمانو! میرا دل تو قرآن مجید کی مدحت کے سلسلہ کو بند کرنا نہیں چاہتا مگر بخوف ملال طبائع حاضرین جلسہ بیان مذکورہ بالا پر اکتفا کرتا ہوں اور بدرگاہ مجیب الدعوات التجا کرتا ہوں کہ توفیق غیبی ہمیں قرآن مقدس کی پیروی میں سرگرم رکھے اور اسکے انوار غیبیہ او فیضان قدسیہ ہمارے ظاہر اور باطن کو منور فرما کر ہمارے قدموں کو توحید اور عرفان کے وسیع میدان میں ہمیشہ استحکام کے ساتھ جمائے رکھیں اور اس دینی انجمن کی خدمت کی سعادت ہمیں نصیب کرے۔ جو قرآن مقدس کی تعلیم کے اشاعت تقریباً عرصہ بیس سال سے بڑی جانفشانی سے کر رہی ہے اور مسلمانوں کو مصداق فرمان مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم۔ خیرکم من تعلم القرآن وعلمہٗ (ترجمہ تم میں

وہ اچھا ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھاوے - خیر الناس بنانے کی کوشش کر رہی ہے - ہمکو اسکی
خدمات کی دل سے قدردانی کرنی چاہئی - کہ اس نے عرصہ بیس سال میں باوجود ہمارے
کم توجہی اور عدم خدمتی کے وقتاً فوقتاً اپنی عملی کارروائی کا اچھا ثبوت دیا ہے - چونکہ یہ مسلمانوں
کو خیر الناس بناتی ہے - اسوجہ سے یہ بہترین انجمن ہے - اسکے مددگار - اسکے خیرخواہ - اسکے
ترقی اور اوج کے طالب انشاء اللہ العزیز ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے مذکورہ بالا پیشین گوئی کے پورے مستحق ہیں - مسلمانو! اس انجمن کو اپنا رہنما بناؤ
تاکہ تم دارالسلام کے مستحق ہو جاؤ - اسکے سرمایہ اور حیثیت کو بڑھاؤ تاکہ خدا عاقبت میں
تمہارا سرمایہ اور تمہاری حیثیت بڑھاوے - تم اسکے وسیلہ سے خدا کے سچے ذاکر ہو - تاکہ
خدا تمکو یاد کرے تم اس انجمن کے ذریعہ سے خدا کو قرض دو تاکہ تمکو خدا دوگنا اور چوگنا
اپنے فضل سے دے - دنیاوی کاموں میں تم فیاضی کا ثبوت دیتے ہو - جو فانی ہیں اس دینی
کام میں اپنی فیاضی کیوں نہیں دکھاتے جو باقی ہے - فقط والسلام علی من اتبع الہدیٰ -

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا
غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف الرحیم - + + +

رپورٹ سالانہ شاخ انجمن نعمانیہ لاہور مرتبہ شیخ شجاع الدین صاحب ذیلدار و سکرٹری انجمن معین الاسلام چھٹی شیخان ضلع سیالکوٹ

۷۸۶

الحمد للہ رب العالمین - والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام
علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین - اما بعد ہزار ہزار شکر ہے -
اوس ایزد متعال کا جسنے اپنے فضل وکرم سے انجمن معین الاسلام چھٹی شیخان شاخ انجمن
نعمانیہ کے سال رواں کے اخراجات کو آج کی تاریخ تک بخیر وخوبی چلایا - اگرچہ اسکے ظاہری

اسباب تسلی بخش نہ تھے۔ مگر اللہ جلشانہ کی عنایات سے انجمن ہذا کا یہ سال بہ نسبت سنین گذشتہ ہر طرح سے بہتر رہا۔

مدرسہ میں پچھلے سال صرف سترہ طالب علم تھے۔ جنمیں سات یتیم تھے۔ اس سال میں چھ طالب علم بیرونی اور دس خاص چٹی شیخان کے اور چودہ یتیم لاوارث ہیں جو اس مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں۔ دو طالب علم جماعت اعلیٰ میں ہیں جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ پڑھتے ہیں طلباء وسط سال میں بہت زیادہ ہوگئے تھے۔ جب سے یہاں پلیگ کا زور ہوا تو طالب علم نکلنے شروع ہوئے۔ کچھ تو اسی خوف سے نکل گئے اور بعض اسلئے چلے گئے کہ اون کے گھروں میں بیماری طاعون شروع ہوگئی۔

جناب حافظ عبد المجید صاحب مدرس دوئم مدرسہ ہذا سے مستعفی ہوگئے تھے۔ چونکہ انجمن کو ایسا محنتی حافظ باوجود تلاش کے بھی نہ ملا پھر انہی کو بازیادتی تنخواہ تقرر کیا گیا۔ جو اپنے کام میں بدستور سرگرم ہیں۔

انجمن نعمانیہ لاہور کے انیسویں سالانہ جلسہ میں مینے اپنی سالانہ رپورٹ میں سنایا تھا کہ اس انجمن کو ایک کتب خانہ کی ضرورت ہے۔ طلباء کو بہت دقت ہوتی ہے اوس جلسہ جناب حاجی اللہ دین صاحب امین انجمن چٹی موجود تھے۔ آپنے اوسی دن لاہور سے ہدایہ شریف محشی مولوی عبد الحی صاحب مرحوم و شرح الیاس چہار جلد خرید کرکے انجمن میں وقف کیں۔ انہی کی تقلید کرکے مولوی فتح الدین مرحوم ساکن چٹی نے پانچ کتابیں درسی انجمن میں وقف کیں۔ پھر پیرانداتا قصاب نے تفسیر جلالین اور مشکوٰۃ شریف و جامع اللغات وقف کی۔ دو کتابیں مینے بھی وقف کیں۔ اسی طرح ایک تفسیر کی پانچوں جلد مولوی محمد شریف صاحب مدرس اول نے وقف فرمائی پھر فضل الٰہی ولد مولوی الف شاہ مرحوم ساکن دینانگر نے تیس عدد کتابیں توضیح۔ مختصر معانی۔ صراح۔ مشکوٰۃ شریف۔ شرح جامی۔ تاریخ الخلفاء۔ ہدایۃ النحو۔ کافیہ۔ وغیرہ وقف کیں۔ اب بفضلہ تعالیٰ کتب خانہ میں بھی دن بدن ترقی ہے۔

ماہ جنوری سنہ ۱۹ء حضرت عالیجناب حضرت اقدس صوفی جماعت علیشاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم انجمن کے مدرسہ میں تشریف لائے اور بنانے کے لئے پانچ روپیہ جیب خاص سے

مرحمت فرمائے

عید الضحیٰ کے موقعہ پر چند کہالیں انجمن کو موصول ہوئیں - جو بقیمت لعہ؎ فروخت کرکے
آمدن میں جمع کیگئے - مارچ میں مکان انجمن کا ایک سہ دری تعمیر کیا گیا جسپر کل خرچ تیس روپیہ
ہوئے -

ماہ اپریل میں انجمن کا چوتہا سالانہ جلسہ ہوا - جسکی پوری روئداد انجمن نعمانیہ کے ماہواری رسالہ
میں درج ہو چکی ہے اسی جلسہ میں انجمن کو بہت ہی کامیابی ہوئی - جناب مولانا مولوی تاج الدین احمد
صاحب پلیڈر چیف کورٹ و سکرٹری انجمن نعمانیہ - و جناب منشی محرم علی صاحب صدر انجمن نعمانیہ
کی تشریف آوری کے سبب جلسہ کی رونق دو بالا ہو گئی - اس انجمن کا تیسرا سالانہ جلسہ
ماہ جون ۱۹۱۰ع میں ہوا تہا - چونکہ اوس موقعہ پر گرمی کی شدت ہوتی ہے - اسلئے وہ موقعہ
بدل کر ماہ اپریل میں مقرر کیا - کہ موسم معتدل ہے

جلسہ کے موقعہ پر جناب منشی صاحب موصوف کی تحریک و ترغیب سے ساکنان چٹی شیخان
کی ایک قدیمی عداوت دور ہوئی - اور سبنے بالاتفاق انجمن کی امداد کا وعدہ فرمایا - نیز تجویز
ہوئی - کہ انجمن کے واسطے نئے عہدہ دار اور ممبر مقرر کئے جاویں - اور باضابطہ کارروائی
شروع ہو - مگر افسوس کہ اراکین انجمن نے جسقدر کہ کوشش کرنی مناسب تہی نہ کی -

انجمن ہذا جناب چوہدری جواہر سنگہ مراد پور کی نہایت مشکور ہے کہ انہوں نے یتامیٰ کے
واسطے ایک مستقل آمدن کی صورت قائم کی - یعنے نقد ایکسو روپیہ خراس کے لئے عطا
فرمایا - تا کہ اوسکی آمدن یتامیٰ پر صرف کی جاوے - انجمن نے مبلغ معہ روپیہ سے ایک
خراس معہ کل اسباب تیار خرید کر چوہدری فتح الدین نمبردار مہتمم انجمن کے مکان پر نصب
کیا - خراس و مکان خراس پر انجمن کے روپیہ سے دوسو نو روپے خرچ ہوا - خراس کے لئے ایک
جوگ ساٹھ روپے سے خرید کی گئی - بفضلہ تعالیٰ خراس بدستور چل رہا ہے - اور اسکی
آمدنی میں سے اگر کچھ غلہ یتامیٰ کے خرچ سے بڑھ جاوے - تو فروخت کر دیا جاتا ہے -
انجمن نے بسبب خراس کے چلنے کے ہر جمعہ جو گاؤں سے آٹا فراہم کیا جاتا تہا - اب لینا بند
کر دیا ہے - گویا انجمن نے اب ضروری نہیں سمجہا کہ عوام کو آٹا کی تکلیف دی جاوے -

کیونکہ خراس کی آمدن سے گذارہ بخوبی چل جاتا ہے۔
خراس کے واسطے جو مویشی خرید کئے گئے ہیں۔ اور ان کی خدمت اور چارہ وغیرہ کی خبرگیری
کے واسطے ایک اور شخص بمشاہرہ چار روپیہ ملازم رکھا گیا ہے۔ وہی خراس جوتا ہے۔
موقعہ فصل وغیرہ پر جبکہ مولوی محمد شریف صاحب انجمن کے لئے دورہ فرماتے تھے۔
تو آپ کے بعد انجمن کے یتامے وطلبا کو کوئی تعلیم دینے والا نہ تھا۔ اس ضرورت کے
لئے جناب مولانا مولوی محمد غوث صاحب مرادپوری بمشاہرہ مبلغ [illegible] روپیہ ملازم
رکھے گئے۔ جو اپنے کام کو بخوبی چلا رہے ہیں۔
جناب مولوی محمد شریف صاحب موقعہ فصل پر دیہات میں تشریف لے گئے۔ اور
ایک معقول رقم نقد اور غلہ گندم جمع کیا۔ نیز مولوی صاحب موصوف نے کوٹلی لوہاران
مشرقی سے مبلغ [illegible] روپیہ اور کوٹلی مغربی سے قریب [illegible] روپیہ کے فراہم کئے۔
ماہ رجب میں منشی فتح علی صاحب و مہر جواہر نے کل یتامے کو نئی پوشاک تیار کرکے
پہنائی۔ سب کے کوٹ تے خلابین کے اور لدھیانہ کپڑا کی تنبیاں اور ترکی ٹوپیاں تیار
کیں۔ پروردگار اونکو جزائے خیر دے۔
ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء سے اگست سنہ ۱۹۲۷ء آمد و خرچ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ماہ	آمدن	خرچ	کیفیت
ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء	معہ ۱۲/	۹/	خرید کتب وغیرہ بھی خرچ میں شامل ہے
اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء	صمہ ۵/	ہے ۱۰/	
نومبر سنہ ۱۹۲۶ء	ہے للعہ ۱۰/	عہ للعہ ۵/	
دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء	ہے ۱۲/	ہعہ ۱۵/	
جنوری سنہ ۱۹۲۷ء	لعمہ ۶/	۷عمہ ۱۱/	
فروری سنہ ۱۹۲۷ء	ہوبیہ ۱۷/	۹یہ ۱۹/	آمدن کھالہائے عید الضحیٰ کی بھی اسمیں شامل ہے۔

کیفیت	خرچ	آمدن	نام ماہ
انجمن کا دروازہ تعمیر کیا گیا اُسپر [illegible] خرچ ہوئے۔ وہ بہی اسمیں شامل ہیں۔	[illegible]	[illegible]	مارچ سنہ ۱۹ء
اس آمدن میں جلسہ کی آمد بھی شامل ہے۔	[illegible]	[illegible]	اپریل سنہ ۱۹ء
	[illegible]	[illegible]	مئی سنہ ۱۹ء
	[illegible]	[illegible]	جون سنہ ۱۹ء
	[illegible]	[illegible]	جولائی سنہ ۱۹ء
	[illegible]	[illegible]	اگست سنہ ۱۹ء

شروع جلسہ میں انجمن نے یہ مشورہ کیا تہا کہ جلسہ کا سب خرچ ممبران انجمن پر تقسیم کیا جائیگا۔ مگر نہایت افسوس سے اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کہ اراکین انجمن نے اس طرف ہی توجہ نہ کی۔ آخر مجبوراً جلسہ کی آمدن سے جلسہ کا خرچ ادا کیا گیا۔

آج کی تاریخ تک مبلغ [illegible] روپیہ سات آنہ انجمن کے نزد فتح الدین نمبردار مہتمم انجمن جمع موجود ہیں۔

ہمدرد قوم جناب چوہدری فتح الدین صاحب نمبردار و شیخ محمد حسین صاحب سفید پوش و اعلیٰ نمبردار ساکن چک شیخان خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے اپنا وجود یتیموں کی خدمتمیں وقف کر دیا ہوا ہے۔ آپ ہر وقت یتیموں کے خبر گیر اور حال پرسان رہتے ہیں۔ اس انجمن کے قائم ہونیکے اصلی محرک یہی ہیں۔ آپ ہیں کہ اپنی روٹی کھانے سے پہلے یتیموں کی روٹی کے متعلق پوچھ لیا کرتے ہیں۔ اللہ جلشانہٗ اون کے ہر ایک کام میں برکت کرے اور اون کو اپنی مرادوں میں کامیاب کرے۔

انجمن تہ دل سے مسمی محمد بخش بافندہ کی نہایت مشکور ہے۔ کہ اوس نے یتیموں کا تمام بوجھ اپنے سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ طلباء یتامے اپنے گھر کی طرح جس چیز کی ضرورت

ہوتی ہے۔ لئے آتے ہیں اونہوں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ آپنے ایک بنیں بکھی ہوئی ہے۔ جسطرح کہ وہ بیان کرتے ہیں۔ واقعی وہ یتیموں کے واسطے ہی ہے۔ یتامے کو بنیں کا نہایت آرام ہے لسی وغیرہ ضرورتیں آسانی سے پوری ہو جاتی ہیں۔ چونکہ مکان مدرسہ سے اون کا گہر بہت نزدیک ہے اس لئے طلبا کو بڑا ہی آرام ہے۔ جزاہم اللہ عن خیر الجزاء سال رواں میں بہت سے اصحاب نے انجمن کے طلبا و یتامے کو مدعو کیا۔ اللہ تعالیٰ اونکو جزائے خیر دے۔ اور بہت سے صاحبوں نے قرآن شریف وقف کئے۔ اور پارجات خرید کردئے۔ قرآن شریف جو کہ جلی قلم اور طلبا کے پڑھنے کے لائق تہے رکھ لئے گئے۔ اور باقی فروخت کئے گئے۔ اسی طرح پارچات زائد از حاجت فروخت کرکے مدآمد میں جمع کئے گئے۔ والسلام فقط

تقریر مرسلہ مولوی صوفی مولا بخش صاحب مدرس فارسی اسلامیہ ہائی سکول بہاولپور

"ترتیب خلافت"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

حقا بہ طفیل ہمہ اہل مذاہب — وز برکت علم امام اعظم کوفی
یارب تو بفعل بد ما کار مکن — باما تو ہماں کن کہ بداں معروفی

جناب صدر جلسہ

فقیر کو اس انجمن سے زیادہ تر انس ومحبت اسوجہ سے ہے۔ کہ فقیر حنفی المذہب اور چشتی المشرب ہے۔ اور یہ انجمن ترویج علم فقہ حنفی میں زیر اہتمام حنفی المذہب اور چشتی المشرب مہتممان یعنی جناب خلیفہ صاحب وجناب چشتی صاحب وجناب مفتی صاحب سعی کررہی ہے۔ اس تعلق کیوجہ سے اس ہیچمدان کو بہی ہر سال چھوٹا مونہہ بڑی بات کی ضرب المثل کا مصداق بننا پڑتا ہے۔ ونیز اس خیال سے کہ بحکم محکم اتقوا النار ولو بشق تمرۃ۔ تہوڑی سی امداد دامی قدمی قلمی بھی دوزخ سے بچاتی ہے۔ اس لئے

چند کلمات شوقیہ کو ہی اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔
اصل سب چیزوں کی توحید ہے۔ اور سردار سب موحدوں کے مصطفی صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم ہیں۔ اور خداوند جل وعلا کو آپکے ساتھ وہ رمز و اشارات تھے کہ تمام خلقت
اوسکے ادراک سے عاجز آئی۔ وہ سب حروف مقطعات قرآن ہیں۔ بیشک بہترین
سب پیغمبروں کے حضور ہیں۔ دلیل اسپر یہ حدیث ہے۔ کہ فرمائی انا سید ولد
آدم ولا فخر میں تمام فرزندان آدم سے بہتر ہوں۔ اور میری مراد اس سے فخر نہیں۔
اور فرمایا۔ آدم ومن دونہ تحت لوای ولا فخر یعنے آدم اور کچھ اوسکے سوا
میرے نشان کے نیچے ہیں اور مراد میری اس سے فخر نہیں۔ یعنی یہ بات میں فخر سے نہیں
کہتا ہوں۔ بلکہ مجھکو حکم ہے۔ کہ میں ایسا کہوں "
اور بعد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر صدیق بہترین آدمیان ہیں۔ کیونکہ حضور نے
فرمایا ہے۔ کہ ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین والمرسلین علی ذی
لھجۃ بخیر من ابی بکر یعنی نہیں چڑھیگا۔ اور نہیں چھپیگا سورج بعد پیغمبروں کے کسی
ذات پر بہتر ابی بکر سے پہلے جس نے حضور کی تصدیق کی اور ایمان لایا۔ وہ ابوبکر رضی اللہ
عنہ تھے۔ پس بیشک یہاں سے بعد انبیاء اور رسل کے فضیلت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
کو تمام اُمت پر ثابت ہے۔ بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بہترین آدمیان عمر رضی اللہ
ہیں کیونکہ حدیث شریف ہے۔ کہ ایک روز حضور کے پاس جبرئیل علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔
کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ پس جبرئیل ع نے کہا۔ کہ یا محمد یہ عمر ہیں کہ آپکی خدمت
میں آئے ہیں۔ پس حضور نے فرمایا کہ اے جبرئیل عمر کو آسمان میں پہچانتے ہیں۔ جبرئیل ع
نے عرض کی کہ قسم ہے حق کی جس نے آپ کو نبی برحق کر کے خلق کی طرف بھیجا ہے۔
عمر آسمان میں اس سے زیادہ مشہور ہے کہ جسقدر زمین میں ہیں۔ پھر حضور نے فرمایا۔ کہ عمرؓ کی اور فضیلت
بیان کر۔ کہا یا محمد اگر میں حضور کے پاس اتنا رہوں کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں پچاس برس
کم ایک ہزار سال۔ ہرگز عمرؓ کے فضائل تمام نہوں۔ یہ کتنی بڑی فضیلت ہے۔ کہ کتنی
آیتیں خدائے تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی مرضی کے موافق نازل فرمائیں۔

بعد ابوبکر و عمر خطاب رضی اللہ عنہم کے بہترین آدمیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں -
کیونکہ حضور کی دو صاحبزادیاں اُن کے نکاح میں تھیں اسلئے اونکو ذوالنورین کہتے ہیں
اور بعض کا قول ہے کہ ذوالنورین اس لئے کہتے تھے - کہ قرآن جمع کیا - اور ہر رات جب تک
ایک ختم قرآن نہ کر لیتے نہ سوتے - کیونکہ قرآن کا جمع کرنا نُور ہے - اور ختم کرنا قرآن کا
نُور ہے - بعد ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے بہترین آدمیان علی رضی اللہ عنہ ہیں -
کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا - انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ
الا انه لا نبی بعدی تو میری نزدیک بمنزلہ ہارونؑ کے ہے - موسیٰ سے مگر وہ کہ میرے
بعد کوئی نبی نہیں ہے - آیات قرآن و احادیث بر ان چاروں صحابہ رضوان اللہ علیہم کے
شان میں بہت ہیں -
خلافت ان کے درمیان اسی ترتیب سے ہے جسکا ذکر ہوا - یہ چاروں خلیفے برحق ہوئے
ہیں - اور خلفائے راشدین ہوئے ہیں - اور پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب اس
جہان سے رحلت فرمائی - خلافت کسی کو نہیں سونپی - اسمیں یہ حکمت تھی - کہ اگر اہل بیت کو
سونپتے دشمنوں کو تہمت کا موقع ملتا - اور اگر بیگانہ کو سپرد فرماتے اہل بیت کو غم ہوتا -
صحابہ نے خود اجماع کر کے فیصلہ کر لیا - نہ اہل قرابت کو رنج پہونچا - نہ دشمن کو طعنہ کا
موقع ملا - اخبار اور احادیث ترتیب امامت میں بہت آئی ہیں - ایک اُنہیں سے یہ ہے -
کہ ایک روز امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی
خدمت میں بھیجا تو اوس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا - کہ یا رسول اللہ
اگر ایک وقت تیرے پاس آؤں اور تمکو نہ پاؤں کسکے پاس جاؤں حضور نے جواب دیا -
کہ ابوبکر کے پاس - اوس شخص نے اگر حضرت علی رضؓ کو خبر کی - پھر اوسکو بھیجا کہ جا کر پوچھ
کہ اگر ابوبکر رضؓ کو نہ پاؤں - کسکی طرف جاؤں - فرمایا عمر رضؓ کے پاس جا - وہ شخص پھر آیا -
اور حضرت علیؓ کو خبر دی - کہا پھر جا اور پوچھ اگر عمر رضؓ نہ پاؤں کہاں جاؤں - فرمایا عثمان
کے پاس جا - پھر اوسنے حضرت علی رضؓ کو آ کر خبر کی کہا کہ پھر جا کر پوچھ اگر عثمان رضؓ کو نہ پاؤں
کسکے پاس جاؤں فرمایا اوسکی طرف جو تجھکو بھیجتا ہے - پس ترتیب خلافت اسیطرح ظہور میں آئی -

اور صحابہ میں سے دس تن کی جنکو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں حضور نے بہشتی ہونے کی گواہی دی۔ اس گواہی پر ایمان لانا چاہئے۔ چاروں صحابہ خلفائے راشدین بھی ان عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔ اور باقی چھ یہ ہیں۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ سعد ابی وقاصؓ۔ سعید بن زید عبد الرحمنؓ بن عوف۔ ابو عبیدہ بن الجراحؓ حضور کی گواہی میں ان دسوں کے بہشتی ہونے میں شک لانا کفر ہے۔ بعد عشرہ مبشرہ دیگر کل صحابہ کے بہترین مردمان وہ لوگ ہیں جنکی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہشت میں جانیکی گواہی دی جیساکہ فرمایا۔ سیدخلون امتی سبعون الفا بغیر حساب۔ داخل ہوں گے۔ بہشت میں میری امت سے ستر ہزار نفر بحساب۔ بعد زمان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور میں آئینگے۔ بغیر حساب کے بہشت میں جائینگے۔ لیکن وہ صحابہ سے افضل نہوں گے۔ ان کے بعد بہترین مردمان علما باعمل ہیں۔ کہ دُنیا سے مونہہ موڑکر علم پر عمل کرتے ہیں۔ اور اُنکو علمائے آخرت کہتے ہیں۔ کہ علم پڑھنے سے اون کی نیت رضامندی خدائے تعالیٰ کا حاصل کرنا ہے۔ نہ کہ دنیا اور جاہ ومنزلت کا حاصل کرنا۔ اور اہل دُنیا سے فائدہ۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے شر کا سوال کیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ مجھسے خیر کا سوال کر۔ اسی طرح تین مرتبہ فرمایا۔ اور وہ سائل بار بار یہی کہے جاتا تھا۔ پس حضور نے فرمایا۔ ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء۔ نقل ہے کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا۔ کہ جن علماء کا اختلاف رحمت ہے وہ کونسے علماء ہیں جواب دیا کہ وہ ہیں جو تمسک ہیں کتاب اللہ پر اور مجاہدہ کرتے ہیں اور متابعت کرتے ہیں۔ سنت پیغمبر علیہ السلام کی اور اقتدا کرتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایسے علمار کے تین گروہ ہیں۔ اول اصحاب حدیث۔ دوسرے فقیہہ۔ تیسرے صوفی۔ ان کے بعد بہترین مردمان وہ لوگ ہیں۔ جو لوگوں کو نفع پہونچاتے ہیں۔ دینی انجمنوں ہیں مدد دیتے ہیں۔ علوم دین کی ترویج میں اپنا مال حلال صرف کرتے ہیں یتیموں کی خبر لیتے ہیں خصوصاً انجمن نعمانیہ کے لئے جسکا بیسواں سالانہ جلسہ آج ہے۔ اور جسمیں سے آجتک کثرت سے طلبار مکمل ہو کر اپنے اپنے وطن

اور دیگر مقامات میں علم دین کی تعلیم دیگر عامہ مسلمین کو مستفیض کر رہے ہیں فراہمئے چندہ میں دل و جان سے ساعی ہیں۔ ایسے لوگ بھی خیر الناس من ینفع الناس کے مصداق ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدٰی۔ فقط

تقریر برخوردار میاں محمد اطال اللہ عمرہ خلف صوفی مولا بخش صاحب مدرس فارسی بھٹنڈہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"فضیلت شکر"

من شکر چوں کنم کہ ہمہ نعمت توام | نعمت چگونہ شکر کند بزبانِ خویش

جناب صدر جلسہ و حضرات حاضرین باتمکین

یہ عاجز اس انجمن کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر ہمراہ والد بزرگوار خود حاضر ہوا تھا۔ اور مقرروں اور واعظوں کی فصیح تقریروں اور پر اثر وعظوں سے کمال محظوظ ہوا تھا۔ اب کے دفعہ بندہ کو بھی شوق از حد دامنگیر ہوا۔ اور شکر کی فضیلت پر کسیقدر جیسا کہ فہم ناقص میں آیا۔ خامہ فرسائی کر کے شرف قدمبوسی حاصل کی۔ وھُوھٰذا :-

محققین کے نزدیک منعم کی نعمتوں کا اعتراف کرنا شکر کہلاتا ہے۔ جو آدمی اس صفت سے موصوف ہوتا ہے اُسے شاکر بولتے ہیں۔ اس کے برخلاف کفران ہے۔ اور جو شخص اس وصف سے متصف ہوتا ہے وہ کافر کہلاتا ہے۔ جسطرح شکّر اور شُکر بعینہ ایک ہی شکل ہے اسی طرح لذت اور پھل بھی بلے کم و کاست ایک ہی جیسا ہے۔ شُکر گذاری دُنیا کی نعمتوں کی زیادتی کا باعث اور سعادت آخرت کا وسیلہ ہے۔ خود خداوند کریم کہ سب سے بڑا منعم حقیقی ہے اپنے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔ ہم دُنیا میں دیکھتے ہیں کہ جس صاحب کا ایکدفعہ شکریہ ادا کیا جائے وہ پہلے کی نسبت دوچند نیکی کرتا ہے اور شکر کنندہ پر از حد خوش ہوتا ہے۔ بھلا ممکن ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کا شکر کریں اور وہ

خوش ہو۔ اسمیں شک نہیں کہ اوسکا شکر ہم سے پورا ادا نہیں ہو سکتا۔ مگر جہاں تک ہو سکے اس سے تو پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے۔ جیساکہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

اگر شکرِ حق تا بروزِ شمار | گذاری نباشد یکے از ہزار
ولے گفتنِ شکر او ے الثقات | کہ اسلام را شکر او زیودست

حضرت موسی علیہ السلام نے ایکدفعہ بارِیتعالی سے مناجات میں عرض کیا کہ اے خداوند کریم تو نے حضرت آدم صفی اللہ کو اپنے ید قدرت سے بنایا۔ اور کیسی کیسی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اونہوں نے تیرا شکریہ کسطرح ادا کیا۔ خداوند تعالے نے آپ پر وحی بھیجی کہ چونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ پیدا کئے ہوئے میرے ہی ہیں۔ اور کل نعمتیں میری ہی طرف سے ہیں انکا یہ جاننا ہی شکر ہے۔ اور اسیطرح سے کہا داؤد علیہ السلام نے خداوندا کیونکر تیرا شکر کروں۔ اور میرا شکر کرنا تیرا ہی نعمت ہے تیرے پاس سے۔ پس وحی بھیجی حق تعالے نے اون کی طرف کہ اب تو نے میرا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالے نے شاکروں کو قرآن مجید میں بہت جگہہ یاد فرمایا ہے۔ اور بڑے بڑے وعدے کئے ہیں جیساکہ آیت مذکورہ سے ظاہر ہے۔ شکر کی عظمت اور اسکے عالی درجہ و بلند مرتبہ ہونے کی یہ کیا کچھ کم علامت ہے کہ خداوند تعالی نے قرآن شریف میں اپنے ذکر کے ساتھ ذکر فرمایا ہے دیکھئے۔ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون اور شکر کی ہی بزرگی و عظمت کو دیکھکر شیطانِ لعین نے بطورِ طعن کہا تہا لا تجد اکثرھم الشاکرین۔ ایکدفعہ حضرت عثمان ذے النورین رضی اللہ تعالے عنہ نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کی۔ یارسول اللہ آپ پر میری جان نثار۔ میرا مال و دولت روز بروز بڑہتا جاتا ہے۔ اور میں اس سے بہت تنگ آگیا ہوں آپ دعا فرماویں کہ آئندہ نہ بڑھے۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالے کی نعمتوں کا شکر نہ کیا کر مال خود بخود کم ہو جائیگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ کہ یہ بات تو مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکیگی۔ کیونکہ شکر کا تو میں عادی ہوگیا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ تو یہ دنیا شکوہ و شکایت

کیا مطلب - غرض حق سبحانہ تعالےٰ کی رضامندی شکرگذاری پر ہی موقوف ہے - جو ناشکری کریگا وہ عذاب الٰہی میں سخت مبتلا ہوگا - کیونکہ خداوند تعالیٰ اپنی کلام میں ارشاد فرماتا ہے ولئن کفرتم ان عذابی لشدید - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہانا کہاکر خداوند رازق کا شکریہ اداکرے اُسکا درجہ مرد صائم وصابر کے درجہ کے برابر ہے چنانچہ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے - اور صحیح بخاری میں موجود ہے - الطاعم الشاکر بمنزلۃ الصائم الصابر - اور ایک حدیث شریف میں آیا ہے - الحمد رداء الرحمٰن - پس ان آیات واحادیث مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت ہے - کہ انسان پر ان تمام نعمتوں کا جو خدائے تعالیٰ نے اُسکو عطا فرمائی ہیں - حتے الامکان شکر کرنا فرض العین ہے - حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ کیطرف اپنے توسن خیال کو ذرا جنبش دیجئے کہ آپ پر کسقدر تکالیف اور مصائب نازل ہوئیں - مگر بجز صبر وشکر کے زبان تک نہ ہلائی - سب سے بڑی نعمت کہ خداوند تعالےٰ نے ہمیں عنایت فرمائی - وہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باجود ہے کہ کوئی نعمت دنیا اور آخرت کی اس نعمت کی برابری نہیں کرسکتی - پس شکریہ بجالانا اس نعمت غیر مترقبہ کا ہمپر لابُد وضروری ٹہیرا - ؎

چہ نعمتے است بزرگ از خدا کہ بر ثقلین   سپاسداری این نعمت است فرض العین

اور شرع شریف میں بھی چند نعمتوں کی ادائیگی شکر کے لئے چند چیزیں مقرر ہیں - شکر تولد فرزند عقیقہ ہے - شکر نکاح ولیمہ - اور نئے کپڑے پہننے کا یہ ہے کہ پرانے کپڑے کسی محتاج کو دیدیوے - ادائے روزہ کا شکر صدقۃ الفطر ادائے حج کا شکریہ قربانی عید الضحیٰ - اعضا کا شکریہ نماز اور مال کا شکریہ ہے کہ اُسمیں سے کسیقدر فی سبیل اللہ کسی لنگڑے - لولے محتاج بیکس درویش کی خدمت کرے یا یتیم خانوں ومدارس اسلامیہ میں دیوے - چنانچہ اسی شہر لاہور میں اراکین انجمن نعمانیہ نے جسکا آج بیسواں سالانہ جلسہ ہے طبقۂ علما کے پیدا کرنے کے لئے ایک دارالعلوم قائم کیا ہے -

جسکی امداد ہم سب مسلمان بہائیوں پر واجب ہے۔ اسکی امداد خدائے تعالےٰ کے راضی کرنیکا ایک نہایت عمدہ آلہ ہے۔ اب یہ خاکسار اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ اپنے محبوب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اور اپنے ولیوں۔ جاں نثاروں اور علماء صالحین واتقیا کے طفیل۔ اس عاجز کو اور سب مسلمان بہائیوں کو اس نعمتِ بے بہا یعنی عادتِ شکر سے سرفراز فرماوے۔ اور آیات واحادیثِ مذکورۂ بالا پر عمل کرنے کی توفیق انیق عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ صلے اللہ علیک یا محمد۔

نظم از نتائج طبع جناب منشی میراں بخش صاحب جلوہ وقائع نگار

(سیالکوٹ)

"بے ثباتی دنیا"

جو کوئی پیدا ہوا دنیا میں وہ ہوگا فنا
کل نفس ذائقۃ الموت ہے حق نے کہا

پھر یہ فرمایا خدا نے ہے بہت تاکید سے
خواہ ہو کوئی لیکن ہوگا نشانہ موت کا

موت سے لاچار ہیں دنیا میں سب شاہ و گدا
پیش کچھ جاتی نہیں ہے جبکہ آتی ہے قضا

ہیں کہاں آبا و اجداد آپکے اے صاحبو
کون ہے اگر جو دنیا سے نہیں ہے مٹا

دنیائے دوں سے سراسر دل لگانا ہے فضول
چھوڑ دو اے صاحبو دنیا کی یہ حرص و ہوا

دنیائے جائے چند روزہ ہے نہیں اسکو ثبات
دل لگانا دارِ دنیا پر نہیں ہرگز روا

رہ کے دنیا میں خدا سے دل لگاؤ صاحبو
گر تمہیں مطلوب ہے آسائشِ ہر دوسرا

بے ثباتی کے سوا آتا نہیں ہے کچھ نظر
دیکھ لو تم کرکے بے شک دیدۂ عبرت کو وا

چاہتے ہو دن قیامت کے اگر اپنی نجات
رات دن پڑھتے محمد پر رہو صلّ علیٰ

سب دنوں سے سخت تر ہوگی قیامت کی گھڑی
دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جائینگے ارض و سما

اور ان کے گالوں کے مانند جائینگے اڑ سب پہاڑ
زلزلہ جسوقت محشر کا جہاں میں آئیگا۔

چاند سورج اور ستارے سب کے سب مٹ جائینگے
اور فنا ہو جائینگے یہ خاک و نار آب و ہوا۔

مومن و صلحا خدا کی طرف آخر جائیں گے
باپ بیٹے کو نہ پوچھے گا نہ بیٹا باپ کو
نفسی نفسی دن قیامت کے کہے گا ہر بشر
مال و زر کا صاحبو تم مت کرو دل میں غرور
ہے کہاں قارون جو رکھتا تھا نہایت مال و زر
مال و زر ہرگز نہ جائیگا کسی کے ساتھ واں
جمع کرنے کے لئے ہرگز نہیں ہے مال و زر
آج ہے موقعہ کہ دے لو کچھ خدا کی راہ میں
ساتھ جاویگا وہی جو ہاتھ سے دے جاؤ گے
اسکے بدلے جنت الفردوس کو پاؤ گے آپ
جسقدر ہو سکتا ہے دنیا میں کرلو نیک کام
خویش و بیگانے سے رکھو صلح و صفائی ہر گھڑی
نام جلوہ ہے میرا اور جائے مسکن سیالکوٹ
مانگتا ہوں قوم کی خاطر میں تم سے صاحبو
آج اس جلسہ میں جو دوگے خدا کے نام تم
مال اور زر سے یتامے کی کرو امداد تم
طالبعلموں کے لئے بھی کچھ دلاؤ ہاتھ سے

چل بسے ہیں جسطرح پیر و پیمبر اولیا
کام کوئی بھی نہیں ایک دوسرے کے آئیگا
خوف حق سے ہر کوئی آئیگا ڈرتا کانپتا
اعتبار اسکا نہیں کس وقت میں لٹ جائیگا
جانتے کیا تم نہیں جو حال ہے اوسکا ہوا
اپنے ہاتھوں جب تلک پہلے نہ بھیجا جائیگا
آپ کھاؤ اور غیروں کو بھی دو راہ خدا
کل نہیں ہے زندگی اور موت کا کچھ بھی پتا
موت جسدم آئیگی سب کچھ یہاں رہ جائیگا
رائیگاں ہرگز نہیں جائیگا دنیا آپ کا
عاقبت میں کام آئیگا نہ کچھ اس کے سوا
ہوکے زور آور نہ تو کمزور کو ہرگز ستا
پوچھتے ہو کیا مجھے یارو میں ہوں قومی گدا
مان لو کہنا مرا بہر خدا و مصطفٰے
دہ بہ دنیا اور ستر پاؤ گے روز جزا
اسمیں راضی ہیں پیمبر اور خوش ہوگا خدا
تاکہ دنیا اور آخر میں تمہارا ہو بھلا

دامن امید جلوہ زر سے بھر دو آج تم
دست بستہ عاجزانہ ہے یہ تم سے التجا

انجمن نعمانیہ کا یا الٰہی ہو بھلا
پرورش بڑھکر یتامے کی کرے ماں باپ سے
تاج دین کے سر پہ ہو تاج فضیلت حشر میں
دین اور دنیا میں کر بخشی کو یارب سرخرو

مدرسہ جسنے ہے کھولا دین کی تدریس کا
ہر گھڑی رہتا ہے اسکو فکر انکے حال کا
ہو سلیم اللہ وارث جنت الفردوس کا
کام ہے کوشش سے جسکی انجمن کا چل رہا

یا الٰہی ہو ترقی انجمن کی رات دن حاضر ینو کی تو کر پوری الٰہی آرزو	ممبروں کا اسکے کر پورا خدایا مدعا مانگتا جو کچھ ہے کوئی اوسکو یارب کر عطا

آرزو جلوہ کی ہے ہر دم تیری درگاہ میں
رکھ عنایت کی نظر اسپر تو یارب دائما

تقریر مرسلہ مولوی نیاز احمد صاحب قصبوی بعنوان ”تحریص علم دین“

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی نبیہ الکریم

یہ امر مسلم الثبوت اور سب پر روشن ہے کہ قومی ملکی ترقیات کا مدار اور جسمانی روحانی کمالات کا عروج حسن اخلاق حسن عادات تہذیب تمدن حسن معاشرت امن و آسایش سب موانست طبعی اور تالیف قلوب پر موقوف ہے اور محبت اتفاق اتحاد سے وابستہ ہے جبتک کسی ملک قوم میں یہ عمدہ صفات نہوں تب تک وہ کبھی کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ اور نہ وہ ملک تو کبھی سرسبز ہو سکتا ہے۔ بلکہ دن بدن دنیا و دین پست ذلیل ہوتے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جسمانی بادشاہوں اور دنیاوی کاروبار اور ملکی قومی سلطنتوں کی بنیاد تو اس محبت اتفاق اتحاد پر مبنی ہے۔ اور انہیں پر منحصر ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ روحانی ربانی سلسلہ خلافت جو رسولان خدا کی طرف منسوب ہے۔ اور انسان کے معاش معاد دونوں کا متکفل اور عبادات معاملات دونوں کے متعلق ہے۔ اسکی ہر ایک حکم میں اور ہر ایک عمل میں اسی اتحاد اتفاق کی سخت تاکید ہے۔ نماز جمعہ جماعت صلوٰۃ عیدین حج کے اہتمام میں یہی اجتماع اور اتحاد مقصود ہے۔ تاکہ روزمرہ کی پراکٹس اور مشق سے سبکے دلوں میں محبت پیدا ہو۔ اور ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی سے ملکر اتفاق اتحاد کرنیکا عادی ہو۔ اور اس نیک عادت اور قوت ایمان کی طاقت اور نور اخوت اسلام کی روشنی سے تمام مومنین کے دل روشن اور منور ہوں اسی طرح

مالی عبادت زکوٰۃ صدقات قربانی فطر خیرات مساکین فقرا کی ہمدردی مظلوموں یتیموں کی امداد پرورش بیماروں کی عیادت اور تیمارداروں عاجزوں کی غمخواری معذوروں اپاہجوں کی غمگساری وعظ تذکیر تعلیم تعلم درس تدریس ارشاد تلقین سب کا اصل اصول یہ ہاہے۔ اتحاد اور یہی اتفاق ہے ہمارے مذہب مقدس اور دین پاک کی ترقی اور اشاعت کا اصل باعث اگرچہ بجز تائید غیبی اور نصرت الٰہی کے سوائے اور کوئی چیز نہ تھی۔ مگر درحقیقت خیال کیا جاوے تو یہ بھی سب اسی قوت اتحاد قلبی اتحاد اتفاق کا اور موانست قلبی اور تالیف قلوب کی طاقت اور اخوت اسلامی اور ہمدردی برادرانہ کا جوش تھا جو صحابہ کرام اور سلف صالحین کے طبائع میں فیضان محبت رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے خداوند کریم نے داخل کر دیا تھا۔ اور قرآن کریم کی ہدایات اور ارشادات اور تبلیغ احکامات الٰہیہ کی پرزور علمی طاقت اور وعظ تذکیر کی سریع الاثر قوت اور آیاتِ قرآنی اور کلام ربانی کی اعلیٰ درجہ فصاحت وبلاغت کا اعجاز تھا۔ جس سے ان کے دلوں میں حسن عقیدت کی قوت اور نور ایمان کی طاقت سب سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور سب کے دلونمیں کمال درجہ کی عزم اور ہمت توکل استقلال استقامت آگئی۔ کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ملک عرب سے گذر کر اور مخالفان حق پرستی کا نام ونشان مٹا دیا۔ اور جو اندھیرا مدت کا اس ملک پر چھایا ہوا تھا تو جب حق پرستی صلاحیت وحدانیت کے نور سے بالکل منور کر دیا۔ مدتوں کی مخالفت عداوت موانست قلبی زمانوں کی مخاصمت شافقت محبت خلوص یگانگت خویشی سے بدلادی۔ اور سب کے سینے دولت اخوت سے معمور اور نعمت اخوت اور نور محبت سے منور اور بھرپور۔ خداوند کریم کی کلام میں اس مضمون کی صداقت اور شہادت بڑی وضاحت صراحت سے موجود ہے۔

صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے بعد جب دین اسلام کی نہایت ترقی ہوئی۔ اور اسلام عرب سے بڑھکر اور ممالک بلکہ تمام ممالک وبلاد عجم میں پھیل گیا۔ تب اُمتِ اسلام کو اسکی سخت ضرورت پیش آئی۔ اور اس امر کی بڑی احتیاج پیدا ہوگئی۔ کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق دین اسلام کی اشاعت کریں اور مسلمانوں کے لئے عبادات معاملات

قرآن کے مجمل مفصل صریح احکام کے برابر عمل کرنے کے لئے سہولت پیدا کریں۔ اگرچہ قرآن مجید
آیات بینات ایسی مغلق اور پیچیدہ نہ تھیں کہ بجز فلاسفروں اور عرب کے فصیح بلیغوں کے
سوا کوئی دوسرا اور نہ سمجھ سکے۔ مگر تاہم عام اہل عرب کو عموماً اور دوسرے ممالک عجم کو
خصوصاً نہایت مشکل تھا۔ کہ حقائق قرآنی معارف کلام ربانی خود بخود سمجھ سکیں اور تمام احکام
عبادات معاملات مذہب اسلام کے قرآن مجید سے اسکی ہدایات ارشادات کے مطابق
آپ ہی استخراج کر کے تعمیل عمل میں لاسکیں۔ تب اسدقت کو رفع کرنے اور اس مشکل کے
حل کرنیکے لئے آیۂ دین مجتہدین اور علمائے راسخین فی الدین والعلم الخ امر اہم کو
اپنے ذمے لیا۔ اور کمر ہمت چست باندھکر قرآن کریم میں تدبر وتفکر شروع کیا۔ آخر کار اس
مقدس جماعت علمائے دین نے ملکر آیات کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور معمولات
صحابہ اور اجماع اتفاق جمہور ملت اسلام سے استنباط احکام شرعیہ اور تخریج مسائل فرعیہ کے
کی
لئے اصول علم فقہ مرتب کئے۔ اور کتب فقہ تدوین اور تالیف میں مصروف ہوئے۔ اس
مطلب اہم اور اس مقصد اعظم کی تکمیل ترمیم کے واسطے سب علمائے کرام اور فقہائے عظام
نے اپنی قوت علم خداداد اور طاقت اتحاد سے کام کیا اور غایت درجہ کی کوشش کرکے
اپنے اپنے فہم رائے اور ادراک سے ان ادلہ اربعہ کے مطابق ہر ایک احکام کو اخذ کرلیا۔ اور
امت اسلام کے لئے ایک سہل طریق عمدہ اور آسان مذہب بنادیا۔ چنانچہ اکابر علمائے
اسلام اور امت اسلام کے سنت جماعت فریق کا اتفاق اور اجماع ہوگیا۔ کہ سب عوام
خواص کو ان آیۂ اربعہ کی تقلید اور اتباع واجب ہے اور ان مجتہدین ومحققین کے خلاف عمل کرنا
ناجائز ہے آن امامانِ کہ کردند اجتہاد ٭ رحمت حق بر روانِ جملہ باد۔

مگر ان سب بزرگان دین اور آئمہ مجتہدین سے اپنی فہم و ذکاء اور علم اور باطن کی مصفا
طاقت اور عقلی قوت اور اجتہاد خداداد کے زور سے حضرت خاتم المجتہدین سراج المسلمین
امام برحق حضرت امام نعمان ابن ثابت کوفی جنکی کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔
سب مجتہدین پر سبقت لے گئے۔ جس دقیق نظر اور لطیف نکتہ رس علم وعقل سے آپنے علم فقہ
کو آیات حدیث سے اخذ کیا ہے۔ اسکی نظر امت اسلام میں ہرگز کوئی نہیں۔ آپکے علم اور

مسائل مستخرجہ کا یہاں تک فروغ ہوا۔ اور قبولیت عام خواص درجہ اس حد تک حاصل ہوا
کہ اُمت اسلام کے سب ملکوں میں مذہب حنفی مروج ہوگیا۔ بڑے بڑے علمائے نامدار صلحائے
باوقار اولیائے کرام سلاطین امرائے عظام آپکے مذہب کے مقلد ہوگئے اور آپکا اتباع
اختیار کرلیا۔ اور اُمت کی طرف سے آپ کو سراج الامت کا خطاب عطا ہوا ؎

بوحنیفہ بد امام باصفا ۔۔ آن سراج اُمتان مصطفےٰ ۔۔

پھر آپ اور آپ کے اصحاب و مجتہدین کے زمانے ہی میں بڑے بڑے کتب مستند معتمد
تصنیف ہو کر اسلامی ملکوں اور سلطنتوں میں مشتہر اور شائع ہوگئیں۔ اور شاہان اسلام نے
انفصال مقدمات اور جزو کل معاملات دینی دنیوی انتظامات کے لئے ان کو دستور العمل
بنالیا۔ غرض ممالک اسلامیہ میں عموماً فقہ حنفی میں اسقدر عام رواج ہوگیا۔ کہ تمام اہل
اسلام اور اسلامی سلطنتیں عموماً حنفی مذہب ہوگئے۔ ہر طبقہ ہر زمانے کے تمام بلاد اسلامیہ
روم شام عراق ایران ترکستان بلخ بخارا ماوراالنہر کابل قندہار ہندوستان اکثر کبار
علمائے مختار فقہائے کے پہلے طبقے کے حنفی فقہ کی کتابیں مبسوط زیادات محیط وغیرہ وغیرہ
امام محمدؒ و قاضی ابو یوسف وغیرہ متقدمین احناف کی تصانیف کے بڑے بڑے بسیط مغنی
فتاوے موجود ہیں۔ متاخرین فقہائے احناف کی تصانیف سے ہدایہ شامی فتح القدیر
مختصر کنز الدقائق عینی وغیرہ وغیرہ بیشمار کتب کی شہادت اور ثبوت کافی موجود ہیں۔
کہ پچھلے زمانے کے شاہان اسلام کے یہ کتب فقہ معمول بہ تھیں۔ اس ہندوستان کے
شاہان مغلیہ میں سے اورنگ زیب عالمگیرؒ کے عہد میں اسکے حکم سے ایک کتاب فتاوے
عالمگیریہ کے نام سے تیار ہوئی۔ جسکو اسنے تمام قلمرو میں اپنے تمام محکمہ جات اور عدالتوں
میں دستور العمل اور معمول بہ ٹھہرا کر حکم دیا۔ کہ اسکے مطابق انفصال مقدمات شرعیہ ہوں غرض
پہلے ہمارے تمام اس ملک ہندوستان کے اہل اسلام سنت جماعت در عایا بادشاہ
و وزیر فقیر عالم جاہل فقیہہ صوفی ادنیٰ اعلیٰ سب حنفی المذہب تھے۔ اور اتحاد مذہب کے سبب
ہر ایک بات میں متحد متفق اور فقہ اور فقہائے حنفیہ کے پیرو اور مقلد۔ مگر جب سے کہ سلطنت
اسلامیہ کو اس ملک کی امت اسلام کی شامت اعمال سے خود بخود زوال ہوگیا۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ

کی عملداری کا زمانہ آگیا۔ رعایا کو مذہب کی طرف بالکل آزادی مل گئی۔ تب سے اہل ہند کے
مسلمانوں کے مذہب اتفاق اتحاد میں انقلاب عظیم واقع ہوگیا۔
الغرض جب مسلمانوں میں دین اور مذہب اور اتفاق اتحاد میں اسطرح کی خرابیاں پیدا ہوگئیں
اور روزمرہ کے تفرقے تفریق اختلافات دین اور فسادات انہیں پیدا ہونے گئے۔ اور
دن بدن علم دین کے نہونے سے دہریت الحاد بڑھتا گیا۔ اور عالمان دین کے نہونے
کے باعث مسلمانوں میں بے دینی پھیلتی گئی۔ کسی کا کوئی مسلک خاص اور نہ کسی کا
کوئی مذہب معین رہا۔ بلکہ والناس فیما یعشقون مذاہب کا ساحال ہوگیا۔ اور مذہب قدیم
حنفی جو اس عام ملک میں پہلے مروج تھا۔ اسکا نام ونشان مٹ مٹا گیا۔ اس مصیبت
کے رفع کرنے اور اس مرض مہلک کے علاج کرنیکے لئے چند خیر خواہان اسلام حنفی المذہب
نے جو اسلام اور مسلمانوں کے سچے ہمدرد تھے۔ یہ ایک انجمن نعمانیہ کے نام سے شہر لاہور
میں قائم کی۔ اسکے تمام سرپرست میں ایک دار العلوم بغرض تعلیم علوم دین اسلام مطابق
مذہب اہل سنت والجماعت نے اتباع طریق وملت حنفی ملک میں جاری کیا۔ جسکے
مقاصد اور مفاد انجمن ہمیشہ سے اپنے ماہواری رسالوں اور اشتہاروں میں وقتاً فوقتاً
مشتہر کرتی رہی۔ اس بابرکت اور فیاض انجمن نے عرصہ بعید یعنی بیس سال اس کار خیر
اور سرچشمۂ فیض کو جاری کیا۔ اور خدا کے فضل وعنایت سے اس عرصہ میں پہلے باہمت
عالمان دین اور مستفیدین فضیلت حاصل کرکے ملک کو نور دین اسلام سے
منور کر رہے ہیں۔ اور حنفیت کے اجڑے ہوئے باغ کو نئے سرے سیراب کر رہے ہیں۔
تمام مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس مربی وسرپرستی غمخواری انجمن کی قدر کریں اور اسکی
امداد سے درہم۔ قلم۔ قدم سے دریغ نکریں۔ اور آپ یقین کریں کہ ایسی خصوصیت
دین سے کوئی انجمن جو مسلمانوں کی دین ومذہب کا متکفل اور حامی ہو اور خاص دین
کے بہتری کے لئے قائم ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں رکھتی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ بانیان اس انجمن کو
اسکے جزائے خیر عطا کرے اور ہمت میں برکت کرے اور مسلمانونکے دلوں میں اسکی محبت قدر اور
اور امداد کی توفیق بخشے۔ اللّٰھم آمین ثم آمین یارب العالمین فقط۔

قصيدة عربية في رثاء مولانا غلام احمد المرحوم

من نتائج طبع محمد فيض الحسن صاحب مدرس دار العلوم نعمانية لاهور

الى كم الا يا دهر كرب على كرب
وحتى متى ان المصائب في القلب

الم يك اهلا ان يراعي حقوقنا
والا فلم نركب على المركب الصعب

ايحسب انا من غنائم خيبر
فلا شغل الا في الاغارة والنهب

يرى انه فيما ادعى كان صادقا
فيظهر بعد العهد في حلة الكذب

يقولون ان الضب اخبث صاحب
ولكنه والله اخبث من ضب

وكنا نرى منه الوفاء تكرما
ولا يرتجى ام الوفاء من الذئب

اذا لم يكن في الطبع رشد ومكرم
فلن تتأتى الرشد فيه من السب

ذنوبك لا تحصى فلو اشتكى بها
الى احد يا دهر الا الى رب نبي

سمعت بان الفاضل الكامل الذي
اصطفاه اله العرش بالنسب والحسب

يشد رحال السفر من هذه الدنى
ويترك حزنا في قلوب من النخب

محمد اقران غلام احمد
جنى ثمرات المجد من غصن رطب

له قدم في العلم لا زال فاضلا
ولقيته منا له احسن الحلب

مضى ورأيناه كان رياضه
هوى بجناه الريح اذ شد في الهب

مضى ورأيناه كان طلابه
اصيبوا باسهام الحوادث في القصب

ولو غادر الرمح المعول بعده
صبرت ولكن ما الرصاص لدى الذهب

واخلاقه لو كنت الفي بغيره
صبرت ولكن تابعته على العقب

ومثلك لا يعطى لآخر فضله
ولو كد في ذا الفضل حقبا على حقب

كذلك اذا مات الكريم فانما
عيون المعالي شبحته على السكب

وان نحن قد جئنا من العدم الذي ... ولكن بعض الموت اذهب للّب
حبيت باسباب المكارم كلها ... نريد فلو نستطيع نكتب في الكتب
اتى بك هذا الدهر من بعد مدة ... فيعجز لما مُتّ بمثلك من طبّ
وما كنت ان ارثيه بعد مماته ... وابلى اذا ما رمت مثلك في التعب
اريد فينهل المدامع شلما ... شآبيب سُحبٍ تستهلّ من السحب
وكيف وما دُفنت وحدك انما ... محاسن طرّاً دفنت بك في التراب
وكان لنا والله كالنار في الدجى ... فنسعى له او كان كالمنهل العذب
وبيت المزايا كان من قبل كالرحى ... فعادوا رحى من رحيلك كالجبّ
وذلك من دأب الزمان لانه ... يرى ان يذبّ الظلم عنا من الذنب
وكيف يحب اليوم منا وانه ... له في خيانات اشد من الحبّ
ويجهد دهر ان ينال رقابنا ... ويسطو بكل السطو بالباتر العضب
خلقنا لان يصمي لنا بسهامه ... ويجعلنا يا ويلتا غرض الخطب
فتلك رزاياه وسرى ركابها ... الى الورد منا دائما والى الشرب
بنوحاله للناس همّ يبيدهم ... وداهية دهياء تنمو من النصب
وانهم لاقوا من الدهر باسه ... وهم سلبوا في حربهم وهو لسلب
فلله لحدٌ قد ثوت فيه شمسنا ... ورحبٌ له منه فرحبٌ على الرحب
له الفخر كل الفخر اذ صار ربعه ... على كل لحد فهو من ذاك في العجب
فواعجبا من ضمّه كيف ضمّه ... وكان يضيق الشرق منه الى الغرب
حويت علوماً ثم اديت حقها ... ولم تركنن اصلاً الى اللهو واللعب
الفت بها وانها الفت بكا ... كانكما كالتوأمين او الترب
وكانت اذا ما كنت ترساها بها ... لوانهم في اليوم تجري على الكتب
ادى مجلس النعمان بعدك انه ... يسير ولا يلفى نظيرك في الادب
ازهن يكاد يرجى ان يئوب منا به ... وليس يبادي للخل للخمر والضرب

وغیرک یہجو لا یعبءُ میاتُہ
کما العاج انقی من سواد باصلہ
واعجب ان العجب اذحل نفسہ
وخطب حمام لایرُدُّ وانہ
ولابد للانسان من شرب کاسہ
رحلت وسیفُ النائبات یروعُنا

وانت علی رغم العدا انقی العیبؑ
کذالک وربی انت انقی من التلب
فمابھذا العجب بعجب من عجب
یکون اذا ماجاء اسرع من وثب
ومن رحمہ فیہ وان جد فی الھرب
ویقظ فینا مذ رحلت من الغضب

تقریر جناب مولانا مولوی غلام معین الدین صاحب اجمیری

مدرس مدرسہ دار العلوم نعمانیہ لاہور

حضرات! اسوقت تک جن صاحبوں نے اپنی شیریں بیانی سے مفید مضامین بیان کئے اس سے سامعین کو ضرور دلچسپی کے ساتھ کارآمد اور ضروری باتیں معلوم ہوئیں اور بالآخر سب کا نتیجہ یہی نکلا کہ دینی امور کو اختیار کرنا اور دینی کام میں دل وجان سے کوشش کرنا گویا دونوں جہان کی سعادت حاصل کرنا ہے۔ یہ حقیر بھی جسقدر بیان کریگا۔ اُسکا نتیجہ بھی یہی ہوگا۔ فرق اسیقدر ہوگا۔ کہ اور اصحاب نے اسی مضمون کو شیریں بیانی سے ادا کیا۔ جس سے معزز ناظرین نے بہی دلچسپی حاصل کی۔ میری مختصر تقریر بہی اسی مضمون کو بے نمکینی کے ساتھ ادا کریگی۔ مگر غالباً بجائے دلکشی اور دلچسپی کے تنفر اور تکدر ہوگا۔ مگر اسکا خیال اسکو ہونا چاہیے جو تحسین اور آفرین کی غرض سے مضمون سنائے اور جب یہ بات نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مجھکو اُنکی کدورت سے کدورت ہو۔

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا ۔ نہ سہی گر مرے اشعار میں معنی نہ سہی ۔ میرا بیان کو کتنا ہی کم رتبہ اور کم پایہ ہو مگر جسکا بیان ہے۔ وہ اسقدر بلند مرتبہ ہے کہ اس سے بیان کی بہی کچھ عجب نہیں کہ وقعت ہوجاوے۔ میرا مضمون اُس ذات کے برگزیدہ

اقوال اور پسندیدہ افعال سے تعلق رکھتا ہے۔ جسکی محبت عین ایمان ہے اور اسکا ایمان
نجات کا ذریعہ اور سعادت کونین حاصل کرنے کا اعلیٰ وسیلہ ہے۔ ایمان اور حضور کی
محبت دونوں ایک چیز ہیں۔ اور اس دعوے کا مدعی صرف میں ہی نہیں ہوں۔ بلکہ جو دینی
بصیرت رکھتا ہوگا۔ وہ یہی فیصلہ کریگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی تتحیر دون ادراک جلالہ القلوب والخواطر وتدھش
فی مبادی اشراق انوارہ الاحداق والنواظر۔ المطلع علی خفیات السرائر
العالم بمکنونات الضمائر۔ والصلوٰۃ علی سید المرسلین وجامع شمل الدین
وقاطع دوابر الملحدین۔ وعلی آلہ الطیبین الطاہرین۔

بعد حمد خدا اور نعت اُس نبیوں کے سردار کے جسکے دین کی اعانت کے لئے یہ پاک مجلس قایم
ہوئی۔ کہ انسان مومن اور مسلم کے مبارک لقب سے اسی وقت ممتاز ہو سکتا ہے جب
اُسکا دل ایمان کی روشنی سے روشن ہوگیا ہو۔ یہ ایک ایسی بدیہی اور کھلی ہوئی بات
ہے جسمیں بحث کرنیسے سوائے اسکی کچھ نتیجہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ کہ کاغذ کو بلاوجہ سیاہ
کیا گیا۔ قابل بحث یہ امر ہے کہ ایمان کیا ہے اور اسکا صحیح مصداق کون ہے۔ ایمان
ایک ایسا وسیع لفظ ہے جسکی نسبت یہ کہنا بالکل صحیح اور درست ہے۔ کہ اسکی تفصیل
تو تفصیل اسکا اجمالی بیان بھی ایسے تنگ وقت میں نہیں ہو سکتا۔ اور دراصل اسکی
ماہیت سے بحث کرنا ہمکو مدنظر ہی نہیں ہے۔ جسکی طرف ہمارا میلان ہے وہ اسیقدر ہے۔ کہ
اسکے بعض علامات ایسے بیان کردئے جاویں جن سے اسکے مفہوم کا صحیح اندازہ ہوسکے
ایمان کی مختلف تعریفوں سے اتنا ضرور پتا چلتا ہے۔ کہ وہ محض زبانی اقرار کا نام نہیں ہے
بلکہ دراصل تصدیق قلبی ایمان کی جان ہے۔ یا یوں کہئے کہ یہ دونوں ایک ہیں تصدیق قلبی
نہ کہے ایمان کہدیا۔ ایمان سے تعبیر نہ کیا تصدیق قلبی کہدی۔ مگر جنکو اللہ نے دینی بصیرت
عطا فرمائی ہے۔ اور علم دین سے کافی حصہ لیا ہے وہ ہرگز اس فیصلہ پر دل نہاد نہیں
ہو سکتے۔ اور واقعی بات بھی یہی ہے۔ حضرت کیا آپکو معلوم نہیں کہ قرآن پاک میں

کافروں اور اُن میں سے یہودیوں کی نسبت کیا ارشاد ہے قرآن کی یہ آیت پاک کہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم صاف اس بات کو ظاہر کر رہی ہے۔ کہ یہودی حضور کو اور حضور کی نبی ہونے کو اسیقدر جانتے تھے۔ جسقدر باپ کو اپنے بیٹے کے حالات سے آگاہی ہونا چاہئے۔ کیا یہ آگاہی تصدیق قلبی نہیں ہے کیا یہ واقفیت اذعان دلی نہیں ہے ہر انصاف پسند طبیعت اس آیت پاک سے یہی نتیجہ نکالیگی کہ ضرور اُنکو نبوت کی تصدیق تھی۔ اور اُنکو رسالت کا یقین تہا۔ مگر پہر بھی مؤمن کے پاک لقب سے وہ نہیں پکارے گئے۔ اور اُنکی دلی تصدیق کو ایمان نہ کہا گیا۔ اور اُن کا اذعان اور یقین کفر کے بدنما دہبہ کو نہ مٹا سکا۔ جسکی قوی وجہ یہ ہے۔ کہ اُنہیں اطاعت کا مادہ نہ تہا۔ اور حضور کی محبت نہ تہی۔ اور اُن کے ناپاک دلوں میں بجائے محبت عناد نے جگہہ کرلی تہی۔ اگر محض تصدیق قلبی مؤمن بنادینے میں کافی ہوتی تو وہ اعلیٰ درجہ کے مؤمن تہے۔ مگر اطاعت اور محبت نہ ہونے نے اُنکو کافر کا کافر ہی رکہا۔ اور تصدیق دلی کچھ کام نہ آئی۔ جس سے صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ دراصل اللہ اور اُسکے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اُن کے ارشاد فرمائے ہوئے احکام کے بجالانے کا نام ایمان ہے اور اگر محبت نہیں تو ایمان نہیں۔ اسکے ثبوت میں اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں۔ لایؤمن العبد حتی اکون احب الیہ من اھلہ ومالہ والناس اجمعین۔ اس ارشاد کا حاصل یہ ہے۔ کہ انسان دولت اسلام سے جب مشرف ہوسکتا ہے کہ اوسکے نزدیک مجھ سے زیادہ کوئی محبوب نہو۔ اور میری محبت کے سامنے اُسکے اہل ومال اور جمیع بنی آدم کی محبت کی وقعت نہ ہے۔ جب محبت میں اسقدر پورا اُتریگا۔ اب مؤمن کے برگزیدہ لقب سے ممتاز ہوسکتا ہے۔ محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ اگر محبوب کے حکم فرمائے ہوئے احکام بجا لانے میں تامل ہو۔ تو اوسکے بعض ارشادات (جن پر دین کی بنیاد ہے) اُنکی تعمیل میں تو تامل نہیں ہونا چاہئے۔ اور ارشادات صرف ارشادات ہی نہیں ہے بلکہ ہر ارشاد بجائے خود ایک دفتر ہے جسمیں بیحد خوبیاں مضمر ہیں۔ اور ہر حکم ایک مخزن ہے۔ جسمیں انمول جواہر موجود ہیں۔ پہر کوئی وجہ نہیں کہ ایسے

احکام کو پس پشت ڈالا جاوے۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ تمام مذہبی علوم گویا اسلام کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئے زمانہ مابعد میں گو وہ کسی حد تک پہونچ گئے ہوں لیکن کچھ شبہ نہیں کہ ان کے ابتدائی اُصول تمامتر قرآن پاک سے ماخوذ ہیں اُسکے اوامر و نواہی نے فقہ کی طرف رہبری کی۔ آیت توریث نے فرائض کا ایک مستقل فن قائم کیا۔ انبیائے سابقین کے حالات سے قصص کی ترتیب ہوئی۔ اعتقادات اور معاد کے متعلق آیتوں سے علم کلام استنباط کیا گیا۔ اور گو ایک مدت تک کسی قسم کی تدوین و ترتیب نہیں ہوئی لیکن پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہی ان علوم کی ابتدائی بنیاد قائم ہو گئی۔ اور دوسری صدی کے آغاز تک ہزاروں مسائل کا رواج ہو چکا تھا۔ قرآن مجید میں فرائض اور اعمال کا بیان اجمالی طریقے پر تھا۔ طریق عمل کی خصوصیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طریق عمل پر منحصر تھیں۔ اس ضرورت سے آنحضرت کے اقوال و افعال کے متعلق روایتوں کے جمع کرنے کی طرف خیال مائل ہوا۔ اور رفتہ رفتہ علم حدیث و اسماء الرجال و علم الدرایتہ پیدا ہو گئے۔ ان تحقیقات میں گو کسی قدر نکتہ چینی کیجاوے۔ مگر عموماً ہر منصف یہی فیصلہ کریگا۔ کہ جس بے انتہا کوشش اور تفتیش سے مسلمانوں نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال محفوظ رکھے۔ دنیا کی کسی قوم میں اُسکی نظیر نہیں مل سکتی۔ اور یہ کہ انسانی سعی اور جستجو کی یہ آخری سرحد ہے۔ جہاں تک مسلمان پہونچ گئے تھے۔ علم نحو اگرچہ کوئی مذہبی فن نہ تھا۔ لیکن مذہبی ہی ضرورت سے اُسکی تدوین کی طرف خیال مائل ہوا۔ اسلام دور و دراز ملکوں میں پھیلتا جاتا تھا۔ اور سینکڑوں نئی قومیں اسمیں شامل ہوتی جاتی تھیں۔ دوسری زبانوں کی الفاظ عربی زبان میں بہت جگہہ پاگئے تھے۔ جس سے احتمال تھا کہ مشتقات اور اصول اعراب میں بھی فرق آجائے۔ اس قسم کے تصرفات سے جو صدمہ زبان پر پڑتا اور سکا بہت بڑا اثر قرآن اور حدیث پر ہوتا۔ چند واقعات نے اس احتمال کو قوی کردیا۔ اور بالآخر ابوالاسود دوئلی جیسے خود اس قسم کے تجربے حاصل کئے تھے۔ مسائل نحو کی تدوین کی طرف مائل ہوا۔ اُسنے چند قاعدے منضبط کئے۔ جو رفتہ رفتہ وسعت حاصل کرتے گئے۔ ہارون رشید کے زمانے میں

خلیل ابن احمد بصری و سیبویہ ۔ و کسائی وغیرہ کی توجہ سے وہ ایک مستقل فن بنگیا ۔
جسکو متاخرین نے بھی بہت کچھ ترقی دی ۔ غرض مذہب کے متعلق جسقدر ضروری اور عظیم
بالشان علوم تھے گویا مذہب کے ساتھ پیدا ہوئے ۔ اور مسجدوں کے صحن یا عام مجلسوں میں
اُن کے مسائل رواج پانے لگے ۔ خود صحابہ کے عہد میں ایسے متعدد اشخاص موجود تھے
جو کثرت معلومات کے ساتھ طرز استدلال طریق استنباط تخریج احکام میں اجتہاد کا حق
رکھتے تھے ۔ اور زمانہ مابعد میں جب صحابہ کے حالات زندگی قلمبند ہوئے تو وہ مجتہدین کے
لقب سے پکارے گئے ۔ کچھ لوگ ایسے تھے ۔ جو حدیثوں کے یاد رکھنے میں مشہور تھے چنانچہ
حضرت ابوہریرہ رضہ سے پانچہزار تین سو چونسٹھ ۔ ابن عمر رضہ سے دو ہزار چھ سو تیس ۔
انس رضہ سے دو ہزار دو سو چھیاسی ۔ ابن عباس رضہ سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ ۔ حضرت
جابر رضہ سے ڈیڑھ ہزار ۴۰ حدیثیں مروی ہیں ۔ چودہ صحابی مفسر تھے ۔ جو قرآن پاک
کی فقہی اور تاریخی آیتوں کے متعلق نہایت کافی معلومات رکھتے تھے ۔ باوجودیکہ ایک مدت
تک قدیم یونانیوں کی طرح تعلیم و تعلم جو کچھ تہا زبانی تھا ۔ تاہم سیکڑوں ہزاروں اشخاص
اُن مسائل کے سیکھنے سکھانے میں مصروف تھے ۔ اور تمام ممالک اسلامیہ میں حدیثیں
اور فقہ کے مسائل اُسی تیزی سے رواج پارہے تہے ۔ جسطرح خود اسلام عالمگیر ہورہا تھا ۔
عرب کی بلند حوصلگی اور عظمت کے لئے حجاز کی زمین کی وسعت کافی نہ تھی ۔ اسلئے ہزاروں
صحابہ سرزمین عرب سے نکلکر تمام نئے فتح کئے ہوئے ملکوں میں پھیل گئے ۔ اور بعض نے
وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی ۔ اسی طرح شام میں دس ہزار کوفہ میں ایکہزار ۔ حمص میں
پانسو ۔ مصر میں کم و بیش تین سو صحابہ موجود تھے ۔ یہ لوگ جہاں گئے حدیثوں اور عام
مذہبی مسائل کا ذخیرہ بھی اپنے ساتھ لیتے گئے ۔ جو اُنکی عظمت و قبول کا بہت بڑا قوی سبب
ہوتا تھا ۔ چنانچہ صرف اُن صحابہ کی تعداد جنسے لوگوں نے حدیثیں سکیھیں ۔ یا روایت کی
کم از کم ڈیڑھ ہزار بیان کی گئی ہے ۔ ایک مدت تک کچھ اس تقلیدی خیال سے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیثوں کی قلمبند کرنے کی طرف خود توجہ نہیں فرمائی ۔ اور کچھ
اسوجہ سے کہ اہل عرب کو اپنے حافظے کے بہروسے پر تدوین اور تصنیف کی چنداں پرواہی

نہ تہی۔ کاغذ اور قلم سے کام نہیں لیا گیا۔ مگر جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا جاتا تھا۔ ان روایتوں کے دفتر طیار ہوتے جاتے تہے۔ جنکو زبانی محفوظ رکھنا انسانی قوت کا کام نہ تھا۔ غرض سنہ ۱۴۳ھ میں تالیف وتدوین شروع ہو گئی۔ ابن جریج نے مکہ میں۔ امام مالک نے مدینہ میں۔ اوزاعی نے شام میں۔ ابن ابی عروبہ اور حماد نے بصرہ میں معمر نے یمن میں سفیان ثوری نے کوفہ میں حدیث و تفسیر کی کتابیں لکہیں۔ امام ابو حنیفہ نے دلائل کے ساتھ فقہ کو ترتیب دیا۔ ابن اسحق نے مغازی و سیر کی تدوین کی۔ یہانتک کہ جب فضل ابن یحیٰ برمکی کے اہتمام اور توجہ سے کاغذ بنانے کا کارخانہ جاری ہو گیا۔ تو یہ علوم و فنون گہر گہر پھیل گئے۔ جس کثرت کے ساتھ مذہبی تصنیفیں ہوئیں۔ اُسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ صرف تفسیر کے متعلق سو سے زیادہ ایسے مضامین پیدا ہو گئے۔ جنکو الگ الگ علم کا لقب دیا گیا اور ہر ایک پر متعدد اور بعض پر سیکڑوں بلکہ ہزاروں کتابیں لکہی گئیں۔ اس زمانہ میں ایک اور علم مذہبی ضرورت سے ایجاد ہوا۔ (علم البیان) اسلام کا جو بڑا معجزہ اور جو ہمیشہ استعمال کیا جا سکتا ہے قرآن تھا اُسکے معجزہ ہونے کا دعوے جب اہل عرب کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ تو کسی دلیل لانے کی ضرورت نہیں پڑتی تہی۔ کفار عرب گو انکار کرنا چاہتے تہے۔ مگر اُن کا مذاق زباندانی اس دعوے کی تسلیم کرنے پر اُنکو مجبور کرتا تہا۔ وہ مُنہ سے انکار کرتے تھے مگر قرآن پڑھے جانے کے وقت اُنکی بے اختیاری حالت بے قصد تحسین بیتابانہ تاثر اُن کے اظہار کے خلاف شہادت دیتے تھے۔ لیکن اسطرح پر یہ دعوے صرف عرب کے سامنے چل سکتا تہا۔ اہل عجم اور گو انکو زبان عربی سے ناواقف اور واقف بہی ہوں تو عرب کا سا قدرتی ذوق کہاں سے لائیں۔ اسلئے ضرورت پڑی کہ فصاحت اور بلاغت کے اصول مرتب کئے جاویں۔ تاکہ دوسری قومیں اگر مذاق سے نہیں تو علمی طور سے اس دعوے کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوں۔ اول اول جعفر برمکی وزیر ہارون الرشید اور جاحظ نے کچھ قاعدے لکہے۔ پہر متاخرین نے کلام کے ہر ایک حصہ کے متعلق مسائل استنباط کئے۔ اور علامہ سکاکی کی مفتاح پر اسکا خاتمہ ہو گیا۔

علم کلام اس وقت پیدا ہوا۔ جب یونانی علوم کے شائع ہونے سے مذہب اسلام فلسفہ سے ٹکرا گیا۔ اور عام ظاہربین آنکھیں مذہبی اعتقادات کو بے پرواہی کی نگاہ سے دیکھنے لگیں۔ لیکن محققین اسلام کو پورا بھروسا تھا کہ سچ کو کوئی چیز صدمہ نہیں پہونچا سکتی۔ انہوں نے غلط خیالات اور انسانی رایوں کو جو مذہب میں داخل ہو گئیں تھیں چھانٹ کر الگ کر دیا۔ اور بزور منطقی دلائل سے یہ بات ثابت کی کہ فلسفۂ یونانی جسقدر کہ اسلام کے اصلی مسائل سے مختلف ہے۔ خود غلط اور باطل ہے۔ امام غزالی کی تہافت الفلاسفہ اس فن میں پہلی تصنیف ہے۔ جسکا تتبع امام رازی وغیرہ نے کیا۔ اور اس ترقی کو پہونچایا۔ کہ تہافتہ تقویم پارینہ کے برابر ہو گئی۔

اسلام اگرچہ فلسفہ سکھانے نہیں آیا تھا۔ تاہم ذات باری کے متعلق اُسنے جو کچھہ بتایا وہ فلسفہ کے بڑے حصہ یعنی الٰہیات کی جان ہے۔ مسلمانوں کے مذہبی علوم پر ایک مختصر سا خاکہ ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اہل اسلام نے ان مذہبی علوم کی تحصیل میں کیا کیا سعی کی۔ اور اُن کے اوج کمال تک پہونچے کے کیا ذرایع تھے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ اسمیں سلف نے جو کچھہ حصہ لیا اُسکا عشر عشیر بھی پیدا ہونا تو گویا محال کے درجہ پر پہونچگیا ہے۔ ظاہربین تو یہ کہہ کے ٹالدیتے ہیں کہ وہ دل دماغ کہاں اور وہ محنت و شوق علمی کہاں۔ مگر دراصل یہ بات تھیک ہے ہماری اس لغی کا ثبوت اس سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ کہ شمس الدین ثماری قاضی زادہ۔ خواجہ زادہ۔ علامہ قوشجی۔ ابن المؤید۔ وغیرہ جنکو صاحب کشف الظنون حکما کا لقب دیتے ہیں۔ سب دولت ترکیہ کی قدر افزائی کا نتیجہ ہیں۔ ہم ان حکما کے مقابلہ میں کسی قدر ترجیح کے ساتھ ملا محمود جونپوری۔ حضرت نظام الدین و محب اللہ بہاری۔ حمد اللہ۔ بحر العلوم۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو پیش کر سکتے ہیں۔ کہ جو دولت تیموریہ کی امداد سے درجہ کمال کو پہونچے وہ سلف تھے۔ یہ خلف ہیں۔ اگر خلف کا قدم آگے نہیں بڑھا تو پیچھے بھی نہیں رہے ہیں۔ اگرچہ صحیح ہے کہ تعلیم

سلف کے خوشہ چین ہونے کے باعث اگر کسی قدر پیچھے بھی رہ جاتے ہیں۔ مگر نہ اسقدر
جو آج اسلامی دنیا میں نظر آرہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ قدردانی اور دولت سے
دستگیری ایک آب حیات ہے۔ کہ جو مردہ فنون کو بھی جلادیتی ہے۔ اور یکتائی
روزگار بنادیا اور مرجع خلق کردینا اسکی خاصیت ہے۔ علم دولت کے ساتھ ساتھ ترقی
کرتا ہے۔ ع شاہد ہے اگر دین تو علم اوسکا ہے زیور۔ زیور ہے اگر علم تو مال اوسکی
جلا ہے۔ آج دولت اسکی سرپرستی سے پہلوتہی کررہی ہے۔ علم بھی اُسیقدر تنزل
پاتا جاتا ہے۔ اس موقع پر مدرسہ نظامیہ بغداد کا مختصر ذکر بے محل نہوگا۔ جس سے صاف
پتہ چلتا ہے۔ کہ علم کی حمایت میں کسقدر دولت بیدریغ صرف کی گئی۔ نظام الملک طوسی
جسکے مبارک ہاتھوں نے نظامیہ بغداد کی بنیاد ڈالی۔ وہ دولت سلجوقیہ کا وزیر اعظم
تھا۔ اُس نے چھ لاکھ دینار کی رقم خاص اس فیاضانہ کام کے لئے خزانہ شاہی سے مقرر
کی تھی۔ اور تمام عملداری میں مکتب اور مدرسے قائم کئے تھے۔ خاص اپنی کل جاگیرات
میں سے بھی دسواں حصہ مدرسوں کے لئے وقف کردیا تھا۔ لیکن سب سے بڑا کام
جو اوسکے ہاتھوں سے پورا ہوا نظامیہ کی تعمیر تھی۔ مورخین اسکی نسبت لکھتے ہیں کہ ایک
سلطان کے وزیر نے بغداد میں مدرسہ قائم کرنے کے لئے دو لاکھ دینار وقف کئے۔
اور پندرہ ہزار دینار سالانہ اوسکے صرف کے لئے مقرر کئے۔ نتائج علمی سے چھ ہزار ہر درجہ
کے طلباء مختلف وقتوں میں بہرہ اندوز ہوئے۔ ان میں امرا کے لڑکے بھی تھے۔ اور
اہل حرفہ کے بھی۔ غریب طالب العلموں کے لئے کافی آمدنی مقرر تھی۔ اور مدرسوں کی
تنخواہیں بیش قرار تھیں۔

سنہ ۴۵۷ھ میں اسکی تعمیر شروع ہوئی۔ اور ۱۰ ذیقعدہ روز شنبہ سنہ ۴۵۹ھ کو بڑی شان
وشوکت سے کھولا گیا۔ اگر مورخین کا یہ بیان صحیح ہے کہ رسم افتتاح کیوقت سارا بغداد
امنڈ آیا تھا۔ اور دار الخلافت کل عظمت اور قوت نظامیہ کے ہال میں سمٹ کر مجتمع تھی۔ تو قوم
کے علمی جوش اور سلسلہ عمارت کی وسعت بھی ہم صحیح اندازہ کرسکتے ہیں علامہ
ابواسحٰق شیرازی جو ان ممالک میں اُستاد کل تسلیم کئے جاتے تھے۔ مدرس اعظم

منتخب ہوے۔ لیکن اُنہوں نے ایک شبہہ کی بنا پر اُس عہدہ کو نا پسند کیا اس لیے سررشتہ
علامہ ابو نصر کو یہ خدمت سپرد ہوئی۔ اور بیس دن کے بعد علامہ ابو اسحق بڑے اصرار سے
اس منصب کے قبول کرنے پر راضی کیے گئے۔ نظامیہ کی عمر میں خدا نے بڑی برکت
دی۔ اور جب تک بغداد کی حکومت قائم رہی۔ اُسکی فیاضیاں بھی دور و دراز ملکوں
تک اپنا اثر پہونچاتی رہیں۔ ہمارے مخدوم سعدی شیرازی اُسکے اخیر زمانہ کے طالب العلم
ہیں۔ امام غزالی۔ امام طبری مورخ ابن الخطیب تبریزی شارح حماسہ ابو الحسن فصیحی شاگرد
عبد القاہر جرجانی وغیرہ مدرس اعظم اور امام احمد غزالی ابو المعالی قطب الدین شافعی
وغیرہ وقتاً فوقتاً اسمیں نائب مدرس رہ چکے ہیں۔ اس زمانے میں علما کے لئے نظامیہ
کی مدرسی سے بڑھکر کوئی بات اعزاز کی نہیں ہو سکتی تھی۔ اور دو سو برس کی مدت
میں کوئی ایسا شخص اس منصب پر نہیں مقرر ہوا جو اپنے زمانہ میں یکتائے فن و
یگانۂ دہر نہ سمجھا جاتا ہو۔ نظامیہ کے احاطہ میں ایک کتب خانہ بھی تھا جو خود نظام الملک
کے عہد میں تیار ہوا تھا۔ علامہ ابو زکریا تبریزی جو ایک مشہور مصنف عالم تھے کتب خانہ
کے منتظم تھے۔ ۵۸۹ھ میں امام ناصر لدین اللہ عباسی کے حکم سے ایک اور کتب خانہ اسکے
احاطہ میں تعمیر ہوا۔ اور ہزاروں نایاب نسخے شاہی کتب خانہ سے اُسکے لیے عنایت
ہوئیں۔ نظامیہ کی مخصوص فیاضیوں میں یہ بات بھی شمار کی گئی ہے کہ اُس نے طلبہ کے
لئے وظیفے اور تنخواہیں مقرر کیں جسکا اس سے پہلے شاید کبھی رواج نہیں تھا۔ نظام الملک
نے جو صرف کثیر مدارس وغیرہ کے لئے شاہی خزانہ سے مقرر کیا تھا۔ اُس پر ملک شاہ کو
بھی خیال ہوا۔ اور اُسنے نظام الملک کو بلا کر اپنے معمولی طریقے کے موافق کہا۔ کہ
پیارے باپ! اسقدر زر کثیر سے تو ایک فوج مرتب ہو سکتی ہے۔ جن لوگوں پر آپ
یہ فیاضیاں کر رہے ہیں۔ اُن سے ایسا بڑا کام کیا نکل سکتا ہے۔ نظام الملک نے کہا
جان پدر میں تو بوڑھا ہوں۔ لیکن تم جو ایک نوجوان ترک ہو۔ اگر بازار میں بیچنے کے لئے
کھڑے کئے جاؤ۔ تو امید نہیں کہ تیس دینار سے زیادہ تمہاری قیمت اٹھے۔ باوجود اسکے خدا نے
تمکو اتنا بڑا ملک عنایت کیا۔ اسکا شکریہ بھی تم ادا نہیں کر سکتے۔ تمہاری فوج کے

ہر چند قدم پر کام دے سکتے ہیں۔ لیکن میں جو فوج طیار کر رہا ہوں اُسکی دعاؤں کے تیر
آسماں کی سپر سے بھی نہیں رُک سکتے۔ ملک شاہ بیساختہ بول اُٹھا۔ کہ مرحبا پیارے بابا
ایسی فوجیں جسقدر ممکن ہوں۔ اور طیار کرنی چاہئیں مسلمانوں کی علمی تاریخ میں
یہ بات بھی نہایت عجیبہ اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب ماوراءالنہر کے علماء کو
نظامیہ کے قائم ہونے کے تمام حالات سے اطلاع ہوئی۔ تو سب نے ایک مجلس ماتم
منعقد کی۔ اور اس بات پر روئے کہ اب علم۔ حلم کے لئے نہیں۔ بلکہ جاہ ثروت حاصل
کرنے کے لئے سیکھا جاویگا۔ نظامیہ نے اپنے اثر سے ایک عجیب گرمجوشی تمام ملک
میں پیدا کر دی۔ وہ پانچویں صدی میں قائم ہوا۔ اور چھٹی صدی تک اسلامی دنیا کا
کوئی کونہ بجز اسپین کے علمی عمارتوں سے خالی نہ رہا۔ اور ایران کے علاقے اور
خراسان کے بڑے بڑے صوبے مثلاً مرو نیشاپور۔ ہرات۔ بلخ گو پہلے سے علم و فضل
کے مرکز تھے۔ مگر نظامیہ کے اثر نے اور بھی مالا مال کر دیا۔ سلف کے شوق دینی اور
جوش اسلامی اندازہ کرنے کے لئے اس سے بہتر نظیر نہیں ہو سکتی اور سچ یہ ہے۔ کہ
اہل اسلام کے گذشتہ واقعات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکا فیض اور اُن کی
تکمیل کچھ مذہبی علوم پر ہی محدود نہ تھی۔ بلکہ اپنی ہمت اور فیاضی اور بلند حوصلگی سے
جملہ فنون دنیا میں پھیلا دئے۔ اور فیض کا دریا بہا دیا۔ یہ ہندوں کے حال کے بابت
مناسب اور نہایت موزون ہے ؎ وہ تارے جو تھے شرق میں لمعہ افگن "
پہ تھا اُن کی کرنوں سے تا غرب روشن :: نوشتوں سے ہے جنکے اب تک مزین کہ
کتبخانہ پیرس و روم و لندن :: پڑا ظلمت جہل کا تھا کشور دیں :: وہ سوتے ہیں ابد
کے مقبروں میں :: اس جوش اور شوق حمایت کے مقابلہ میں آج کچھ بھی نظر نہیں آتا
اس حساب سے تو دینی علوم کا رواج بالکل باقی ہی نہیں رہنا چاہئے۔ مگر قدرت ایزدی
اور وعدہ الٰہی ہے کہ ہنوز مذہبی علوم کا چرچا ہے۔ اور آیت پاک انا نحن نزلنا
الذکر وانا لہ لحافظون کی صداقت اہل اسلام کے ایک مقدس طائفہ کی اعانت
سے ہو رہی ہے اس زمانہ میں مذہبی علوم اہل اسلام کی حمایت کے سخت محتاج ہیں ورنہ

یہ تقیہ بھی ایک دن صفحۂ ہستی سے نابود ہو جائیگا۔ ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے
نہ! اسے آخر مدت سے دورِ زمان میٹ رہا ہے۔ انجمن نعمانیہ کی جانفشانی
قدردانی کے قابل ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ چاروں طرف سے دینی علوم بجائے عزت
کے تنفر کی نگاہ سے دیکھے جا رہے ہیں جو کچھ کیا بہت کیا اب ہمیں یہ دیکھنا ہے۔
کہ قوم کی اعانت اس دار العلوم انجمن نعمانیہ کو جو دینی خدمت کو انجام دے رہی ہے
کسقدر بلند پایہ اور اعلیٰ پیمانہ پر دکھاتی ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔ تمت

تقریر جناب مولوی نہال احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ الاحسان (ڈکوا ضلع الہ آباد)

"خدمت اسلام"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے ز دردت بے دلان را ہر دو درمان آمدہ — یاد تو مر عاشقان را مونس جان آمدہ
سینہ ہا بینم ز سوز ہجر تو بریان شدہ — دیدہ ہا بینم ز دردِ عشق گریان آمدہ
صد ہزاران ہمچو موسیٰ مست در ہر گوشۂ — رب ارنی گو شدہ و دیدار جویان آمدہ
عاشقانت نعرۂ الفقر فخری می زنند — بر سر کوئے ملامت پائے کوبان آمدہ

مخدوم ما ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کی چودہویں صدی میں علوم دینیہ اور فنون اسلامیہ
کی تعلیم اور تعلم کی خدمت اور تمام قومی اور ملکی خدمات پر فوقیت رکھتی ہے اگرچہ
یہ خدمت ایسی نہیں ہے جو کسی زمانہ میں بے قدری کی نگاہوں سے دیکھے جانے
کے قابل رہی ہو۔ لیکن اسلام کے دور اقبال میں اسکے شیوع اور قیام کے بکثرت
اسباب قوی موجود تھے۔ اور عامۃ الناس کے قلوب خود بخود مائل تھے۔ کیونکہ
یہی علوم و فنون علاوہ دینی وجاہت کے دنیاوی اعزاز کا بھی سبب ہوتے تھے

اور صلاح و فلاح معاد کے ساتھ ہی ساتھ معاش کی بھی درستی اور بہبودی کا ذریعہ بنتی تھی یک دست دنیا یک دست دین کا لطف تھا۔ سلاطین اراکین اتحاد سب ہی قدر شناسی کرتے تھے۔ اور علمائے دین کی واجبی عزت اور احترام اور اُن کے حسن حیثیت الجیثیت صوری کا دل و جان سے لحاظ رکھتے تھے۔ لیکے سوا کثرت ضرور رسان خیالات نے تحقیقات علمی کے لباس میں ایسی عام اشاعت کبھی نہیں پائی تھی۔ جیسے کہ اسوقت پائی ہے لہذا بہ نسبت اوس زمانہ کے زمانہ حال میں اسلامی و مذہبی علوم و فنون کے اشاعت میں بہت زیادہ کوشش کرنیکی حاجت اور ضرورت ہے۔ بلکہ سچ اور بالکل سچ تو یہ ہے۔ کہ اسوقت ان ضرر رسان خیالات نے تحقیقات علمی کے پیرایہ میں۔ اسلامی عقاید۔ اسلامی عبادات۔ اسلامی اخلاق۔ اسلامی تمدن۔ اسلامی تاریخ پر اس زور و قوت کے ساتھ حملہ کیا ہے۔ اور ایسے ایسے تیز تر مہلک ہتیاروں کا ریب ہے۔ جن کے مقابلہ کے لئے ویسے ہی پرقوت جمعیت علمی اور اسلحہ مذہبی درکار ہیں۔ اور وہ جہاد اکبر ہے۔ جو اسی زمانہ کے لئے مخصوص تھا۔ پھر کیونکر ہوسکتا ہے۔ کہ کوئی باخبر مسلمان باوجود امکان کے اسمیں دامی درمی قدمی سخنی حصہ نہ لے۔ اور اُن مجاہدین علمی کی امداد نکرے۔ جو اسوقت سر بکف اور دل بدست مخالفین کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور زمانہ کے مصائب اور دوست نما دشمنوں کے لعن وطعن کو استقلال کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں۔ کسی لوم لائم کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ بیشک فضل الہی اور توفیق سرمدی اون مجاہدین کے شامل حال ہے۔ کیونکہ ع این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ اور ان کی یہ کوشش بالکل خالص الٰہی محبت اور پاک نیتی پر مبنی ہیں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت امارت عامۃ الناس یہانتک کہ زمانہ کی آب و ہوا ان کے ساتھ نہیں ہے اور نہ کسی دنیاوی نفع کی امید اون کے مدنظر ہے۔ انجمن نعمانیہ انہیں مجاہدین علمی کے ایک جرار لشکر کا نام ہے۔ اور اسکے اراکین اور معاونین درحقیقت مجاہد فی الدین ہیں خواہ وہ شہید ہوں یا غازی بنیں۔ دو سعادتوں میں سے ایک سعادت لے ہی کر رہینگے۔ اگر اپنی زندگی

ہیں وہ پورے پورے کامیاب ہوئے۔ تو ظفریابی اور فتحمندی کے نقارے بجائینگے
اور غزا کا ثواب عظیم علیحدہ پائینگے۔ اور اگر کامیابی سے پہلے جنت کو سدھارے۔
تو شہادت کبریٰ پائینگے۔ اور نجات ابدی کی مہری سند بادشاہ مطلق کے
دربار میں جا پائینگے۔ بہرحال ان کا مطلب حاصل ہے۔ ع گر نشاید بدوست رہ بردن
شرط یاریست در طلب مردن۔ پھر ایسوں کی جماعت میں شامل ہونا ہمارے
لئے کیونکر نازیبا ہو سکتا ہے۔ بات یوں ہی ہے کہ اس انجمن کے مفید اور ضروری
ہونے میں تو کسی سمجھدار اور باخبر شخص کو کوئی تردد اور کلام نہیں۔ لیکن
سوال یہ ہے کہ پھر کیا وجہ ہے کہ اسکی پوری پوری اعانت نہیں کی جاتی۔
اور باوجود ہر سال کے متواتر کوشش کے وہ اغراض کامیابی نہیں حاصل ہوئی۔ جو
درکار ہے۔ یعنی ایسے مستقل کافی سرمایہ کا مہیا ہو جاتا جو ہر سال دست سوال پھیلانے
سے اسے مستغنی کر دے۔ اور اسکا تمام کام عمدگی اور آسانی سے چلتا رہے۔ اسکا
جواب میرے پاس بجز اسکے کچھ نہیں ہے کہ ہمارے شومی اعمال نے ہماری آنکھوں
کو بند کر دیا ہے۔ اور ہمارے دلوں میں اسلامی محبت اور غیرت کا نام بالکل باقی
نہیں رکھا۔ ورنہ کچھ دشوار نہ تھا۔ ایک ایک پیسہ بھی اگر تمام افراد قوم اپنے ضروری
دینی خدمت کے لئے خداوند کریم کو قرض حسنہ دیدیتے۔ تو ایک عظیم الشان اسلامی خزانہ
اسکے بیت المال میں جمع ہو جاتا۔ اگر میرا یہ قیاس غلط ہے اور خدا کرے غلط ہو
تو آپ حضرات خدا کا نام لیکر کھڑے ہو جائیں۔ اور اسوقت تک دم نہ لیں جبتک
کافی مطلوبہ سرمایہ نہ جمع ہو جائے۔ چونکہ میرے نزدیک ہر کام کے لئے سب سے زیادہ
ضروری مستقل سرمایہ ہے۔ لہذا میں اسی تجویز کو مکرر سہ کرر آپ لوگوں کی خدمت
میں پیش کرتا ہوں۔ حضرات یہ ایسی دینی خدمت ہے جو ہم خرما و ہم ثواب کا لطف
رکھتی ہے۔ آپ ہی دیکھئے اور آپ ہی لیجئے۔ چند پیسے دیکر علم کی دولت لینا کیسا
کثیر المنفعت سودا ہے۔ پھر علم بھی کون علم! وہ علم!! جو خداشناسی سکھلاتا اور
اپنے مولا کی راہ دکھلاتا ہے۔ اے برادران اسلام!

رباعی

در راہ طلب قدم ز سر باید کرد	قوتِ دل و جان خون جگر باید کرد
اندیشہ ازیں عالم فانی سہل است	اندیشہ ز عالم دگر باید کرد

دنیا کے معاملات تو چلتے ہی رہتے ہیں۔ تمہارا جذبات اور خواہشات دنیا کے جانب ہم سب کو نہایت زور و قوت سے کھینچ رہی ہیں ذرا عقبیٰ کا بھی خیال رہے۔

رباعی

بساز کار کہ یاران و دوستاں رفتند	نہال زار کہ شاہان و خسروان رفتند
ز ملک و مال نبردند ہیچ سوئے لحد	چنانکہ آمدہ بودند آں چناں رفتند

جب انجام کار یہی ہے۔ تو پہلی ہی سے کیوں نہ سمجھ بوجھ کر کام کیجئے۔ کیونکہ یہ مآل اندیشی بنی نوع انسان کے لئے مخصوص ہے دفع الوقتی تو جانور بھی کر لیتے ہیں۔ ع
مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست ۔ اب میں اس مختصر عریضہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں اور اپنے بھائیوں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس گستاخانہ عرض کو معاف فرما کر بآواز بلند آمین کہیں گے۔

رباعی

یارب دل ما را تو برحمت جان دہ	درد ہمہ را بصابری درمان دہ
ایں بندہ چہ داند کہ چہ مے باید داد	دانندہ توئی آں چہ خواہی آں دہ

فقط

نظم من نتائج طبع جناب منشی کریم الدین صاحب کاظم مدرس فارسی لے۔ ایل ح او۔ ای ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

"امدادِ یتیمان"

رباعیات

یارب تو کرم کر کہ گنہگار رہیں ہیں	عاصی و خطاکار و سیہ کار ہیں ہیں

جنت کی تمنا نہ جہنم کا خوف — ہر دم تیری رحمت کا طلبگار ہوں میں
جب دانت نہ تھے دودھ پلایا تو نے — جب دانت دیئے کھانا کھلایا تو نے
جب ہاتھ نہ تھے اور نہ پاؤں چلتے — کیا جھوٹے جھولوں میں جھلایا تو نے
بن تیرے کوئی اپنا تو غمخوار نہیں — حامی و معین یار و مددگار نہیں
جو دین کی زینت ہو وہ دنیا دے تو — ہم عجب و غرور کے طلبگار نہیں

بند اول

المدد دردِ محبت میں ترا دیوانہ ہوں — تو گلِ رعنا مرا میں بلبلِ مستانہ ہوں
تجھ سے زینت ہے مری اور مجھ سے رونق تیری — غازۂ گلگون ہے تو میں عارضِ جانانہ ہوں
آرزوئیں ساری اپنی وقفِ پامالی ہوئیں — باغِ دنیا میں برنگِ سبزۂ بیگانہ ہوں
خاکِ ذلت میں پڑا ہوں میں تو اے جانِ جہاں — ہر ادا میں ہے سراپا نازِ معشوقانہ ہوں
ہے جلاتی کس طرح یہ سوزِ پنہاں کی جلن — رات بھر روتی ہے جس کو شمع وہ پروانہ ہوں
ہو گئی معمورۂ آمال سب تاراجِ یاس — میں گلستانِ جہاں میں رشکِ صد ویرانہ ہوں
داستانِ دردِ دل کہنے کی حاجت ہی نہیں — سر سے لے پاؤں تلک حسرت بھرا افسانہ ہوں

کس لئے خفگی کہ مصداقِ فلا تقہر ہوں میں
وہ سوالی ہوں کہ تفسیرِ فلا تنہر ہوں میں

بند دوم

آج ہم یاں دردِ دل کا ماجرا کہنے کو ہیں — اس بھری محفل میں اپنا مدعا کہنے کو ہیں
طاقت و ہوش و خرد کو ہم بہت ہار چکے — اے دلِ گم گشتہ تیرا مرثیہ کہنے کو ہیں
دشمنانِ پر جفا کی ہم شکایت کیا کریں — دوستانِ باوفا کا ہم گلہ کہنے کو ہیں
نالہ و گریہ و شیون اپنے مہمان ہیں بہت — تجھ کو بھی سینہ زنی ہم مرحبا کہنے کو ہیں
بیکسوں اور بے بسوں کا کوئی پرساں ہی نہیں — اہلِ دل ہیں نام کو اہلِ سخا کہنے کو ہیں
کاسۂ سائل یتیموں کی ہیں آنکھیں بن گئی — دیکھئے یہ سب سخی اب انکو کیا کہنے کو ہیں
اے یتیمِ مکی و مدنی۔ خدارا اک نظر — تیری روحِ پاک پر صلِ علےٰ کہنے کو ہیں

رحم کے قابل ہوا ہم بیکسوں کا حالِ زار
دردِ دل تجھ سے شہِ ہر دوسرا کہنے کو ہیں
کس مپرسی کی ہیں نذریں چڑھ رہے دُرِّ یتیم
ہم گلہ اس بے رواجی کا ذرا کہنے کو ہیں
یا رسول اللہ انکو ہے نہیں کچھ پاسِ دین
یہ مسلماں سب کے سب نام خدا کہنے کو ہیں
تو نے ہے دیکھی ہوئی داغِ یتیمی کی جلن
اسلئے ہم قصۂ اپنے سوز کا کہنے کو ہیں

پچھہ دنوں تک گر رہی یہ حالتِ اسلامیاں
رنگ لائینگی عجب کچھ دیکھنا ناکامیاں

بند سوم

بے اثر ہیں شور و غل آہ و فغاں کہنے کو ہیں
دل نہ گرمائے کبھی آتش بیاں کہنے کو ہیں
گر نہ سیکھی قوم نے ہی کوہکنی فرہاد وار
خسروِ ملکِ سخن شیریں زباں کہنے کو ہیں
نخل ہیں سب سوکھنے کو لٹ گئے گل برگ و بار
ہیں یہ عالی نام کے اور باغباں کہنے کو ہیں
ہاں مدد زورِ بیاں - ہیں دل میں ارماں جوش زن
کچھ زباں سے اب یتیم و ناتواں کہنے کو ہیں
چرخ کجرفتار کو ہیں ناکہ رہے با چشم تر
کچھ تجھے بھی گردشِ دورِ زماں کہنے کو ہیں
گر نہ لی ان مفلسوں اور ناتوانوں کی خبر
سب غنی اور صاحبِ تاب و تواں کہنے کو ہیں
جھانکتے ہیں دائیں بائیں لاڈلے دیوانہ وار
کون پوچھے آپ کیا ننھے میاں کہنے کو ہیں

گر رہیگی کچھ کدورت ہاں مزاجِ پاک میں
ہیں یہ مولیٰ بیکساں مل جائیں گے سب خاک میں

بند چہارم

بیقراری اضطراری اے دلِ ناشاد کیا
جب مقدر ہے یہ اپنا نالہ و فریاد کیا
لکھ دیا کلکِ ازل نے جب ہمیں محرومِ عیش
آہ و زاری کیلئے اور شکوۂ بیداد کیا
کیا تڑپتے ہی رہینگے یہ یتیم و ناتواں
رحم کھائینگے نہ کچھ بھی صاحبِ اولاد کیا
دستگیری کا صلہ جبکہ ہے فردوسِ بریں
وہ رہینگے صاحبو یوں خانماں برباد کیا
چل بسے ہیں خاک میں کیا صاحبِ جاہ و جلال
مالکِ ملک و حشم اور سرکش و آزاد کیا
گر نہ حاصل کیا تھا لطف سب انکا وبال
عاد کیا نمرود کیا فرعونِ ذی الاوتاد کیا

حال دنیا کی سنا دی بیٹے نے سچی مثال
اپنے بچوں کے ہو خواہاں رات دن کس شوق سے
گر کھلاتے کھانے ہو اور گر کھلونے لاتے ہو
گر نہ دی تم نے جگہ تو یہ بچارے ایکدن
جو بٹھاتے آنکھوں پر ہیں دلمیں دیتے ہیں جگہ
اب مدد کا وقت ہے گر کرنی ہے جلدی کرو
خدمتِ قومی سے بڑھکر کوئی خدمت ہی نہیں
پاسِ دیں ہے دلمیں کچھ تو لاکے رکھدو میز پر
بہتری ہر شہر کی تعلیمِ قرآں پر ہے محض

منتظر ہوں آپکا فرماتے ہیں ارشاد کیا
ہیں یہ حیران خستہ دل مغموم اور ناشاد کیا
بھولکر آئی کبھی ان کی بھی دل میں یاد کیا
گر نہ دینگے گھر مشن کا جاکے پھر آباد کیا
کرتے ہیں پابندیاں اور رکھتے ہیں آزاد کیا
کارگر ہوگی نہ جب پھر ہوگی وہ امداد کیا
جب ارادہ کرلیا تو وعدہ و میعاد کیا
ہو تری جو واہ واہ شعروں کی ہے یہ داد کیا
قرطبہ کیا مصر کیا غرناطہ و بغداد کیا

کون سے ہیں وہ قواعد جو کہ قرآں میں نہیں
کونسا ہے وہ اصول جو اس باغِ عرفاں میں نہیں

بند پنجم

یا الٰہی گرمِ گریہ آج کیوں ہے چشمِ تر
خوار و خستہ دیکھ کر کے حالتِ اسلامیاں
محو ایسے کر دیے ہیں دل سے کل احکامِ دین
اُخرِجت للناس جن کی شان میں نازل ہوا
حیف ہے اس قوم پر گر قعرِ ذلت میں گرے
لوٹ کر تیرے خزانے بن گئے مفلس غنی
چہرۂ اسلام ہے بیشک منور آفتاب
خاک میں ہمکو ملا دینگی یہ فرقہ بندیاں

رہ گیا کیوں دل پہ میرا آہ ٹھنڈی کھینچکر
ٹکڑے ٹکڑے دل ہے ہونا چاک ہونے کو ہے جگر
نام کو بھی ہے نہیں کچھ حق و باطل کی خبر
ہیں کہاں اب وہ مسلماں اور وہ امت الحذر
رہنما جسکا ہو قرآں جس کی سنت راہبر
مانگتی پھرتی ہے بھیک اے قوم اب تو دربدر
گھن اس کے واسطے ہے ذات اپنی سربسر
گر پڑینگے ہوکے بے پر اڑ گیا جب دل نڈر

ایک اللہ ایک قرآں اک نبی احکام ایک
تفرقوں سے بن گئے ہم مجمعِ بدنام ایک

بند ششم

ہاں تساہل چھوڑ دو اے دوستانِ باوفا
خوابِ غفلت سے اٹھو اور دو سبھی سستی اُتار

ہو گئی کافور تاریکی اُجالا ہو گیا
اب زمانہ اور ہے کچھ اور ہیں لیل و نہار

ہمصفیرانِ چمن کی نغمہ سنجی اور ہے
باغِ دنیا پر آئی کچھ انوکھی سی بہار

گردشِ گردونِ گرداں کے نرالے طور ہیں
زالِ دنیا نے نکالا ہے عجب اپنا نکھار

انجمن قائم ہے یہ تعلیمِ قرآں کے لئے
رونقِ دینِ مبین کا ہے اسی پر انحصار

پر نہ پکڑیں علمِ قرآں نے جو عملی صورتیں
اور بھی ہو جائیں گے ہم دیکھ لینا خستہ خوار

تربیت دو بیکسوں کو لو یتیموں کی خبر
پرورش کرکے ہر اک کی اپنی بگڑی لو سنوار

انجمن کی گر کروگے تم مدد دل کھول کر
حامی دیں اور تمہارا ہوگا وہ پروردگار

حامیِ دینِ متیں ہے انجمن نعمانیہ
رونقِ شرعِ مبیں ہے انجمن نعمانیہ

بند ہفتم

ہے دعا شام و سحر یہ وہ خدائے ذوالمنن
کامیابی دے ارادوں میں ترے اے انجمن

دن بدن بڑھتا رہے تیری جماعت کا غنچہ
پھولتا پھلتا رہے تیری امیدوں کا چمن

ہے فلاحِ دو جہاں بیشک یہ اک تیرا وجود
یاد رکھ پیارے بھی اک یہ تلخ اور شیریں سخن

نیک ہے نیت اگر ڈنکا ترا بج جائیگا
شرق سے غرب تک اڑے لیکر تا دکن

صرف باتوں سے ہی کیونکر اُٹھ سکے تعمیر وہ
گنبدِ گردوں سے چاہے جوکہ ہونا ہم سخن

انعقادِ جلسہ و محفل سے حاصل کچھ نہیں
جلوہ گر جب تک نہ ہووے وہ سراپا سیمتن

دل کرینگے گر توانگر کام سب بنجائیگا
ورنہ خالی رونے پر تو غیر ہوں گے خندہ زن

وقت رونے پیٹنے کا اب نہیں ہے دوستو
کٹ نہیں سکتی کبھی بن زادِ راہ منزل کٹھن

رشکِ شمعِ طور ہو یہ شعلۂ داغِ جگر
بلبل پروانہ اگر ہو دل میں الفت کی جلن

اے کہ داری زورِ بازو نیز ہستی شہسوار
چوں بمیداں آمدی چوگان بر گوئی بزن

ضبطِ آہ و گریہ کن اے کاظمِ خستہ جگر
زیں طپیدنہا چہ حاصل دردِ دل داری اگر

نظم من نتائج طبع جناب منشی غلام حسن صاحب شیدا

زینت اور رنگ فطرت شب کو تھا شاہ جلال
کشور دین خدا کی تباہی کا ملال

فکر بربادی دیں میں کس قدر تحلیل تھا
دل ہمارا تسبیح کے منکے کی صورت تھا نڈھال

طاق ابروی صنم کی یاد سے تھی دل لگی
زاہد شب زندہ دار کعبہ تھا میرا خیال

فکر یہ تھی کیوں ترقی سے تنزل ہے ہمیں
رنج تھا کیوں بدر کامل ہو گیا گھٹ کر ہلال

نعرۂ اللہ اکبر ہے اذاں میں پر نہیں
عزم قد قامت میں ہم ثابت قدم بالاشتغال

ڈالتے ہیں سر نمازیں روزہ بخشا نکی دہن
بے وضو ٹرخا کے زاہد بنتے ہیں بے قیل و قال

دین آساں بھی ہو تو مشکل ہے دنیا سہل تر
جھوٹ ہے آسان ہمکو اور صداقت ہے محال

کل کہیلیگا حال اس نقصان کا تب دیکھنا
آج گو بیچینی ہی ٹھیرے دینداروں کا کمال

ہائے وہ دینی اخوت آج کیوں ہم میں نہیں
غیرت رستم تھی جسکے بل پہ ایک ایک پیر زال

وہ جوانمردی اسلامی کہاں ضائع ہوئی
جو سدِ تیغ حوادث کے لئے بنتی تھی ڈھال

اے دلیری کس نے ہو دین سے بدلائی تجھے
اے تنومندی وبا کس نے ترا ہے کس نکال

اے تعلیم علم دیں لوٹا تجھے کس نے بتا
حضرت نعمان کے نعمت خانہ میں پکتی ہے دال

بے خبر دار الیتیمی سے ہیں فیاضان قوم
یہ تغافل گرچہ ادنی نعمتوں کا ہو زوال

ضرب المثل انکا یہ شیوہ ہے کہ خوش ہو دیکھکر
خاک پر لوٹے اگر کوئی یتیم اور نوچے بال

اس شقاوت کی کوئی حد ہے کہ خود تو سیر ہوں
بچے بے ماں باپ کے ہو کے پیاسے ہوں نڈھال

ان کے بچے رات دن زر لفت کا پہنیں لباس
ٹاٹ کے کرتوں کا بھی ملنا ہے انکو محال

انجمن پر اونچہ مثل ابر کرتی ہے کرم
باغباں کی آبیاری سے الگ ہیں جو نہال

فکر کچھ تو تازگی کا ان کی تمکو چاہیے
سوکھ کر کانٹا نہ ہو جائیں رگ گل کی مثال

دیکھنا یہ پودے پل کر لا رہینگے پھول پھل
انکی پتیاں کے اگر تم کاٹ دوگے چند سال

یہ خدا کی فوج ہے پسپا نہ ہونے دو اسے
اسکے ٹرخنے ہی گھٹیگا دمبدم قومی زوال

عالم ماں مین سائل ہیں انہیں کے واسطے
جو انہیں دیگا مسلما تو خدا دیگا اُسے
تاجدین ہیں تاج ان کے اور جتنی انکی [illegible]
آج رشید آیا ہے یہاں اور حضرت ناظم نہیں

انجمن کچکول ہے الٹا یہ ہیں صورت سوال
ڈالئے کچکول میں حصہ کا انکی جو ہے مال
اور ہیں اس ورق کے پیوند اہل حال و قال
سچ کہا ہے یہ کسی نے ہر کمالے کا زوال

ایضاً

حوصلہ اپنا گھٹانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
نہی اور ممنوع کے تیرو ہے اس اسلام کو
ہاتھ سے کب ہے روا اور ہے زمیں پر کب درست
تھے گرہ میں جتنے پیسے انکی تو پی لی شراب
ہاں گرانا عیش میں آسودگی بار کو
افتخار قوم میں اور خاندانی بھی رہے
قومی ہمدردی سے نفرت اور ان کے دکھ سے
رکھ تو وہ گروی تماشا دیکھتے جائیں گے ہم
ناچنے اور گانے والوں سے یہ جا کر اب کہو
ساتھ لائے ہو گے کچھ تو آپ دینے کو یہاں
لے کے بھی کچھ سچ کا کہنا ہمسے تو آتا نہیں
غیر کی بہنچ پہ چڑھ کر جھٹ او گلدیتے ہیں ہم
ہم ہیں پاپے خان نہو کیوں نیک عادت ہم
یہ مقولہ حضرت ناظم کا خوش آیا ہمیں

دلکو غیروں کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
تاک کر کرنا نشانہ کوئی ہمسے سیکھ جائے
منبر پر کانٹوں سے کہانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
بہوک ہے آپ بلبلانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
مفلسی کو سر چڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
نئے کا پینا اور پلانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
آپ سے آپ عیش اوڑانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
وعظ پر ہے دم چرانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
مفلسی کا سر ملانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
خالی ہاتھوں یہاں پہ آنا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جھوٹی قسمیں مفت کہانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
راز دل اپنا بتانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
ہر کسی کا دل دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
دل سے رشید کو بھلانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

قطعہ

کیونکر کہوں دل کی بے صبری نے مارا
کیونکر کہوں آہ کی بے اثری نے مارا
سچ کہتے ہیں رشید مجھے اس نے
ناظم کی مجھے بے خبری نے مارا

نظم من نتائج طبع جناب شیخ عبد الرحیم صاحب بسمل کرانوی فیروز پوری
تلمیذ حضرت ارشد مرحوم گورگانی دہلوی

"ہشت بہشت"

رباعیات

یارب ہے بقا تجھکو ہر اک فانی ہے
انسان کی ہستی کا توہی بانی ہے
یہ سارا جہاں تیرا ہی پتلی گھر ہے
جو تیرا تماشا ہے وہ لاثانی ہے

ولہ

یارب نہ تیرا بھید کسی نے پایا
قرآں میں وفی انفسکم ہے آیا
طالب ہیں تیرے دیر و حرم میں لاکھوں
آنکھوں میں نظر نور سے سر پا یا

ولہ

یارب تو نہاں پردوں کے اندر کیوں ہے
توحید کے قطرے میں سمندر کیوں ہے
جلوے کا ترے نور ہے یکرنگی میں
یہ شمع ترے حسن کی گھر گھر کیوں ہے

ولہ

گو خاک سے تھی حضرت آدم کی سرشت
رہنے کو ملے نور بھرے ہشت بہشت
سجدہ میں ملی منزل مقصود ہمیں
رستے میں نظر آئے حرم اور کنشت

بہشت اول

حمد کے موتی ہیں ملتے احمدی بازار سے
پوچھ لو قیمت کوئی بڑھکر مری سرکار سے

دیکھنا حسن ازل کی پردۂ کن میں چمک
سینکڑوں بسمل ہوئے اس تیغ جوہر دار سے

کیوں نہ اے منصور تو نے کاٹ لی اپنی زبان
کیا نہیں تھا خوف تجھکو سید الابرار سے

سب کے ڈھلا ہے گلے میں رشتۂ حبل الورید
نحن اقرب کی صدا نکلی ہے جاں کے تار سے

بار عصیاں لیکے بیٹھے ہیں لب ساحل پہ ہم
کشتی امت کی لگے گی پار استغفار سے

کل مومن اخوۃ کا پاک رشتہ مل گیا
بندھ گئے عالم میں سب اس لاگ کے زنار سے

چشمِ مومن کیلئے ہر روز روزِ عید ہو — ہو اگر کچھ آشکارا پردۂ اسرار سے
کنتُ کنزاً مخفیاً کے سینکڑوں ہیں رازدار — حق ہیں لاخوفٌ علیہم انکے ہے ستار سے
نقطۂ وحدت نے بڑھکر لامکاں بھی گم کیا — لے لیا ہمنے پتہ ہر گھر کا اس پرکار سے
دیکھ لو دیر و حرم میں شمعِ وحدت ایک ہے — ہے جھلک اک نور کی آتی در و دیوار سے

طور پر جو روشنی تھی بند ہے قرآن میں
دیکھ لو یہ وادیٔ ایمن دلِ انسان میں

بہشت دوم

بحرِ وحدت کا یہ لاثانی گہر قرآن ہے — قابلِ تعظیم ہے وہ جسکے گھر قرآن ہے
جسکے دل میں نورِ ایماں ہے وہی ہے خوش نصیب — ہے ثمر ایمان جسکا وہ شجر قرآن ہے
تا قیامت یہ دکھائیگا صراطِ مستقیم — خضر کی مانند اپنا راہبر قرآن ہے
ایک ہی آیت کو سنکر سینکڑوں نے جان دی — سنگدل پانی ہوئے یہ پُر اثر قرآن ہے
جنکی پیشانی چمکتی ہے خدا کے نور سے — شوقِ دل سے وردِ ان کا بیشتر قرآن ہے
یہ کلامِ حق کا ہے دنیا میں زندہ معجزہ — سب صحیفوں کے لئے [illegible] قرآن ہے
ایک در کھلنے سے لاکھوں نعمتیں ہمکو ملیں — علم کے ہر ایک گھر کا گویا در قرآن ہے
مفت دولت کے خزانے وِرد سے حاصل کرو — مفلسوں کے واسطے عالم میں زر قرآن ہے
عشقِ حق جسکو ہے ساتوں منزلیں کرتے ہیں طے — ہے مبارک وہ سفر گر ہمسفر قرآن ہے
شمعِ بزمِ لامکاں ہے چشمِ وحدت کیلئے — آبِ حیواں کے لئے یہ راہبر قرآن ہے

دل مطہر ہو گئے ہیں آیتِ تطہیر سے
روئے احمد کا تصور کیجئے توقیر سے

بہشت سوم

نذر ہے یہ نعت وصفِ احمدِ مختار میں — پھول لاکھوں ہی چٹخنے ہیں آکے اس گلزار میں
کعبے کا مجھکو گماں ہے ابروئے خمدار میں — حق کا سایہ ہے نظر آتا مری سرکار میں
روئے احمد دیکھکر لاکھوں ہی مومن بن گئے — دار کا چکھا مزا منصور نے دیدار میں

۲۷ - سپارہ - سورہ واقعہ کی وہ آیت جو کہ آیت ۹ سے شروع ہوکر گیارہویں آیت پر
ختم ہوتی ہے - جس میں اہل جنت وغیرہ کے حالات ہیں - یہاں جوجوار کی برابر پڑی ہے -
(دویم) جو حدیث شریف میں معنی آتے ہیں وہی کرینگے - اس لئے کہ قرآن مجید اس پیارے
نبی کریم صلے اللہ علیہ پر اُترا ہے اور اسکے معنی وہی بخوبی جانتے ہیں - صحیح بخاری میں
آیا ہے - کہ ایک دن آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں میں سے ایک صحابی
وضو کر رہے تھے - چونکہ اونکا ٹخنہ سوکھا رہ گیا - آپ نے باآواز بلند تین دفعہ یہ فرمایا
جسکا ترجمہ یہ ہے - یعنی عذاب دوزخ ہے سخت اوس شخص کے واسطے کہ جسکا ٹخنہ
سوکھا رہ گیا - اور اُسی نقص مذکورہ کے سبب یہ سوال پھر پیدا ہوجاویگا کہ اللہ تعالیٰ
ارجلکم کو فاغسلوا میں داخل کردیتا - یعنی یہ آیت اسطرح پر ہوتی ہے - فاغسلوا
وجوھکم وایدیکم الی المرافق وارجلکم الی الکعبین ط اسکو مسح میں
کیوں ذکر کیا - مجیب کامل فن اسطور پر یہ جواب کافی تسلی بخش دیگا - کہ یہ قاعدہ ہے
کہ آدمی جسوقت وضو کرے اسکے بعد میں جب اختتام وضو کا ہوجاوے - اُسوقت
جو پانی بچے وہ سب پانی پاؤں پر گرا دیتے ہیں - اسلئے مسح کے ذکر میں آیا ہے
کہ پانی اتنا صرف کرو جو کہ مسح کے قریب ہو - اسی لئے صرف و نحو کی کم علمی کے سبب
بعض نادان لوگوں کا صوفیائے کرام اور اہل طریقہ پر ہمیشہ سے اعتراض ہے کہ
تم سماع جو سنتے ہو سخت ناجائز ہے اور یہ آیت پڑھ دیتے ہیں - ومن یستمع
لھوالحدیث یضل عن سبیل اللہ - حالانکہ اس آیت کا شان نزول یوں
ہے کہ جسوقت اہل عرب لہو لعب راگ رنگ میں مشغول اور خداتعالیٰ سے بیخبر تھے
اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی - بایں اعتبار اس سماع کو لہوالحدیث میں داخل کیا -
اب کوئی مستند عالم جو کہ صرف و نحو کو بخوبی جانتا ہو - ایسا نہ کہیگا - اور اگر کوئی کہیگا
تو یوں جواب دیگا کہ لام بہت قسم کا ہوتا ہے اب لیضل میں جو لام داخل ہے یہ لام
(کے) کا ہے - اسکا فایدہ یہ ہے کہ یہ لام سبب ہوا کرتا ہے ماقبل کے لئے اب
لہوالحدیث کا ثبوت باقی رہا - وہ اسطرح پر ہے کہ صوفیائے کرام ہمیشہ ذات ایزدی

کی طرف راغب ہونے کے لئے سُنتے ہیں اور کئی ایسے واقعات ہیں کہ اُس حالتِ سماع میں انکے واصل الہیٰ ہونیکے ہیں۔ جیسے کہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصل حالت سماع میں ہُوا۔ جنابکے بدن سے اُس حالت میں جو قطرہ خون گرتا۔ وہ نقش اللہ کا بن جاتا۔ اور حال ہی میں ایک تازہ مثال یہ موجود ہے کہ جناب مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی کا وصال اجمیر شریف کے مبارک عُرس کے تقریب پر بحالت سماع ہُوا۔ اس قانون سے سماع صوفیائے کرام کے لئے ظاہر باہر طور پر جائز ہو رہا ہے۔ صرف و نحو بخوبی نہ جاننے سے علاوہ ان اعتراضوں کے اور کئے اعتراض ہیں۔ کہ جن سے وہ آدمی اللہ اور اوسکے رسول کے مابین مخالفت قائم کریگا۔ اسلئے تم کو چاہیئے۔ کہ تم اپنے بچوں کو سب سے پہلے صرف و نحو کی تعلیم دلواؤ۔ خصوصاً علم دین سیکھنے اور قرآن مجید اور حدیث پڑھنے پڑھانے کے لئے لابدی اور لازمی ہے کہ سب سے پہلے علم صرف و نحو سیکھا جائے تاکہ وہ علم دین میں کامل ہو جائیں۔ اور تمہارے روحوں کو ثواب و فیض پہونچتا رہے صرف و نحو کی طرف کم توجہی سے وہ گوہر جو حضرت مولانا شیخ محی الدین عربی کے فتوحات میں پڑے ہیں وہ ایسے کہ ایسے ہی پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کے لینے والا اور سمجھنے والا کسطرح مستحق نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ صرف و نحو میں مکمل نہ ہو۔ ایک بڑا نقصان اس صرف و نحو کے نہ جاننے سے یہ ہو رہا ہے۔ کہ اپنے اپنے مذاہب علاوہ اسلام کے قائم ہو گئے۔ یعنے قیامت کے مضمون کو حال میں اور حال کے مضمون کو قیامت میں استعمال کر رہے ہیں۔

اے برادران اسلام میں تمکو یہ اپنا تجربہ طالب علمی کی ادنیٰ حالت کا بیان کر رہا ہوں تم اپنے بچوں کو تعلیم دینی دلواؤ۔ تاکہ وہ اس پودۂ اسلام جسکو رسالت مآب نے اپنے ہاتھوں سے لگایا ہے۔ خشک ہو رہا ہے اسکی جڑوں میں پانی بنکر گھسیں۔ اور اسکو تازہ و سرسبز بنا دیں۔ دنیا کی مثال قدیمہ۔ ایک زراعت ہے جسمیں جو بیج بو رہے ہو۔ وہی تمکو درخت بنکر ملیگا۔ اور یہ جہان خواب کی مانند ہے۔ اصل موطن ہمارا وہی ہے۔

جس میں ہم ہمیشہ رہینگے۔ اور یہاں کام کرنے کے لئے آئے ہیں دنیاوی تعلیم کا بعد از تعلیم دینی یہ بڑا اثر پیدا ہوگا۔ کہ جو بدعتیں اس دنیاوی تعلیم میں ہونگی اُن کا اثر اُنپر نہ پڑیگا۔ اور وہ اپنے اس معبود حقیقی کی پرستش کرینگے۔ اور اسی رسول کریم کو مانیں گے۔ ورنہ آجکل کے نو تعلیم یافتہ لڑکوں کی طرح اول لباس میں تبدیلی کراکر بعد ازاں آہستہ آہستہ مذہب بھی بدل دینگے۔ بقول شخصے۔ نہ ادہر کے رہے نہ اودہر کے رہے۔ اور ہندی کی مشہور مثال صادق آئیگی کوے نے کبک چال سیکھی وہ بھی نہ آئی اور اپنی چال بھی بھلادی۔ صاحبان! علم دین کی تعلیم پہلے دو۔ تعلیم دنیاوی کا ابھی بڑا وقت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب۔ اور اے ہونہار طالب العلمو! تم بہت محنت اور شوق سے علم صرف ونحو کو سیکھو۔ تاکہ تم علم دین جو کہ صرف ونحو کے جاننے پر موقوف ہے حاصل کر کے اس دین بے کس اور غریب الوطن کی دستگیری کر کے اسکے سچے حامی اور ستون بنو۔ جیسے کہ کئی نظیریں سلف صالحین میں موجود ہیں۔ اور دین پر جو ظلم کر رہے ہیں اُن کے رفع کرنیکی کوشش ہمت اور استقلال سے کرو کہ یہ مقولہ مشہور ہے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ اور علم اس غرض سے پڑھو تاکہ ہم کام دین میں بلا نفسانی خواہش کے یا شہرت کے بغیر مدد کر سکو۔ اور اس علم کو راہ ایزدی میں خرچ کرو۔ اور مسلمانوں کو تعلیم دینی دو۔ علم کے ساتھ ایک بڑی شرط یہ ہے کہ آدمی قوی ہمت فراخ دل ہو۔ تاکہ مخالفین یا جاہلیں کے سوالات سُنکر اُن کا کافی جواب دے سکے۔ اور اگر یہ بات نہ ہوئی۔ تو پھر اُس تمہاری علم سے کوئی اَور فیضیاب ہوگا۔ اسواسطے کہ تحمل کی کمی ہوئی۔ جس نے مخالف کا نکتہ بیان کیا۔ اوسکو ڈانٹ ڈپٹ دیا۔ اور گال گلوچ پر آگئے۔ ایسا بالکل نہ ہونا چاہیے۔ اور گفتگو میں بڑے چھوٹے کا لحاظ رکھنا چاہیے لفظی تحقیقتوں سے کب تک کام چلاؤ گے۔ کچھ کر کے دکھلاؤ۔ اور جو پوچھے اوسکو ایک ایسا وسیع اور آسان طور پر مضمون سمجھا دو کہ اوسکا دل اگر پتھر کی طرح بھی ہو تو وہ بھی موم کی طرح پگھل جائے اور تمہاری طرف زیادہ راغب ہو۔ علم کے حاصل کرنیکا ایک بڑا ذریعہ یہ ہے۔ کہ تم اپنے چال چلن کو درست کرو۔ اور ادب ملحوظ رکھو۔ جسپر

خداوند تعالے قہروان ہوتاہے اوسکو بے ادب بنادیتاہے۔ ع بے ادب محروم ماند از لطفِ حق ما (دیگر) ادب تاجیست از لطفِ الہٰی مانہبہ بر سر برو ہرجاکہ خواہی مابزرگوں اذب اور اپنے اوستاد کا ادب زیادہ تر ملحوظ ہو۔ اور اپنے ماں باپ کی تعظیم اخلاقِ محمدی تحمل۔ صبر آداب۔ یہ سب تجھے علم دین ہی کتابوں سے مل جائینگے۔ اور تم صرف ادنحو دیکھکر یا پڑھکر مت چھوڑ دو۔ بلکہ کچھہ عمل بھی کر کے دکھلاؤ۔ ادب ایک بڑی عجیب اور وسیع چیز ہے۔ سلفِ صالحین و متوخرین مثلاً حالات بابا فریدالدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ وحالات حضرت محبوب الہٰی صاحب وحالات جناب مولانا بدرالدین اسحاق رح دیکھو۔ اور اُن سے عبرت پکڑکر اُن کے قدم بقدم رواں ہوجاؤ۔ تاکہ اخیر میں تمہیں ویسی ہی سعادتمندی حاصل ہو۔ اور علم مکمّل حاصل کرو۔ نہ چند بھول بھلیاں اور چیستاں کے قسم کے سوالات جس سے صرف دوسرے آدمی کی تقریریں بند کر کے اُسپر تمسخر اُڑانا مقصود ہو۔ اگر تمنے اُن سوالات کو کسی مولویصاحب سے بمجمع حاضرین پوچھا تو اُن کو نہ آیا اس لحاظ سے کہ تم ایک مسخرے کے مسخرے رہے اور وہ عالم کے عالم ہی رہینگے اور اُن کو لوگ ویسا ہی جانینگے جیسا کہ پہلے جانتے تھے۔ ویسے سوالات سے کچھہ نہیں بن سکتا۔ تم ایک علم ایسا پیدا کرو کہ تمہارے اندر علم کا سمندر جوش زن ہو۔ علم جبوقت تم پڑھو اور تمکو آجائے تو تم اُسپر غرۃ نہونا۔ اسلئے کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اور امام سراج المّلتہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو طالب علم تبلاتے تے حال ہی میں ایک نظیر بے مثل موجود ہے۔ ہمارے حضرت قبلہ جناب پیر صاحب گولڑوی جوکہ اظہر من الشمس ہیں۔ باوجود کل ہندوستان و پنجاب میں ایک عدیم المثل اور نایاب عالم ہونیکے علاوہ ایک کامل اکمل فقیر اور سچے صوفیائے کرام میں سے ہیں اُن سے اگر کچھہ پوچھا جائے تو وہ یہ فرمایا کرتے ہیں کہ میں ایک طالب علم وبھواری ہوں مجھے کہاں آتاہے۔ ایسا ہی چاہئے۔ کہ ع نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں۔ غرور اور تکبّر شیطانی پیشہ ہے علم شیطان کے ساتھ لڑائی کا ہتھیار ہے نہ کہ اسکے اوصاف سیکھنے کے لئے۔ اس لئے کہ علم کے نہ حاصل کرنے سے پہلے تمہیں وہی اوصاف تھے اور اگر

علم پڑھکر بھی وہی اوصاف رہے تو اس شعر سے یہ بات کم ہوگی سے خر عیسیٰ اگر بمکہ رود
باز آید ہنوز خر باشد۔ علم ایک نور ہے وہ تو شیطانی باتوں کو زائل کر دیتا ہے۔ جیسا
غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ ان پر حالت سُکر کی بہت رہا کرتی تھی اور آپ
اکثر جنگلوں میں بیس بیس دن بغیر آب و دانہ پڑے رہتے تھے۔ ایک دن آپ ہوش
میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نور آیا ہے آپ نے فوراً کلمہ شریف پڑھ دیا۔ وہ نور
سیاہی سے بدل گیا۔ آپنے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ عبد القادر اگر علم نہ جانتا
ہوتا۔ تو اسیطرح جیسے کہ اس مقام کئے لوگ لغزش کھاکر سجدہ میں گر گئے۔ اور درگاہ
ایزدی سے رُک گئے۔ اُسی طرح میں بھی لغزش کھا جاتا۔ دیکھئے کہ علم کیسا بڑا نور ہے اگر
ہر ایک مؤمن کے دلمیں علمی نور ایسا قدرے قدرے ہو۔ تو اندک اندک شود بسیار
یہ تمام جہان نور ہی نور ہو جائیگا۔ اے حاضرین جلسہ اور اے میرے پیارے بھائی
طالب علمو تمہارا بہت سا وقت مینے ضائع کیا معاف فرماویں۔ اور اے مسلمانوں تم
اس انجمن نعمانیہ لاہور کی خدمت قلمی۔ درمی۔ سخنی سب طرح کرو۔ کہ اس نے اسلام
کی اشاعت کا ذمہ اُٹھایا ہے اور بچوں کو اس میں داخل کرو۔ تاکہ وہ علم دین سے
پورے ماہر ہو جاویں + فقط

خطبہ معہ تقریر منجانب جناب حاجی محمد اینڈ سنز صاحبان متولی

مدرسہ محمدیہ حنفیہ جنرل مرچنٹ ممباسہ ملک افریقیہ

زبدۃ الخواص والعوام العالم العلامہ الحبر البحر الفہامہ۔ فاضل جلیل مقرر بے عدیل تابع
رسول امجد جناب مولانا مولوی تاج الدین احمد
والعالم البارع الیلمعی اللوذعی الفاضل والملاذ الکامل۔ النحریر بے نظیر آیات اللہ جناب
مفتی سلیم اللہ خان صاحبان سلمہما الرحمان الی یوم لقاء الحنان۔

بعد حمد و ثنا اوس رب العُلیٰ اور بہیجنے درود بہیجے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم - و پس از سلام علیکم و مطلوب خیریت جانبین منجانب عاصی حاجی محمد متولی مدرسہ محمدیہ حنفیہ و مسجد جامع ممباسہ مشرقی افریقہ بخدمت گرامی سامی آنکہ - رسالہ ماہوار اور متعدد اشتہارات اور کتبہ دعوت شمول جلسہ انجمن نعمانیہ لاہور ملا - یہ عاجز اس اعزاز بخشی کا ازحد مشکور و ممنون ہوا - خدا تعالیٰ آپکو اس نوازش و سرفراز فرمانیکا اجر جمیل و ثواب جزیل عطا فرماوے - اور آپکو آپکے ارادوں اور مقاصد تک پہنچا دے - اور آپکی اس سعی بلیغ لوجہ اللہ کو قبول فرماکر ذریعہ نجات بناوے اور روز افزون روبترقی دکھاوے - الحمد للہ کہ مسلمانان احناف کی بہی توجہ اپنے سچے دین اور مذہب حقہ کی طرف مائل و راغب ہوئی یہ سب تائید غیبی اور افضال ایزدی ہے - جس نے مدتوں کے خوابیدوں کو جگایا - اور گم کردہ راہ ہدایت کے لئے اونکو حامی بنایا - اور کوچہ گردان بادیہ ضلالت کے واسطے چراغ رہنمائی جلایا - متلاشیان راہ حق کو صراط مستقیم دکہلایا - جس سے اونکو نار جحیم و عذاب الیم سے بچایا - بنابریں آپکو یہ جلسہ اور سرگرمی مبارک ہو - اس عاصی کا اور آپکا ہر وقت یاور و ناصر اللہ تبارک ہو - پس اس مایہ ناز و نیاز شمولیت مجلس نعمانیہ رحمانیہ کو روح و روان نے بہت چاہا - اور امام ہمام کشف الغمہ سراج الامہ ابو حنیفہ رح کی محفل نزول رحمت و برکت کے مشاہدہ کے لئے دل مثل سیماب بیتاب رہا - مگر بواعث چندیں وجوہ شرفیابی جلسہ سے قاصر و غیر حاضر ہونا پڑا - انشاء اللہ العزیز بقید حیات آئندہ سال موقع جلسہ پر حصول زیارت و باریابی سے فخر دارین و سعادت کونین حاصل کیجائیگی - فے الحال جلسہ گاہ میں اس عاصی اور جمیع مسلمین اور مدرسہ محمدیہ حنفیہ ممباسہ کیلئے دعائے خیر کیجاوے اور مضمون ذیل عربی کو جلسہ میں پڑہکر سُنا دیا جاوے - اور جو قلیل نذرانہ خدمت عالی میں ارسال کیا ہے قریب ہے کہ ملا ہوگا - قبول فرماکر دو کلمہ خبر جواب سے مرہون منت بناویں - اور عریضہ ہذا اور مضمون ذیل عربی کو رسالہ میں تحریر فرماویں - تو بہتر ورنہ جو مرضی مبارک ہو عمل میں لاویں - اور مسئلجات مرسلہ کا جوابات جلد لکہا دیں - اور ماہواری رسالہ ہمیشہ دو عدد بہیجا دیں - اور قمر الدین احمد حنفی لاہوری کے

حقمیں (جو واسطہ اس ملاقات کا ہے) دعائے خیر کے بعد عنان شبدیز قلم کی کبھی تو اسطرف بھی منعطف فرماویں۔ اور تحریر ہذا میں اگر کہیں غلطی پاویں تو اسے دامن اصلاح میں چھپاویں۔ عامہ خلائق سے شرمندہ نکراویں اور نہ مورد الزام بناویں۔ زیادہ خیریت والسلام۔

"تعلیم المتعلم"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی علم الانسان مالم یعلم۔ وختم باکمال الدین فقضل والغم وشرفنا باکمل ھادو اعظم صلے اللہ علیہ وسلم۔ اما بعد اعلم بان طالب العلم لاینال العلم ولاینتفع بہ الا بتعظیم العلم واھلہ وتعظیم الاستاذ وتوقیرہ۔ قیل ماوصل من وصل الا بالحرمۃ وما سقط من سقط الا بترک الحرمۃ والتعظیم۔ وقیل الحرمۃ خیر من الطاعۃ۔ آلاتری ان الانسان لایکفر بالمعصیۃ وانما یکفر بترک الحرمۃ ومن تعظیم العلم تعظیم المعلم قال علی کرم اللہ وجھہ انا عبد" من علمنی حرفا واحدا ان شاء باع وان شاء اعتق وان شاء استرق وقد انشدت فی ذلک۔ رأیت احق الحق حق المعلم۔ واوجبہ حفظا علی کل مسلم۔ لقدحق ان یھدی الیہ کرامۃ۔ لتعلیم حرف واحد الف درھم۔ فان علمک حرفا مماتحتاج الیہ فی الدین فھو ابوک فی الدین والشیخ الامام سدید الدین یقول قال مشائخنا من ارادان یکون ابنہ عالما فینبغی ان یراعی الغربآء من الفقھاء ویکرمھم ویعظمھم ویعطیھم شیئا فان لم یکن ابنہ عالما یکون حافدہ عالما ومن توقیر المعلم ان لایمشی امامہ ولایجلس مکانہ ولایبتدئ الکلام عندہ الاباذنہ ولایکثر الکلام عندہ ولایسأل شیئا عند ملالتہ ویراعی

الوقت ولا يدق الباب بل يصبر حتى يخرج فالحاصل انه يطلب رضاه و يجتنب سخطه ويمتثل امره فی غير معصية الله تعالى ولا طاعة للمخلوق فی معصية الخالق ومن توقيره توقير اولاده ومن يتعلق به وكان شيخ الاسلام برهان الدين صاحب الهداية يحكى ان واحدا من كبار ائمة بخارا كان يجلس مجلس الدرس وكان يقوم فی خلال الدرس احيانا وسألوه عنه ويقول ان ابن استاذی يلعب مع الصبيان فی السكة فاذا رأيته اقوم له تعظيما لاستاذی والقاضی الامام فخر الدين الارسابندی كان رئيس الائمة بمرو وكان السلطان يحترمه غاية الاحترام وكان يقول وجدت هذا المنصب بخدمة الاستاذ فانی كنت اخدم استاذی الامام ابا زيد الدبوسی وكنت اخدمه واطبخ طعامه ولا آكل منه - والشيخ الامام الاجل شمس الائمة الحلوانی قد كان خرج من بخارا وسكن فی بعض القرى اياما بحادثة وقعت وقد زاره تلاميذه غير الشيخ الامام القاضی ابی بكر الزرنجی فقال له حين لقيه لماذا لم تزرنی فقال كنت مشغولا بخدمة الوالدة قال ترزق العمر ولا ترزق رونق الدرس وكان كذلك فانه كان يسكن فی اكثر اوقاته فی القرى ولم ينتظم له الدرس فمن تأذى منه استاذه يحرم بركة العلم ولا ينتفع به الا قليلا ان المعلم والطبيب كلاهما لا ينصحان اذا هما لم يكرما فاصبر لدائك ان جفوت طبيبا واقنع بجهلك ان جفوت معلما - وحكى ان الخليفة هارون الرشيد بعث ابنه الى الاصمعی ليعلمه العلم والادب فرآه يوما يتوضأ ويغسل رجله وابن الخليفة يصب الماء على رجله فعاتب الخليفة الاصمعی فی ذلك فقال انما بعثته اليك لتعلمه وتؤدبه فلماذا ما امرته بان يصب الماء باحدى يديه ويغسل بالاخرى

ومن تعظيم العلم تعظيم الكتاب فينبغي لطالب العلم ان لا يأخذ
الكتاب الا بطهارة - وحكي عن الشيخ الامام شمس الائمة السرخسي
انه كان مبطونا وكان يكرر في ليلة فتوضأ في تلك الليلة سبع
عشرة مرة لانه كان لا يكرر الا بطهارة وهذا لان العلم نور والوضوء نور
فيزداد نور العلم به ومن التعظيم الواجب ان لا يمد الرجل الى
الكتاب ويضع كتب التفسير فوق سائر الكتب تعظيما - ولا يضع
على الكتاب شيئا آخر - وينبغي ان لا يكون في الكتاب شيء من
الحمرة فانها صنيع الفلاسفة لا صنيع السلف ومن مشائخنا من
كره استعمال المركب الاحمر ومن التعظيم تعظيم الشركاء ومن يتعلم
منه والتملق مذموم الا في طلب العلم فانه ينبغي ان يتملق
لاستاذه وشركائه ليستفيد منهم وينبغي لطالب العلم ان يستمع
العلم والحكمة بالتعظيم والحرمة وان سمع مسئلة واحدة
وكلمة واحدة الف مرة قيل من لم يكن تعظيمه بعد الف مرة كتعظيمه
في اول مرة فليس باهل العلم - وينبغي لطالب العلم ان لا يختار
نوع علم بنفسه بل يفوض امره الى الاستاذ فان الاستاذ قد
حصل له التجارب في ذلك وعرف ما ينبغي لكل واحد وما يليق
بطبيعته - وكان الشيخ الامام الاجل الاستاذ شيخ الاسلام
برهان الحق والدين رحمه الله تعالى يقول كان طلبة العلم في
الزمان الاول يفوضون امورهم في التعلم الى استاذهم وكانوا
يصلون الى مقصودهم ومرادهم - والآن يختارون بانفسهم
لا يحصل مقصودهم من العلم والفقه - وكان يحكي ان محمد
بن اسمعيل البخاري رحمه الله تعالى كان بدأ بكتاب الصلوة على
محمد بن الحسن فقال له اذهب وتعلم علم الحديث لما رأى ان

ذلك العلم الیق بطبعہ وطلب علم الحدیث فصار فیہ مقدما
علی جمیع ائمۃ الحدیث وینبغی لطالب العلم ان لا یجلس قریبا من
الاستاذ عند السبق بغیر ضرورۃ وان یکون بینہ وبین الاستاذ قدر
القوس فانہ اقرب الی التعظیم - وینبغی لطالب العلم ان یحترز
عن الاخلاق الذمیمۃ فانہا کلاب معنویۃ وقد قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ او کلب
وانما یتعلم الانسان بواسطۃ الملک والاخلاق الذمیمۃ تعرف
فی کتاب الاخلاق وکتابنا ھذا لا یسیع لبیانہا خصوصا عن
التکبر - قیل العلم حرب للمتعالی کالسیل حرب للمکان العالی وقیل بجد
لا بجد کل مجد فہل جد بلا جد بمجد - فکم عبد یقوم مقام حر -
وکم حر یقوم مقام عبد - والحمد للہ علی التمام والصلوۃ والسلام
علی محمد افضل الرسل الکرام -

قصیدۂ ہمدردی وجوانمردی مرسلہ جناب مولانا مولوی
محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی پروفیسر عربی مدرسہ انگریزی (مراد آباد) ریاست رامپور

با ہزاراں حمد وشکر داور دادار باش
با فراوان نعمت و ذکر احمد مختار باش

ہم بمدح زبدۂ آل شہ ابرار باش
ہم بوصف عمدۂ اصحاب نیکو کار باش

مظہر اخیار باش و مصدر آثار باش
مامن اخیار باش و ملجأ اطہار باش

مہبط تحف اسرار باش و کاشف استار باش
باش و ہر جا کہ باشی لیک بے آزار باش

ہر یکی با ہنر باشہ ربانی کار باش
در سفر یا در حضر غافل مشو ہشیار باش

تشنہ باش و یا گرسنہ خفتہ یا بیدار باش
ہرچہ باشی باش لیکن اندکے زردار باش

یا نسب را افتخار و یا حسب را عار باش
نیک یا بد باش لیکن قوم را دلدار باش

ایہا الساقی ادرکاسا من الخمر الطہور
وز مئی سرجوش قومی جوشِ دل سرشار باش

عاشقانہ شعرہا ہم وتخیل بیش نیست
ہر حذر از قیل و قالِ ایں چنیں اشعار باش

شاعرِ شعری شعار و ناثرِ نثرہ نثار
کاتبِ مضمون نگار و منشئ اخبار باش

ناتوانی از عطا و رافت و رحم و کرم
مرہمِ زخمِ دلِ قومِ جگر افگار باش

سدۂ افلاس دارند اہلِ قوم اندر جگر
ہرِ اخراجش بجائے شربتِ دینار[1] باش

دردِ دل حاصل کن از ہمدردئ مردانِ قوم
از جنونِ انگریزی عشقِ زناں بیزار باش

عشق سودائے ست خام اندر سرِ عاشق مزاج
عشق مالیخولیا باشد ازو نفّار باش

دور باش از وحشت و بیہوشی و عشق و جنون
ہوش را نزدیک باش و باخرد ہمکار باش

تا بکے باشی بہ بندِ عنبریں مویاں اسیر
زیں فریبے دامِ عشق آزاد و دل بیدار باش

تا بکے در بزمِ سودائی زنان سرگشتہ
در صفِ رزمِ جوانمرداں علمبردار باش

خیر خواہی کن اگر باشی تو خیر اندیشِ قوم
در رہِ پند و نصیحت سعدی و عطار باش

زیں چہ حاصل قوم خود را خاص باشی غمگسار
عام با نوعِ بنی آدم بہ دل غمخوار باش

ہر دم و ہر آں و ہر ساعت بہ طفل و شیخ و شاب
مہر و شفقت عز و عظمت خلق را انفع باش

یاری ہم یاوری را گر اثر داری بدل
با مساکین و تیامٰے یاور و ہم یار باش

تازہ کن از آبِ فیضان کشتِ زارِ خلق را
تشنگانِ قوم را چون ابرِ دریا بار باش

گر تو مردی مردمی مردانگی داری بدل
خادمِ مردان و غمخوارانِ قومِ زار باش

باخلوص و بیریا کن پاسِ ہمدردانِ قوم
بہرِ تحقیق طلای دردِ دل معیار باش

ہرگز از دورِ زمان و گردشِ دوراں مترس
قطب آسا پائے برجا مرکزِ ادوار باش

باسکوں مے باش و برحرفِ تحرک خط بکش
در میانِ دائرہ چوں نقطۂ پرکار باش

---

[1] لطف ایراد لفظ دینار بر اہل معنی پوشیدہ نیست و خاصیت شربت دینار در مخزن الادویہ مجرح سدۂ جگر مرقوم است فافہم ۱۲

گر تو خواہی قطع غیریت از اعیان و شہود ۔ چشم عینیت بکن وا قاطع اغیار باش

قدرتت حاصل شود بر کارہا از سیم و زر ۔ ورنہ از افلاس و فاقہ عاجز و ناچار باش

از دیانت و ز امانت در میان اہلِ قوم ۔ پیشِ ہر کس سرخرو چوں لالہ و گلنار باش

گر تو در حکّامِ بالا دست خواہی دسترس ۔ لکچر و اسپیچ خوان و حاضرِ دربار باش

صیدِ دل کردن چو خواہی از کمندِ دلبری ۔ بر سرِ بالاقدان چوں کاکلِ خمدار باش

عقدۂ لاینحل از اسپیچ و لکچر حل مکن ۔ بلکہ از داد و دہش حلّالِ مشکل کار باش

ہمچو بومِ شوم در ویرانہ فالِ بد مزن ۔ ہمچو بلبل نغمہ زن بر شاخِ استبشار باش

کن عمل بر معنیِ خُذ ما صفا دع ما کدر ۔ نے کہ بالکل بر طریقِ انگلشی رفتار باش

جاکٹ و پتلون و ہیٹ و کالر و کف را مپوش ۔ گرچہ سرپوش از کلاہِ ترکیِ دمدار باش

گر تو با دینی مسائل خوانیِ انگلش رواست ۔ ورنہ بے دین گشتہ مثلِ دہریہ کفار باش

عفو خواہد کرد عصیانت خداوند غفور ۔ در حضورش ہر زماں با عذر و بے انکار باش

آبروئے گوہرِ دردِ دلے خواہی اگر ۔ در گلوئے قوم چوں عقدِ درِ شہوار باش

با خوشی و بے خلش در دوستان و دشمناں ۔ مثلِ بلبل در گلستاں مثلِ گل در خار باش

حق بگو گر حق پرستی گرچہ بر دارت کشند ۔ مثلِ منصور امرِ حق وردِ زباں بر دار باش

ذکرِ حق را ظاہر و باطن اگر داری درست ۔ از زباں با کار باش و از جہاں بیزار باش

محسن القومی اگر با قوم احساں کردہ باش ۔ خادم القومی اگر با قوم خدمتگار باش (دلی ۱۲)

از خلوصِ دل بباطن قوم را ہمدرد شو ۔ گو بظاہر در خلائق نیک یا بدکار باش

تا کجا در عشق خواہی زد دم از فسق و فجور ۔ عبرت از عبرت بگیر و ناظرِ اخبار باش

در سرت شوری اگر داری ز درد و سوزِ دل ۔ جوشِ حبِّ قوم را چوں قلزمِ زخّار باش (موجزن ۱۲)

از عمل کردن بر این دو حرف گردی متّقی ۔ با اوامر و نواہی راضی و بیزار باش

آمد و رفتِ نفس دال است ہر دم بر سفر ۔ پس پئے رفتن بسوئے آخرت طیار باش

گر فلاحِ دین و دنیا خواہی از راہِ عمل ۔ پیرو اصحاب و آلِ احمدِ مختار باش

باش اندر مسجد و یا خانقاہ و یا سرائے ۔ من نمی گویم کہ اندر گوشۂ کہسار باش

کن عمل بر لن تنالوا البر حتی تنفقوا ‏ از رہِ انفاق و بِر در زمرهٔ ابرار باش

بهر دو حرفِ قرب و بعدِ قوم اگر داری عمل ‏ اقرب اخیار باش و ابعدِ اشرار باش

بهر استیصالِ قطاع الطریق و ظالمان ‏ نیشتر و شمشیر و دشنه اره و منشار باش

تا یکے اندر سرت داری سرِ عجب و غرور ‏ قامع بنیان کبر و نخوت و پندار باش

از رہِ دردِ دلی بر خستگانِ قومِ زار ‏ دمبدم از چشمهٔ چشمِ الم خون بار باش

باش دائم جان نثار و خادمِ ابنائے جنس ‏ در ته دل قوم را همواره خدمتگار باش

انما الاعمال بالنیات دارد شد حدیث ‏ پس بحسن ظن و عزمِ نیک در هر کار باش

قول مرد آرد وفا و قولِ زن دارد جفا ‏ مرد اگر هستی همانا صادق الاقرار باش

حالِ زارِ قوم را بنگر بچشمِ اعتبار ‏ بهر عبرت در خطابِ یا اولی الابصار باش

چشمِ اغماض بر کشا بر نقض اوفوا بالعهود ‏ عهد و پیماں را وفا کن راست در گفتار باش

هم دراں عقبی بکن حاصل ثواب و عذاب ‏ هم دریں دنیا تو بے دین باش و یا دیندار باش

دامنِ تمکین و استقلال و همت چست گیر ‏ همچو مرداں قائم از پا چوں قوی دیوار باش

رویتِ روی عروجِ قوم را خواهی اگر ‏ بر کشا چشمِ ترقی بر رہِ دیدار باش

خسته جان خاطر پریشاں و دلِ افسرده قوم ‏ جان نثار و دل فدا و صاحبِ ایثار باش

قومِ قومِ قوم را دار از زبان و دل بیاد ‏ ورد برائے ذکرِ او روزانه با تکرار باش

گه ز نخلِ سربلندی میل بر خوردن کنی ‏ از تواضع سرنگون چون شاخ پر اثمار باش

جنسِ قومی ورد را با نقد جان و دل بخر ‏ زین خریداری تو قومی رونقِ بازار باش

در شریعت فاتح ابواب امر و نهی شو ‏ در طریقت خازنِ گنجینهٔ اسرار باش

در فراخی یا به تنگی چون رسی با هر کسے ‏ خنده رو خنده دهن همچوں گل و گلزار باش

همچو مرداں مردمِ بے دست و پا را دست گیر ‏ قوم را مشکل کشا چون حیدرِ کرار باش

بزمِ عشقِ شاهدانِ خال و خط را تن مده ‏ رزمِ میدانِ جوانمردانِ دین را یار باش

گر بجا آری تو خدمتگاریِ قوم از خلوص ‏ خادمانِ قوم را مخدوم و هم سردار باش

عقده لاینحل بکن از ناخنِ تدبیر حل ‏ حلقه جنبانِ درِ فتح و کشودِ کار باش

روز و شب همدردی و دلجوئی مخلوق کن
صبح و شام از خدمتِ قومی نکوکردار باش

از پیٔ دفعِ تنزل باش در فکر عروج
وز پیٔ قومی ترقی مائل افکار باش

هم با بلاغ اوامر باش چون پیکِ صبا
هم به تبلیغ نواهی همچو برقی تار باش

هم بکن جا بر زمینِ شوره زار از شور و شر
هم منه پا سوے حجره بر سوی هنجار باش

خلوت و جلوت پیٔ ذکر و عبادت خاص نیست
یا بمسجد گوشه گیر و یا سرِ بازار باش

مثلِ آئینه مباش از یک طرف صورت نما
بلکه صاف از هر دو رخ چون عینکِ انظار باش

ذلت و خواری بود مر صاحبِ افلاس را
عزت و حرمت چو خواهی صاحبِ دینار باش

باش مدهوش و سیه مست از شرابِ دردِ دل
وز مئی سر جوش جذبه سوزِ جاں سرشار باش

ز آبِ ایثار و سنگِ همت و خشتِ مده
ز آبِ همدردی بنائی قوم را معمار باش

این دو حرف از صفوتِ اوصافِ اخوان الصفاست
کز اخوت قوم را با نفع و بے اضرار باش

حبِ حبِ قوم اندر گر زمینِ دل بکار
مستفیض از فیضِ برگ و بارِ او بر بار باش

بر صدائے ان بعض الظن اثم گوش دار
بدگمانی بدظنی بگذار و نیک انگار باش

عیبِ خود بین و مبین عیب و خطائے دیگران
از درون شو عیب پوش و از برون ستار باش

بر دو روزه آب و رنگِ گلشنِ دنیا مبین
بلکه از عبرت به بین چون نرگسِ بیمار باش

مثلِ حاتم در جوانمردی چو خواهی شهرتت
آشنای بحرِ جود و بخشش و ایثار باش

با ادب گر ساکت و قائم شوی یابی مراد
از برائے صیدِ ماهی همچو بوتیمار باش

در نمازِ پنجگانه باش مشغولِ دعا
روز و شب صبح و مسا مصروفِ استغفار باش

تا کجا شاهد پرستی تا بکے لهو و لعب
شاد با عقدِ نکاح و از زنا بیزار باش

گردِ خمر و میسر و رقصِ بتان هرگز مگرد
وز سماعِ نغمهٔ بتان بر سرِ انکار باش

بلکه گوش از قوم کن قومی سرودِ دردِ دل
وز سماعِ این حظ افزا نغمه حظ بردار باش

کجروی بگزار و راهِ راستی کن اختیار
خضر آسا رهنمائے جادهٔ هموار باش

تا کجے از لاف و گزافِ رهنمائی دم زنی
قوم ره گم کرده را مر قافله سالار باش

از جلائے سینهٔ بے کینه شکلِ آئینه
وز صفائے لوحِ دل مطلعِ انوار باش

چشم داری استعانت را اگر از مستعان — قوم را از نصرت و امداد چوں انصار باش

دعویٔ ہمدردیٔ قومی اگر باشد ترا — با ضعیفاں یاور و با دردمنداں یار باش

شادماں باش و مباش از گردشِ دوراں ملول — مطمئن از دورہائے گنبدِ دوار باش

بر مسرت اہلِ حسد گر خار ریزاند از خلش — بیک برایشاں چو تحریکِ صبا گلبار باش

از تواضع گر چو خاک افتادہ باشی زیرِ پائے — بر سرِ اہلِ کرم چوں طرۂ دستار باش

ہر نفس ہر آں عموماً جاں نثارِ قوم شو — ہر زماں ہر دم رفاہِ عام را طیار باش

در جزائے ایں رفاہِ عام دنیا در جناں — ساکنِ جنّاتِ تجری تحتہا الانہٰر باش

سرد زآب آشتی کن آتشِ جنگ و جدال — تا بامکاں خوں مریز و مصلحِ پیکار باش

عزت اندر قوم یابی چوں زری آری بدست — ورنہ در قوم از تہیدستی ذلیل و خوار باش

از زرِ دنیا مکن قطعِ طمع بالکلیہ — بلکہ از انفاقِ زر بر قوم دنیادار باش

صلح کن با جاہلے کو با تو آید در جدال — نے کہ تو ہم با مجادل بر سرِ پیکار باش

دامنِ ہمت بدست آر از دمِ اہلِ ہمم — ہمتِ مردانہ را ہر دم قدم بردار باش

خیر خواہی کن کہ الدین النصیحہ وارد است — خیر خواہ و دردمند و ناصح و دیندار باش

گر حبیب اللہ شدن خواہی خطابت از سخا — ہمچو نیسانِ گوہر افشاں از زر و دینار باش

قوم را ہم دست و ہم بازوی و ہم پای قوی — قوم را ہم ساز و ہم سامان و ہم اوزار باش

معنیٔ ہمدردیٔ قومی ہمین است و ہمیں — نیک افعال و نکو اقوال و نیک اطوار باش

باش در قومی گلستاں نونہالے سربلند — کاندراں از خیر خواہی نفحہ بیز از بار باش

اولاً فرما طوافِ کعبۂ خدماتِ قوم — ثانیاً قبر و حرم را حاجی و زوّار باش

بہرِ خاتونانِ قومی ہم ز تعلیمِ علوم — غازۂ حسنِ رخ و گلگونۂ رخسار باش

ہر چہ خواہی کن ولیکن مردم آزاری مکن — گو چو عابد سُبحہ خواں یا صاحبِ زنار باش

جاودانی حسنِ صحت را اگر داری ہوس — ہر دم از احساسِ قومی دردِ غم بیمار باش

باش در دنیائے دوں ہمچوں مسافر در سرائے — یا چو رہرو در رہِ منزل بہ سر رہوار باش

—:۰:—

این چه انجم انجمن نعمانیاں را کرد گل[1] | ہمچو مہ در حلقۂ انجم پُر از انوار باش
مذہب نعماں اگر داری تو از دینِ حنیف | بہر عون و نصرتِ احناف چوں انصار باش
بہرِ ترویجِ امامِ اعظمِ عالی مقام | مثلِ گلبن بر سرِ نعمانیاں گل بار باش
از تہِ دل شو جلیسِ جلسۂ نعمانیہ | وز رہِ دین مذہبِ نعمانیاں را یار باش
آسی ار خواہی کہ برخوردار باشی در جہاں | عاملِ معنائے ہر سہ امرِ برخوردار[2] باش

تقریر مرسلہ جناب مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری

(جو صاحب موصوف نے بعد جلسہ ارسال فرمائی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالکتاب ھدی للمتقین۔ وفرض علینا اتباع سنتہ فی کل وقت وحین وجعل الائمۃ المجتھدین ارکانا للدین القویم۔ وتقلیدھم ذریعۃ للفوز العظیم۔ والصلوٰۃ والسلام علی قائل اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم و علی آلہ واصحابہ الذین سعوا فی انتظام الدین ومن تبعھم الی یوم الدین۔

امابعد حضرات! اسوقت میں آپکی خدمت میں یہ عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ آجکل ہماری قوم علوم دینیہ کے حصول میں جو غفلت کر رہی ہے۔ وہ ایک ایسی خطرناک وبا ہے۔ کہ جس کے شکار ہو کر ہم اپنی لذات عقبیٰ کو ہی بدمزا نہیں کرتے بلکہ سچ پوچھو تو اسلامی زندگی سے ہی ہاتھ دھوتے ہیں۔ اگر ہم دینی علوم کو نہایت شوق

[1] انجم انجمن بقلب اضافت کہ را عوض اضافت است اے انجمن انجم نعمانیاں گل کرد یعنی جلوہ گر شد ۱۲

[2] یعنی لفظ برخوردار از بر دخور د دار سہ امر مرکب ست کہ از دنیا زاد راہ اعمال حسنہ بدار آخرت ببر و از روزی حلال آنچہ میسر آید بخور و چیزے ہم برائے پس ماندگان از اہل و عیال خود نگہدار ۱۲

اور رغبت سے حاصل نہ کریں گے۔ اور مسایل دین سے واقف نہیں ہوں گے تو ہم اپنی زندگی
کو ایک مسلمان کی زندگی نہیں بنا سکتے اور جب ہماری زندگی ایک مسلمان کی زندگی نہیں
تو میں نہیں سمجھتا کہ پھر ہم لوگ اپنے آپ کو "مسلمان" کے معزز لقب سے کس طرح ملقب
کر سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ مروجہ علوم دنیوی کی دنیا کو بالکل ہی ترک کرکے
راہب بن بیٹھیں کیونکہ ایسا کرنا اول تو ہمارے مقدس مذہب کے ہی صریح خلاف
ہے۔ جیساکہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام
دوسرے ان علوم کے بغیر ہم دنیا میں باعزت زندگی بسر نہیں کر سکتے اور نہ ہی اسلام
کی شان و شوکت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ میں تو فقط یہ کہتا ہوں کہ تم اپنی ساری عمر
اور دولت علوم دنیوی کے لئے ہی وقف نہ کردو بلکہ علوم دینیہ کے لئے بھی جنکی ضرورت
اول الذکر علوم پر مقدم ہے۔ ان کو کچھ نہ کچھ وقت اور مال ضرور صرف کرنا چاہیئے۔ یعنے
ہر وقت علمائے دین کی ایک ایسی بڑی جماعت کو موجود رکھنا جو ہماری دینی اور اخلاقی
حالت کو کمزور نہ ہونے دے۔ ہمارا فرض ہے۔ اور یہ فرض افراض کفایہ کی ذیل سے
ہے۔ رہا یہ کہ علوم دینیہ کو دنیوی علوم و فنون پر فضیلت کیوں ہے۔ اسکی عقلی دلیل
تو یہ ہے کہ علم دین ہماری روح کو پاک کرتا ہے۔ اور ہمیں اس بڑے فرض کے ادا کرنے
میں مدد دیتا ہے۔ جو ہمپر خداوند تعالیٰ نے ہماری روح کو خاکی پتلے میں ڈالنے کے ساتھ
ہی لگا دیا ہے اور جو کہ اس مقصد حقیقی کو پورا کرتا ہے کہ جس کے لئے ہمیں یہ لباس
زندگی عطا ہوا ہے۔ مگر علوم دنیوی کا تعلق اسی چند روزہ حیات کی آسائش کے
ساتھ ہے جو اس اصلی مقصد کو پورا کرنے کے لئے جسکا دارومدار علم دین کے حصول پر ہے
بطور ایک ضمنی ضرورت ہے ہر حالت میں ترجیح ہے اسلئے علوم دینی کو بھی دنیوی علم
پر فضیلت ہوئی۔
نقلی ثبوت یہ ہے کہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اکثر جگہ علم و علماء
دین کے فضایل بڑی شد و مد کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ اور بعض جگہ تو آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے علم دین کو عبادت سے بھی بدرجہا اچھا بتایا ہے۔ چونکہ ہم خداوند کریم

کے بندے اور مخلوق ہیں اور اظہار شکر نعمت کے لئے اس مالک حقیقی کی عبادت کرنا ہمارا اعلیٰ فرض ہے اور عقل گواہی دیتا ہے کہ اس فرض کا پورا کرنا بسبب ادائگی حق آقا ہونے کے ہمارے لئے اپنی دنیوی فلاح اور چندروزہ بہبود کے ذریعے بہم پہونچانے کی نسبت زیادہ ضروری ہے۔ اسلئے ایسے علوم کی تحصیل پر جو ہمیں صرف اسی دنیا کے آرام و آسائش کے حصول میں مدد دے سکتے ہیں۔ عبادت کو فضیلت ہوئی۔ مگر احادیث سے ثابت ہے کہ تحصیل علم دین کو عبادت سے بھی برتری حاصل ہے۔ اسلئے ماننا پڑیگا۔ کہ علوم دنیویہ کی نسبت دینی علوم کی تحصیل ہمارے لئے زیادہ ضروری چیز ہے۔ اگرچہ ایسے احادیث جن میں صرف علم دین کی فضیلت کا بیان ہے یا جن میں اس متبرک علم کو عبادت جیسے ضروری چیز سے بھی زیادہ برتر تبلایا گیا ہے۔ اس قدر کثرت سے ملتی ہیں کہ جن سب کا ذکر کرنا اس قلیل عرصے کی بساط سے باہر ہے۔ جو مجھے اپنی تقریر کے لئے حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی انمیں سے چند ایک بطور مشتے نمونہ از خروارے عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(۱) عن عبد اللّٰہ بن عمرؓ ان الرسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم مر بمجلسین فی المسجد فقال کلاھما علی خیر واحدھما افضل من صاحبہ اما ھولاء فیدعون اللّٰہ ویرغبون الیہ فان شاء اعطاھم وان شاء منعھم و اما ھولاء فیتعلمون الفقہ اوالعلم ویعلمون الجاھل فھم افضل و انما بعثت معلما ثم جلس فیھم (رواہ الدارمی وذکرہ فی المشکوٰۃ)

عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گذرے دو مجلسوں پر جو آپکی مسجد مبارک (مدینہ) میں تھیں۔ پس فرمایا کہ دونوں مجلسیں نیکی اور بھلائی پر ہیں۔ لیکن ایک ان میں سے افضل اور بہتر ہے دوسری سے۔ ایک جماعت ان میں سے عبادت کرتی ہے اور دعا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اور رغبت کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور وہ امیدوار ہے اللہ تعالیٰ سے کہ اونکا مقصد حاصل ہو اور وہ موقوف ہے خواہش الٰہی پر۔ اگر چاہے دے انکو اور چاہے نہ دے اور دوسری جماعت سیکھتی ہے فقہ (یعنی باریکیاں مسائل دین کی) یا علم کو اور سیکھاتے ہیں علم

والے بے علموں کو۔ پس یہ بہتر اُن میں سے اس لئے ہے کہ میں بھی بھیجا گیا ہوں معلم ہو کر اور پھر آنحضرتؐ بیٹھ گئے اس مجلس میں (اس حدیث کو روایت کیا ہے دارمی نے اور ذکر کیا ہے اسکو صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب مشکوٰۃ میں۔

حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ صحابہ کرام دو جگہ باہمی مجلسیں بنا کر بیٹھے ہوئے تھے ایک جماعت عبادت اور دعا میں مشغول تھی اور دوسری جماعت مذاکرہ علم میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (روحی ابی وامی فداہ) نے مذاکرہ علم کے مجلس کو اپنی نشست سے ممتاز فرمایا۔ پس اس سے زیادہ علم دین کی اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ سردار انبیاء سیدنا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی شمولیت سے علم دین کی مجلس کو عبادت کی مجلس پر ترجیح دی۔ اور اپنے آپ کو اسی جماعت کے افراد سے گنا۔ اس مقام پر ایک بزرگ نے کیا اچھا فرمایا ہے ؎

گدایاں را ازیں معنی خبر نیست　　　که سلطان جہاں با ماست امروز

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا استیقظ من اللیل۔ قال لا الٰہ الا انت سبحانک اللھم زدنی علما ولا تزغ قلبی بعد اذ ھدیتنی وھب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ (رواہ الترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو (سوتے سوتے) جاگ اُٹھتے۔ تو فرماتے۔ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ خداوندا! تو پاک ہے اور ہر طرح کی تعریف تجھکو سزاوار ہے۔ میں تجھسے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت مانگتا ہوں الٰہی مجھے اور زیادہ علم نصیب کر۔ اور اسکے بعد فرماتے کہ تو مجھے راہ راست پر لگا چکا ہے۔ میرے دلکو ٹیڑھا مت کر اور مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا کر۔ بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔)

اس حدیث میں تعلیم ہے ذکر اللہ تعالیٰ کی اور دعا کی کیونکہ دعا بھی ایک قسم کی

عبادت ہے اور اس حدیث میں مضمون زیر بحث کے متعلق زیادہ تر توجہ کے لائق
دعا ازدیاد علم ہے کہ سید الانبیاء ہو کر علم کی طلب اسدرجہ کی ہے کہ باوجودیکہ تمام
علوم اولین وآخرین متعلق معاد واصلاح معاش سکھا پڑھا دے۔ اور علمناہ من
لدنا علما کے پورے پورے مصداق تھے۔ مگر پھر بھی ازدیاد علم کا شوق باقی تھا۔
اب ہم بھی اسی فخر کائنات کی امت ہیں۔ کہ علم دین کی طلب تو کیا کریں گے الٹی
اس سے نفرت ہے اور اگر نفرت نہیں تو غفلت اور لاپرواہی تو ضرور ہے۔ کیونکہ
انجمن نعمانیہ جیسے مدرسہ علوم عربیہ واسلامیہ میں جو اپنی طرز کی پنجاب بھر میں
ایک ہی درسگاہ ہے اعلیٰ خاندان کے لوگ نہ تو اپنے بچوں کو ہی علم دین کی
تحصیل کے لئے بھیجتے ہیں اور نہ ہی دیگر غریب طلباء کو ہی امداد دیتے ہیں۔

(۳) عن کثیر ابن قیس قال کنت جالسًا مع ابی الدرداء فی مسجد
دمشق فجاء رجل فقال یا ابا الدرداء انی جئتك من مدینة
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لحدیث بلغنی انك تحدثه عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماجئت لحاجة قال فانی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سلك طریقًا یطلب فیه علمًا
سلك اللہ به طریقًا من طرق الجنة وان الملائكة لتضع اجنحتها
رضی لطالب العلم وان العالم لیستغفر له من فی السموات ومن
فی الارض والحیتان فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد
کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء
وان الانبیاء لم یورثوا دینارًا ولا درهمًا وانما ورثوا العلم فمن اخذه
اخذ بحظ وافر (رواه الترمذی)

کثیر ابن قیس کہتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں ابی الدرداء کے پاس
بیٹھا تھا کہ ایک شخص آکر کہنے لگا۔ کہ اے ابو الدرداء میں آپ کے پاس جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ سے آیا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم

پیغمبر خدا سے ایک حدیث نقل کرتے ہو اسکے سوا اور کسی حاجت کے لئے نہیں آیا۔ ابی الدرداء نے کہا کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم طلب کرنے کے واسطے راستہ چلتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ میں چلا رہا ہے اور فرشتے طالبعلم کی رضامندی کے لئے تواضعاً اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمانوں کے فرشتے اور زمین کے باشندے اور پانیمیں مچھلیاں مغفرت کی کرتے ہیں۔ اور عالم کی بزرگی عابد پر بالکل ویسی ہی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی بزرگی باقی تمام ستاروں پر اور علما انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء نے دینار اور درم کا تو کسی کو وارث نہیں ٹھیرایا۔ بلکہ علم کا وارث ٹھیرایا ہے۔ پس جس نے علم دین کو حاصل کیا اس نے میراث انبیا (یعنی علم کے بڑے حصے کو حاصل کیا۔ اس مطلب کو شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے اپنے ان اشعار میں کیا اچھا ادا کیا ہے ؎

صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ	بشکست عہد صحبت اہل طریق را
گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود	تا اختیار کردی ازاں ایں فریق را
گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج	ویں جہد میکند کہ بگیرد غریق را

(۴) عن الحسن قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام بینہ وبین النبیین درجۃ واحدۃ فی الجنۃ۔

حسن کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ اسلام کو زندہ کرنے کے لئے علم طلب کر رہا ہو۔ تو اسکے اور انبیاء کے درمیان جنت میں صرف ایک درجے کا فرق ہے۔ ان حدیثوں اور بہت سی دوسری حدیثوں سے علمائے دین کی فضیلت اور بزرگی اعلیٰ طور پر ثابت ہوتی ہے۔ اور اسمیں شک نہیں۔ کہ علمائے دین کی برتری مستلزم ہے علم دین کی بزرگی اور برتری کو اور اس بات کو بھی مستلزم ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ علم دین و علمائے دین کی تعظیم صدق دل سے بجا لاویں۔ کیونکہ یہ امر ہمارے لئے شرعاً ضروری ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا احادیث نبوی کے

علاوہ بعض دیگر بزرگان دین بھی ہمارے بیان کی تائید کرتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ عالموں کی سیاہی اور شہیدوں کا خون تولا جائیگا تو سیاہی وزنی ٹھیریگی۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگو علم سیکھو پیشتر اسکی کہ علم اُٹھا لیا جائیگا۔ اور اسکا اُٹھانا یہ ہے کہ اسکی روایت کرنے والے مرجاویں۔ پس قسم ہے مجھکو اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے کہ جو لوگ راہِ خدا میں مارے گئے ہیں۔ اور شہید ہوئے ہیں وہ علماء کی بزرگیاں دیکھ کر چاہیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ اونکو عالم اُٹھاتا۔ مگر عالم ماں کے پیٹ سے تو پیدا ہوتے ہی نہیں۔ پس جب تک کوشش نہ کی جائیگی ہم تحصیل علم دین کے مقصد میں کسطرح کامیاب ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ نعمت ہے کہ بلا کسب واکتساب اسکا حاصل ہونا محال ہے۔ الا ماشاء اللہ اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ الخ کلام ناو عاطہ امنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مضمون مرسلہ منشی محبوب الرحمن خانصاحب سہارنپوری ثم امرتسری

"اسلام مقدس اور اسکی خدمت"

دین اسلام مقدس اور برگزیدہ اور مقبولِ بارگاہِ خداوندی ہے۔ جو ظاہری و باطنی اور دنیاوی واخروی تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ اسکے اصول ہی اس اعلیٰ درجہ کی حکمت اور خوبی پر مبنی ہیں کہ جسکی وجہ سے اقوام عالم۔ اور غیر قوموں کے فاضل مخالفین اسلام بھی اور تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ کہ کل دنیا میں صرف ایک اسلام ہی ایسا مذہب ہے کہ جس نے بت پرستی اور سست اعتقادی۔ وحشیانہ عادات۔ پراگندہ خیالات باطل توہمات کے طوفان بے تمیزی کو صفحہ عالم سے حرف غلط کی طرح مٹا کر نابود کر ڈالا۔ اور اصل اصول توحید کو تمام جہان میں پھیلا کر خدائے وحدہٗ لاشریک کی وحدانیت کا ڈنکہ اس زور سے بجایا کہ ساری عالم میں

دہوم مچگئی۔ اسلام مقدس نے دنیا کی بہکی ہوئی گمراہ قوموں کو ٹیڑھے اور پیچدار دشوار گذار راستوں سے ہٹاکر سہل ترین وسیدھے راہِ مستقیم پر چلنے اور نجات ابدی و بہبودی اخروی حاصل کرنیکا بہت عمدہ سبق دیا۔ اور آسان ترین طریق بتایا۔

یہ برحق و برگزیدہ اسلام مقدس کے مقبول بارگاہ خداوندی ہونے کی بیّن دلیل اور زبردست ثبوت نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ باوجودیکہ اہل اسلام سے دولت وحشمت اور عروج واقبال عرصۂ دراز سے منحرف ہوکر روپوش ہوچکے اور بجائے اونکے نحوست وادبار اور افلاس وخستہ حالی نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے آگھیرا۔ اور ناداری اور تہیدستی نے اسدرجہ ستار کھاہے کہ بنا بخدا کچھ حد ہی نہیں۔ مختصراً یہ کہ اکثر فاقہ مست اور نان شبینہ تک سے محتاج ہیں۔ لیکن بایں ہمہ جسوقت کوئی خوش قسمت اسلام مقدس کے اصول بے تعصبانہ و منصفانہ طور پر جانچتا ہے توخلعتاً اسلام سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ جیساکہ دنیا میں مختلف مقامات پر مختلف اقوام و مذاہب کے معزز و مقتدر اشخاص وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔ جنکا ذکر اخباری دنیا میں عموماً مشتہر ہوتا رہتا ہے اسکے تصدیق کے لئے بفضلہ تعالیٰ مجسم نمونے اور کثیر نمونے گران قدر نمونے موجود ہیں۔ اگر مخالفین اسلام تعصب و ہٹ دھرمی عینک آنکھوں سے اوتار کر چشم حق بیں سے دیکھیں تو بہر بتیرے غیر مذاہب واقوام کے معزز وممتاز اصحاب فرمانبردار اسلام ایسے نظر آئیں جن کا وجود اس تحریر کا زبردست ومجسم ثبوت ہاہے۔

درآں حالیکہ مسلمان اشاعت اسلام سے غافل اور ایسے غافل ہیں کہ کبھی بھول کر بھی اسطرف متوجہ نہیں ہوتے۔ حتیٰ کہ اگر کبھی کسی خادم اسلام کو اس مبارک خدمت اسلامی کی انجام دہی کا خیال آبھی جاتا ہے اور وہ اسکے متعلق عملی کارروائی کرنا چاہتا ہے تو وہ اسکے انجام دہی کے لئے ضروری وسائل نہیں پاتا۔ علاوہ بریں طرح طرح کی رکاوٹیں اور مزاحمتیں اوسکے راستہ میں ایسی حائل ہوجاتی ہیں جن سے وہ مایوس ہوجاتا ہے۔ اور اسکا حوصلہ پست اور ہمت شکست ہوجاتی ہے۔

بخلاف اسکے غیر اقوام کو ہر طرح کی حشمت و ثروت اور عظمت حاصل ہے اور ضرورت بلکہ

بلکہ انتہا سے زیادہ حاصل ہے اور وہ اپنی یاوری قسمت و اقبال مندی اور خاص کر توجہ دلی کے باعث اپنے مذہب کی اشاعت اور ترقی کی حد سے زیادہ سرگرمانہ مستعدی کے ساتھ لگاتار سعی کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ایسی کوشش میں ہر وقت معروف رہتے ہیں۔ اور در اصل اون کی یہ کوشش ہی ہر قسم کی ترقی و کامیابی کا ذریعہ ہے۔

مسلمانو ذرا غور تو کرو۔ کہ وہ کونسا ایسا شہر ہے جسمیں غیر اقوام و مذاہب کی مذہبی کارکن جماعتیں (یعنی سوسائٹیاں) نہیں ہیں۔ وہ کونسا ملک ہے۔ جسمیں غیر مذاہب والے اپنے مذہب کی ترقی اشاعت میں سرگرمی و مستعدی کے ساتھ سعی بلیغ نہیں کرتے۔ اور سینکڑوں ہزاروں سے گذر کر لاکھوں اور کروڑوں روپیہ اشاعت و ترویج مذہب پر خرچ نہیں کرتے۔ جن مذاہب کو اسوقت دنیا میں سب سے زیادہ دنیاوی وجاہت۔ شہرت۔ حکومت۔ دولت۔ ثروت۔ قوت۔ عظمت اور اقتدار حاصل ہے وہی ترقی مذہب میں اوروں سے زیادہ ساعی و معروف ہیں۔ انکی دنیائے معلوم کے ہر حصہ کے ہر برِّ اعظم۔ ہر برِّ اعظم کے ہر ملک۔ ہر ملک کے ہر علاقہ۔ ہر علاقہ کے ہر گوشہ میں اشاعت و ترویج اور ترقی مذہب کی بڑے وسیع پیمانہ پر سرگرمانہ سعی جاری ہے اور اس سعی میں کروڑوں پونڈ سالانہ دائمی بالاستقلال خرچ کیا جاتا ہے۔ اور اسی سعی میں بعض اوقات بعض مقامات پر قربانی اور انسانی قربانی تک بھی چڑھادی جاتی ہے اور کسی طرح سے دریغ نہیں کیا جاتا۔

دنیا میں اسوقت مذہب تو بہتیرے مروج ہیں۔ لیکن وہ باعظمت اور صاحب اقتدار مذاہب جنکے معتقد دبیرڈوں کے سر پر تاج شہنشاہی رکھا ہوا ہے۔ بدھ۔ عیسائی اسلام تین ہیں۔ ان میں سے بدھ مذہب بہت پرانا اوسکے بعد عیسائی ان دونو کے بعد اسلام ہے۔ جو مذہب عیسائی سے بھی سن میں چھ سو سال چھوٹا ہے ان تینوں حکمران مذہبوں میں سے بدھ مذہب اپنے حال پر قائم ہے۔ اور مسیحیت کی اوسکے معتقدین بڑی سرگرمی و نہایت مستعدی اور انتہائی کوشش سے ترقی اشاعت کر رہے ہیں۔ اسلام کی ترقی اشاعت سے اگرچہ مسلمان بالکل غافل ہیں۔

لیکن اسلام از خود پرانی و نئی کل دنیا ئے معلوم میں غیر معمولی ترقی کر رہا ہے۔ دین اسلام
کی اشاعت نہایت حیرت انگیز ہے اور اس سے زیادہ اوسکی اخلاقی فتوحات تعجب خیز ہیں۔ اسلام
کا ہمیشہ ہر زمانے میں دنیا کے بڑے بڑے زبردست و طاقتور مذاہب سے مقابلہ ہوتا رہا۔ اور
ہو رہا ہے۔ بفضل ایزدی پہلے بھی اسلام کی فتح ہوتی رہی۔ اور اب بھی بفضلہ تعالیٰ اسلام
مقدس کی فتح ہی فتح ہے۔ دیگر مذاہب میں نئے داخل ہونیوالوں کی بڑی خاطرداری اور
اسدرجہ کی مدارات ہوتے ہیں۔ جسکا کچھ حد و حساب نہیں اس خاطر و مدار کے علاوہ انکی
رفع ضروریات اور دائمی آرام و آسائش کے وسائل بڑی دریادلی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ
غیر معمولی طور اور اعلیٰ پیمانہ پر قائم کئے گئے ہیں۔ جنکی بدولت غیر مذاہب میں داخل ہونیوالوں
کی کافی بلکہ ضرورت سے زیادہ امداد کیجاتی ہے حتیٰ کہ اونکو آسودہ حال اور فارغ البال کر دیا
جاتا ہے۔ جس سے اونکی ایسے کایا پلٹ ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی پہلی حالت کو بالکل بھول
جاتے اور اس نئی حالت یعنی حصول دنیاوی وجاہت و ثروت اور آسائش کو اپنے قابل
فخر سمجھتے ہیں۔ لہذا کہا جا سکتا ہے جو واقعی بات ہے کہ فی الحال جسقدر غیر مذاہب کی اشاعت
ہوتی ہے۔ ظاہراً اسی وجہ سے ہوتی ہے اور دراصل ترقی مذاہب غیر کا بہت بڑا ذریعہ اونکی
غیر معمولی امداد اور رفع ضرورت وحصول آسائش کا باقاعدہ انتظام اور کافی سامان ہے۔
اور اسکا سبب یہی ہے کہ مذہبی خدمت ہر درجہ و طبقہ کے لوگ اپنی قدر و حیثیت کے مطابق سب
کرتے ہیں اور اسمیں دلی توجہ کے باعث ہر ایک ساعی رہتا ہے اور ہر فرد قوم اپنی جگہہ قلم۔
قدم۔ درم۔ غرض ہر ذریعہ سے اپنی امکان بھر کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور ان گھر بیٹھے مذہبی سرگرم معاونوں
نے بے شک اپنے مذاہب کی بہت بڑی اور اعلیٰ درجہ کی قابل داد خدمت کی اور کر رہے ہیں۔
اور در حقیقت یہی خدمت اونکی مذہبی خادموں کی سرگرمانہ کوشش یہ متحدانہ استقلال۔
مردانہ ہمت اور کامیابی کا اصلی راز ہے۔

اسمیں کچھ شک نہیں کہ مسلمان اپنی موجودہ مجموعی حالت کے لحاظ سے دیگر اقوام کیطرح نہ اسقدر
وسیع پیمانہ پر اپنی برحق دین اسلام کی خدمت متعلق ترقی اشاعت کر سکتے ہیں۔ اور نہ دیگر
اقوام کا اسباب میں پورا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان دیگر اقوام سے دولت۔ وجاہت

صنعت - تجارت - علوم - فنون اور ہر صفت میں کم اور نسبتاً بہت کم ہیں - لہذا بظاہر اسباب دنیاوی خیال - انسانی عقل وقیاس کی رو سے اسلام دیگر مذاہب کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ نہیں کرسکتا اور ہرگز نہیں کرسکتا - مزید براں یہ کہ مسلمان اپنی موجودہ حال وسعت وطاقت کی حیثیت سے جسقدر اشاعت اسلام ترقی اسلام خدمت اسلام میں سعی کرسکتے ہیں - اسقدر بھی نہیں کرتے - اور بالکل نہیں کرتے - سعی کرنا درکنار وہ اسطرف خیال تک نہیں کرتے - اور کیوں کریں - انکو ادہر مطلق توجہ ہی نہیں - ع - ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا!!

(بخوف طوالت اور بخیال بدمزگی اقوام غیر مذاہب اسجگہ صرف دین اسلام کے متعلق مختصر بحث کیجاتی ہے)

مسٹر جیمس کاہول نے اپنے جغرافیہ میں دنیائے معلوم کا کل رقبہ ۴ کروڑ ۹۵ لاکھ ۸ ہزار میل مربع لکھا ہے - جسمیں سے ایک کروڑ ۵۳ لاکھ ۶۰ ہزار میل مربع پر (ایشیا ۴۵ لاکھ افریقہ ایک کروڑ ۱۰ لاکھ اوشینیا ۱۸ لاکھ - یورپ ۶۰ ہزار) اسلام مقدس کے فرمانبردار فرمانروا ہیں - جو کل دنیا کے ثلث کے قریب ہے - زمانہ موجودہ میں دنیا کی تقسیم - ایشیا یورپ - افریقہ - اوشینیا - اور امریکہ پانچ براعظموں اور پرانی دنیا - دوحصوں میں کیگئی ہے - ان میں سے ایشیا - اسلام کا ولادت گاہ اور اصلی وطن ہے جہانپر اوسکا بہت بڑا اثر اور سب سے زیادہ اسلام کا ہی اثر ہے - اور یورپ - افریقہ - اوشینیا - پرانی دنیا چاروں نامور براعظموں میں اوسکی محکوموں کی حکومت ہے - اور نئی دنیا یعنی امریکہ میں ابھی حال میں اسلام کی تخم ریزی شروع ہوئی ہے -

دنیا کی مجموعی آبادی کا جب پہلی مرتبہ ایک ارب بیس کروڑ اندازہ ہوا - تو مسلمانوں کی تعداد ۱۸ کروڑ بیان کیگئی پہر جب دوسری مرتبہ دنیا کی مردم شماری کا تخمینہ ایک ارب پچاس کروڑ ہوا تب بھی مسلمانوں کی تعداد ۱۸ کروڑ بیان کیگئی - پہر جب تیسری دفعہ دنیا کی آبادی ایک ارب اسی کروڑ قرار دی گئی تو بہی مسلمانوں کی تعداد ۱۸ کروڑ ہی بیان کیگئی - مگر ایک منصف مزاج نامور فرانسیسی فاضل و مورخ اور سیاح اسلامی دنیا مسٹر ام برن صاحب نے اپنی مصنفہ کتاب سیر اسلام میں ۲۰ کروڑ ۴ لاکھ ۷ ہزار ۵ سو ۷ لکھی ہے - جسکی تفصیل میں بعض ممالک کے

سلمانوں کی تعداد اسقدر کم لکھی ہے - جو ۱۸ کروڑ کی تفصیل کی تعداد سے بھی کم اور بہت کم ہے
مختلف تفصیلوں کے اعداد کے فرق کو مناسب طور پر بڑھا کر ۶۳ کروڑ سے زیادہ ہوتی ہے
جو کل آبادی دنیاء کا ایک ثلث سے زیادہ ہے

دنیا میں حکومت و تعداد شمار کے لحاظ سے مسلمان اب بھی ایک حد تک کافی و معقول حیثیت
و وجاہت دنیا میں رکھتے ہیں اور اسی نسبت سے وہ دینی خدمت اور اشاعت میں سعی کر سکتے
ہیں۔ مگر چونکہ موجود مسلمان عموماً دین سے بے خبر و لاپرواہ ہیں لہذا اسطرف توجہ نہیں کرتے
جو بڑی قابل افسوس بات ہے -

بڑے افسوس اور نہایت تعجب کا مقام ہے کہ اسوقت تک مسلمانوں میں اشاعت اسلام
اور نومسلموں کی امداد و خبر گیری کے متعلق کہیں کوئی باقاعدہ کافی انتظام نہیں لہذا
جو طالبان حق از خود برضا و رغبت مسلمان ہوتے ہیں اونکو بسا اوقات غیر معمولی تکالیف
و مشکلات کا سامنا ہوتا ہے - حتیٰ کہ بعض بلکہ اکثر اوقات نو مسلموں کی حالت زار ناگفتنی
ہو جاتی ہے اور یہ بجائے خود ایک بہت بڑی رکاوٹ اشاعت اسلام کی ہے -

مذکورہ بالا صورت میں غیر مذاہب کی ترقی کے ساتھ ہی اسلام کا دائرہ محدود ہو کر روبہ تنزل
ہونا چاہیئے تھا جس سے بظاہر اسباب و قاعدہ معینہ مروجہ دنیا اور نیچرل قاعدے کے مطابق
اسلام کے پیرؤں کی تعداد کا شمار گھٹنا اور پھر گھٹتے گھٹتے قریب معدوم بلکہ معدوم ہونا لازمی
تھا ...... لیکن بخلاف اسکے خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور قدرت کاملہ حکمت
بالغہ سے اپنے مقبول دین اسلام کو معدومی اور تنزل سے بچایا۔ نہ صرف بچایا بلکہ خلاف
امید خلاف قیاس خلاف قاعدہ مروجہ خلاف نیچر اور خصوصاً مخالفین اسلام کی خواہش
و کوشش کے عین بر عکس اسلام مقدس کو تنزلی و معدومی سے محفوظ رکھکر ترقی
پذیر رکھا۔ چنانچہ مسلمانوں کے اس گئے گذرے ہوئے زمانے اور مسلمانوں کے
مذہب سے لاپرواہی و عدم توجہی اور خاصکر مسلمانوں کے مسلمہ افلاس و ادبار کے زمانے
میں بھی مسلمانوں کی تعداد اون کی ترقی و اقبال مندی کے زمانے اور انتہائے عروج
کے وقت سے زیادہ اور بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ مسلمانوں کی قوت و عظمت

اور عروج کے وقت مسلمانان عالم کی تعداد کبھی ۲ کروڑ بھی بیان نہیں کیگئی اور اب اس تنزل وادبار اور انتہائے ضعف کے وقت میں ۴۰ کروڑ سے زیادہ مخالفین اسلام نے لکھی اور ۶۳ کروڑ ثابت کی گئی ہے۔ دیکھو اخبار اہل فقہ امرتسر

مزید لطف یہ کہ اسلام میں داخل ہونیوالوں کی تعداد دوسرے مذہب میں داخل ہونیوالوں سے شمار میں زیادہ ہے اور یہ زیادتی ترقی پر ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

اس زمانے اور بالخصوص ایسی حالت میں غیر مذہب والوں کے بلاتحریک وکوشش کے ازخود اپنی خوشی ورغبت اور خواہش سے مشرف باسلام ہونا درحقیقت دینِ اسلام کے برحق وبرگزیدہ اور مقبول بارگاہِ خداوندی ہونیکا بڑا زبردست ثبوت ہے۔

اسلام کے اصول اور اہم ترین مسائل اس خوبی اور حسن اسلوبی نیز عقلی وروحانی شائستگی پر قائم ہیں جنکے باعث مسلمانوں کا شمار بڑھانیوالے خوش نصیب۔ دوسرے متمول ومقتدر مذاہب والوں کی دنیاوی آسائشوں کو ہیچ اور بالکل ہیچ سمجھتے ہیں۔ یہانتک کہ اونکی دنیاوی لذتوں اور جاہ وحشم کو نظر اوٹھاکر نہیں دیکھتے وہ اسلام میں آنیوالے نیک نہاد مخلص طالبان حق غریب مسلمانوں کے بے حیثیت مٹی کے پیالوں کو دوسروں کے چاندی سونے کے خوبصورت منقش برتنوں پر ترجیح دیتے ہیں اور مسلمانوں کے ٹوٹے پھوٹے بوریوں کو اور پھٹے پرانے گدڑیوں کو دوسروں کے عمدہ مخملی فرش ریشمی قالینوں اور قیمتی آرائشی سامانوں اور دیبا وحریر کے زریں ملبوسات سے بہتر اور بدرجہا افضل جانتے ہیں۔ مسلمانوں کی روکھی سوکھی بے نمک خشک نان جویں کو دوسروں کے مرغن ولذیذ نان وکباب اور نفیس غذاؤں سے بہتر خیال کرتے ہیں ؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ خداوند تعالیٰ کے تجویزہ اصول وپاک احکام کا اور سکے فرمانبردار نیک ومخلص بندوں پر ایسا ہی اثر ہوا کرتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بفضلہ تعالیٰ ہر مذہب وملت کے اشخاص بکثرت اور ازخود برضا ورغبت اور خوشی سے ازخود داخل اسلام ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر لطف یہ کہ معمولی اشخاص نہیں۔ بلکہ ہر درجہ وطبقہ کے اور بڑے بڑے مشہور آفاق باعظمت

وصاحب اقبال اور طاقتور مذاہب کے معزز و ممتاز ترین اصحاب اسلام مقدس کی خوبی و صداقت اور حقانیت و نجات ابدی کے شیدا ہو کر مشرف با اسلام ہوتے رہتے ہیں اور مسلمان ہونے پر اپنی سابقہ دنیاوی وجاہت و عزت اور ثروت وغیرہ کے قبولیت اسلام کی وجہ سے زائل ہو جانے کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ وہ دولت ایمان حاصل ہو جانے پر اپنے کو بہت بڑا خوش قسمت سمجھتے ہیں اور دولت ایمانی کے حصول پر ناز کیا کرتے ہیں۔ ان خوش نصیب نومسلموں کی فہرست اس تحریر میں تو کیا کسی ضخیم کتاب میں بھی نہیں آسکتے لہذا اسجگہ بعض معزز اصحاب کے نام موقعہ کے لحاظ سے بیان کر دئے جانے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

جناب سردار عبد الرحمٰن صاحب ڈپٹی کلکٹر نہر باری دوآب امرتسر۔ پنجاب یہ پیشتر ازیں ایک معزز سکھ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور صاحب عزت و آسودہ حال اور فہمیدہ شخص ہیں

لدھیانہ کے بیرسٹر ایٹ لا صاحب بہادر یہ بھی ایک معزز و متمول گھرانے کے لائق ممبر ہیں۔ انکا ایک سکھ خاندان سے تعلق تھا اور بڑے مدبر و قابل شخص ہیں۔

دہلی کے پنڈت صاحب جو ایک معزز برہمن خاندان سے تعلق رکھتے اور مذہب ہنود کے عالم بڑے لائق و سنجیدہ و فہمیدہ شخص ہیں۔

کچھ دن ہوئے دہلی میں ایک بہت بڑے ممتاز و دولتمند ہندو صاحب بخوشی مشرف باسلام ہوئے یہ بڑے نامور شخص ہیں۔ ان سب کا ذکر اردو اخبارات میں دفعتاً فوقتاً ہوتا رہا۔

لاڑکانہ علاقہ سندھ میں پچھلے دنوں کثیر التعداد ہندو ایکدم مسلمان ہوئے اور اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ جنکا ذکر اخباری دنیا میں عموماً ہوتا رہتا ہے۔

اہل ہند کو رہنے دو جن سے عموماً سب واقف ہیں۔ باہر والوں کا حال سُن لیجئے۔

چند سال ہوئے۔ ایک جرمن یورپین مسیحی انجنیئر جو سرکار انگلشیہ کے الماکے روپیہ ماہوار پر ملازم تھے۔ نور ایمان دلمیں جلوہ گر ہونے پر دفعتاً از خود مشرف باسلام ہوئے۔ اور قبولیت اسلام کے بعد ملازمت سرکاری سے علیحدہ ہو کر عرصہ تک جابجا بحالت تباہ پریشان پھرتے رہے انکا امرتسر میں انگریزی زبان میں بابو کنہیا لعل صاحب وکیل کے منڈوے میں ایک پُرزور لکچر بھی اسلام پر ہوا تھا۔ اسنے کچھ دنوں پیشتر ایک انگریز ڈپٹی کمشنر سراندیپ میں مشرف باسلام ہوئے

یہ بھی بعد از قبولیتِ اسلام ملازمت سے موقوف ہو کر مقدمات اور دیگر مختلف طور پر مدت تک ستائے جاتے رہے ہے۔ مگر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ انکا عرصہ تک اخبارات میں ذکر ہوتا رہا۔
سنہ ۱۹۰۶ء میں جزائر سپیلز کے متصلہ جزیرہ والوراگ کے راجہ نے معہ اپنے خاندان اور بارہ سو ملازموں کے برضا و رغبت خود اسلام مقدس کی خوبیوں پر شیدا ہو کر اسلام قبول کیا۔ اس کا اسلامی نام عبد الحکیم رکھا گیا۔ اس نے اپنی دار الحکومت والوراگ میں ایک عالیشان جامع مسجد اور شہر ہیموہ میں ایک وسیع مسجد تیار کرائی۔ جسکا ذکر ان دنوں اخبارات میں ہوتا رہا۔
اسے کچھ دنوں پیشتر افریقہ میں ایک خود مختار بادشاہ معہ اپنے خاندان و ملازمین اور کثیر التعداد رعایا کے بخوشی تمام دلی رغبت سے مسلمان ہوا۔ جس سے برافروختہ ہو کر فرانس نے اوسپر فوج کشی کر کے اوسکو معہ اوسکے خاندان و رعایا کے تباہ و برباد کر ڈالا۔ اور ملک پر خود قبضہ کر لیا۔ لیکن اس مخلص نیک نہاد نے اسلام سے انحراف نکیا۔ اور آخر دم تک ثابت قدم رہا۔ اسکا ذکر بھی سنہ ۱۹۰۹ء میں ہوتا رہا۔
۱۰ فروری سنہ ۱۹۱۰ء کو جناب محمد عبد اللہ کوئلم کے وعظ متعلق اصول دین سے مؤثر ہو کر دو معزز عہدہ دار انگریز شہر لیورپول میں جو وہیں پر بڑے بڑے عہدوں پر مامور تھے۔ حاضرین جلسہ کے روبرو مشرف باسلام ہوئے۔
تھوڑے دن ہوئے کہ افریقہ میں ایک بہت بڑا عالم انگریز مشرف باسلام ہوا۔
ایک فاضل انگریز یورپ میں مسلمان ہوئے۔ جنکا اسلامی نام عبد الرحمان ہے۔ جو اشاعت اسلام میں معروف ہیں۔ اور عموماً اسلام مقدس کی خوبیوں اور حقانیت اور فضائل پر لکچر دیتے رہتے ہیں اور آجکل جاپان میں ہیں۔ جاپان کی دعوت اسلام پر تشریف لیگئے اور ہنوز وہیں مقیم ہیں۔
جولائی سنہ ۱۹۱۰ء میں انگلستان کے مشہور تجارتی شہر برمنگھم کے ایک نامی دولتمند سوداگر جان بکر نے بذریعہ تار محمد عبد اللہ کوئلم صاحب شیخ الاسلام انگلستان کو اطلاع دی کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ انکا نام جان بکر ہے۔ ان لوگوں کی اسلام قبول کرنیکی کیفیت بوجہ طوالت نظر انداز کر کے اسجگہ لیڈی الزبنہ گٹیھس یعنی نومسلمہ فاطمہ صاحبہ مرحومہ کی اسلام قبول کرنیکا مختصراً بیان کر دیا جاتا ہے۔ بمصداق مشتے نمونہ از خروارے اسی سے باقی دیگر اصحاب کی حالت کا اندازہ کر لینا چاہئے۔

ستان کے شہر لیورپول کی نومسلم جماعت میں جنابہ مرحومہ کا نمبر بہ حیثیت تعداد نمبر اور بہ
جنسی پہلا تہا - مرحومہ نے اپنی زندگی میں خود اپنے اسلام قبول کرنیکا حال اخبارات میں شائع
یا - جنابہ مغفورہ کی ایک چٹھی اسپارہ میں ۱۸۹۱ء میں اخبار الہ آباد ریویو میں شائع ہوئی تہی -
خلاصہ یہ ہے - کہ :-
راب و دیگر اشیاء منشی کے استعمال کے مخالف (ٹمپرنس) جلسوں میں شرکت کا شوق تہا - ایک
ی قسم کے جلسہ میں مسٹر کوئیلم (انگریز نومسلم حال محمد عبد اللہ کوئیلم شیخ الاسلام انگلستان) کا
ڈی پر لیکچر تہا جسمیں انہوں نے حضرت سرور کائنات فخر موجودات رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ
ابہ و ازواجہ وسلم کے سچے حالات بیان فرمائے - چونکہ پہلے کبھی اس قسم کے حالات نہیں سُنے تہے
ڑی حیرت ہوئی - کیونکہ مسیحی بکرار ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے اسم مبارک
ساحر - تشنہ خون انسانی - ظالم - جابر وغیرہ نازیبا الفاظ بیان کیا کرتے ہیں اور یہ بہی بالاتفاق
کیا جاتا ہے کہ لوگوں کو دہمکا اور ڈرا کر مجبور کر کے مسلمان بنایا گیا ہے - اسدفعہ پہلی مرتبہ صحیح
سُننے کا اتفاق ہُوا - جنکا دل پر بڑا اثر ہُوا - اسلئے بغرض تحقیق حال مرحومہ نے دوسری وقت
مد عبد اللہ کوئیلم صاحب سے اس اختلاف بیان کی وجہ دریافت کی جسپر انہوں نے بڑا معقول اور قطعی
دیا - کہ لیڈی صاحبہ آپ میری اور کسیکے کہنے پر کچھ خیال نہ فرمائے - یہ لیجئے قرآن شریف
یزی ترجمہ) اسکو فرصت میں توجہ اور غور سے پڑھا کیجئے - آپ پر اصلی حقیقت از خود ظاہر ہو جائیگی
ے سے دریافت کرنے کی بھی آپکو ضرورت باقی نہ رہیگی - مرحومہ کا بیان ہے کہ قرآن شریف
نے گھر چلی آئی - اور پڑھنا شروع کیا - خوش قسمتی اتفاق وقت میری والدہ سخت متعصب
جابر اور حد سے زیادہ مخالف اسلام تھی - وہ مجھکو قرآن شریف پڑھتے دیکھکر بہت ناراض
ہایت برافروختہ اور بڑی مشتعل ہوئیں - اور مجھ سے قرآن شریف چھین کر آگ میں جلانا چاہا -
ں بڑا اصرار اور سعی کی جسکو میں نے بہ کوشش اور بدشواری تمام بچایا - اور مشکل محفوظ رکھا - مجھکو
شریف کے پڑھنے مسلمانوں سے ملنے اور ان کے جلسوں میں جانے کی سخت ممانعت کی اور
سے روکنے کی بڑی سعی کیگئی - اور سختی کے ساتھ میری نگرانی ہونے لگی - حتی کہ مجھکو میرے ہی
میں بند کر دیا گیا - ادہر یہ ہو رہا تھا - اور ادہر اسکے خلاف میرا دلی شوق مجھکو بیقرار کر رہا تھا -

کہ جسطرح ہوسکے جلد مسلمانوں میں پہنچکر مسلمان ہوجاؤں۔ اور جلد اس حالت سے نجات حاصل کروں۔ بعد سخت تکالیف کے بدشواری تمام مجھکو مسلمان ہونیکا موقعہ ملا۔ اسکے ساتھ ہی ایک اور دوسری آفت نازل ہوئی۔ وہ یہ کہ میرا خاوند جس سے میری نسبت ہوئی تھی وہ میری والدہ سے بھی زیادہ سخت متعصب اسلام اور مسلمانوں دونوں کا مخالف اور حد درجہ کا دشمن تھا۔ اس نے میری مسلمان ہونے میں بہت بڑی مخالفانہ مزاحمت کی۔ مگر دونوں۔ یعنی والدہ۔ وخاوند بعد از تحقیق برحق دین اسلام کو قبول کر کے مسلمان ہوئے۔ اور تین سال بعد میری شادی میرے پہلے خاوند سے اسلامی طریق پر ہوئی۔

میری چھوٹی بہن میرے پاس آگرہی جو میری ہمراہ اسلامی جلسوں میں جاکر وعظ سنتی رہی۔ ایک روز محمد عبد اللہ کوئیلم صاحب کا وعظ حقیقت اسلام کی متعلق سنکر از خود کہنے لگی۔ کہ کیا ہی عمدہ بیان ہے۔ ہر ایک بات اعلے درجہ کی معقول اور انتہا درجہ آسان ہے۔ پہلی مرتبہ سننے پر سب باتیں بخوبی سمجھ میں آگئیں۔ ہم عمر بھر مسیحی لکچر سنتے رہے۔ مگر کبھی یہ کیفیت حاصل نہیں ہوئی۔ نہ اونمیں یہ معقولیت پائی گئی۔ میری آرزو ہے کہ مجھکو بھی مسلمان کرلو۔ اسی طرح تمام مخالفت کرنیوالے خداوند تعالے کے فضل وکرم سے آہستہ آہستہ تحقیق کر کے خود مسلمان ہو گئے۔

مقام کفر الشہدا ملک مصر میں جون ۱۹۰۵ء میں ایک بڑی مالدار و مقتدر تعلیم یافتہ قابل عورت مسلمان ہونے لگی تو ملکی قانون اور مروجہ وقت قاعدہ کے مطابق اوسنے گورنر علاقہ کو اپنے ارادہ کی اطلاع دی۔ وہاں سے مسیحی پادریوں کو لکھا گیا۔ پادریوں نے اگرچہ بہت بڑی کوشش کی۔ کہ یہ مسلمان نہو مگر بیفائدہ۔ عیسائی پادریوں نے اس نازک بدن ونازک مزاج کمزور دل عورت کو دیر تک دہوپ میں کھڑا کئے رکھا۔ مگر اوس مردانہ ہمت قوی دل عورت نے سب کچھ برداشت کیا۔ اور نہایت معقولیت کے ساتھ کل اعتراضوں کی اچھی طرح تردید کی۔ جسپر پادری چلدیے اور یہ عورت اسلام مقدس کی حقانیت ثابت کر کے اپنی رضا و رغبت سے بخوشی مسلمان ہوگئی۔ اسکا اسلامی نام فاطمہ رکھا گیا۔

مقام الجیزہ واقعہ ملک مصر کا ایک قبطی عیسائی جسکا نام حنا تھا۔ جو آسودہ حال و مالدار ہونیکے علاوہ

کل قبطیوں میں بڑا معزز اور بڑا با اثر یہی تہا - اپریل سنہ ۱۹۰۹ء میں مسلمان ہونے لگا - حسب قاعدہ پادریوں نے اگر چہ بڑی کوشش کی اور بہت زور لگایا - کہ یہ مسلمان نہو - مگر کچھ پیش نگئی - اور وہ مسلمان ہوا - جسکا نام محمد سعید رکھا گیا -

روس جہاںپر تبدیل مذہب خصوصاً عیسائی مذہب بدلنا بہت ہی دشوار کام ہے - اوسکے خاص دار السلطنت شہر سینٹ پیٹرز برگ کے ایک اسکول کی معلمہ صاحبہ جو مذہباً عیسائی تہی - اور قوماً فرانسیسی ہیں - از خود بخوشی مشرف باسلام ہوئیں اونکا اسلامی نام سلمہ رکھا گیا - پادری عیز و مف صاحب جو روس میں اعلے درجہ کی پادری اور بڑے فاضل ہیں اونہوں نے اسی سال سنہ ۱۹۰۹ء میں اپنی گورنمنٹ روسیہ کو عرضی دیکر تبدیل مذہب اور قبولیت اسلام کی اجازت ملنی کی درخواست کی جن کو فوراً سکر لینسکی کے گرجے میں قید کر دیا گیا - اور گرجے کے تمام پادری و راہب وغیرہ پادری عیز و مف صاحب پر مسلط اور بلائے بے درمان کیطرح پیچہے پڑے ہوئے ہیں - جو اُن پر ہر طرح جبر و تعدی اور ظلم کر رہے ہیں - اور مختلف ذرائع سے اونکو قبولیت اسلام سے باز رکھنے کی کوشش کیجا رہی ہے - مگر سب فضول - محض بیفائدہ - پادری صاحب بدستور قبولیت اسلام کے اجازت کے خواہشمند اور اسپر ثابت قدم ہیں - روس کے صوبجات قازان - اوفا - سیمبر سک کے بت پرست باشندوں نے گورنمنٹ روسیہ کو عرضی دی ہے کہ ہمکو مسلمان ہونے کی اجازت بخشی جاوے - جسپر حکومت نے وزارت داخلیہ سے اونکی تعداد دریافت کی جو بعد تحقیق کے دس لاکھ بیان کی گئی -

روس وہ جابر و متعصب ملک ہے کہ جسکی نظیر تاریخ عالم اور صفحہ دنیا پر کہیں بہی نہیں ملتی - وہاںپر اشاعت اسلام قریباً ناممکن ہے وہاںپر مسلمان ہونا تو بجائے خود رہا خود مسلمانوں کے نام جبراً عیسائیوں کی فہرست میں درج کر کے اونکو عبادت و اسلامی مراسم کی ادائگی سے حکماً روکدیا گیا ہے اور زبردستی نہایت سختی کے ساتھ اونکو مسجدوں میں جانے اور گہر کے اندر بہی نماز پڑہنے سے بزور بند کر دیا - مسجدیں مسمار کر دیگئیں - اور غریب بے پناہ مسلمانوں کی فریاد مطلق نہیں سنی گئی - جسکا ذکر سالگذشتہ میں روس میں شورش ہونے پر مذہبی آزادی کا صرف زبانی وعدہ ہونے پر اخبارات میں بارہا ہوتا رہا - اور خود یورپین مسیحی خاصکر روسی اخبارات لکہتے رہے باوجود اس ناقابل برداشت ظلم و جبر اور تشدد کے سالگذشتہ یعنی سنہ ۱۹۰۶ء میں مقام آر کرچہ

واقعہ صوبہ اوفا کے ۲ لاکھ ۵ ہزار بت پرست جناب علامہ شاکر جان آفندی امام مسلمانان بلدہ تالقہ تار کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اس علاقہ کے آسودہ حال مسلمانوں نے ان نومسلم بھائیوں کی ہدایت اور اسلامی تعلیم و تربیت وغیرہ کے لئے حسب ضرورت علما مقرر کردئے اور مساجد کی تعمیر کا بھی انتظام کردیا۔ مساجد کے متعلق کل آہنی اسباب حسب ضرورت ایک نعمت جان آفندی مخیر بزرگوار نے دینے کا وعدہ فرمایا۔ خداوند تعالیٰ اونکو اسکی جزاء خیر عطا فرمائی۔ اونکی عمر و صحت اور دولت و عزت ہر چیز خصوصاً اولاد مال میں روز افزوں ترقی بخشے۔

یورپ کے مایہ ناز جرمن کے ایک عالم محقق متلاشی آثار قدیمہ حال میں مصر میں مشرف باسلام ہوئے۔ ایشیا کے مایہ ناز جاپان کے ایک نامور فاضل پروفیسر جاپانی حال میں بمبئی میں مشرف باسلام ہوئے۔ جاپان میں اور بھی دو عالم مسلمان ہوئے۔ جنمیں سے ایک کا اسلامی نام ابراہیم اور دوسرے کا اسماعیل رکھا گیا۔ ان کے علاوہ جاپان میں بارہ ہزار سے زیادہ مسلمان اسوقت تک ہوچکے ہیں۔

صدی گذشتہ کا سب سے زیادہ نامور مسلمہ صاحب اقبال اور حد سے زیادہ بارعب شہنشاہ نپولین بونا پارٹ جسنے فرانس کو انتہائے عروج اور عظمت بخشی۔ اور ترقی کے معراج الکمال پر پہونچایا اسلام کا شیدا تھا۔ بعض مواقع پر اُسنے خود اپنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا۔ اور اپنا نام علی تبایا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ نپولین بونا پارٹ کی پرائیویٹ زندگی بالکل مسلمان عربوں کا نمونہ تھی تاریخ پکار رہی ہے کہ بونا پارٹ مدینہ منورہ کی زیارت اور روضہ اطہر پر حاضری کے شرف حاصل کرنیکا بڑا ساعی اور مشتاق تھا۔ فرنچ کے سرکاری گزٹ میں جو قیام جمہوریت کے چھٹے سال سنہ [illegible] ہجری مقدسہ میں شائع ہوا مذکور ہے کہ نپولین بونا پارٹ نے مصر میں ہرم کبیر میں علمائے اسلام سے ملاقات کی۔ اور الشیخ سلیمان سے گفتگو کرتے کرتے ہوئے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر اپنے مسلمان ہونیکا خود اقرار کیا۔ اور مدینہ منورہ جاکر حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدس کی زیارت کرنیکا بہت بڑا اشتیاق ظاہر کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھی پوپ اعظم مقتدا و پیشوا مسیحیت (بمنزلہ خلیفہ اسلام) پر حملہ کرکے عیسائیوں کی قوت کمزور کرکے عیسائیوں کے تعدی سے مسلمانوں کی نجات دلانیکی خواہش ظاہر کی۔ یہ ہمیشہ مسیحی بادشاہوں سے لڑا اور انکو زیر و ضعیف

اور برباد کرتا رہا۔ روسیوں نے اس بیحد بہادر و فاتح نپولین بوناپارٹ کے خوف سے اپنے
قدیم و نامور اور پیارے دار السلطنت ماسکو کو خود اپنے ہاتھوں جلا کر خاک سیاہ کیا اور وہاں سے
بھاگ کے فراری اختیار کی تھی۔

اب اگر بقول بعض مسیحی مورخوں کے نپولین بوناپارٹ کا کلمہ طیبہ پڑھنا مسلمان ہونیکا اقرار کرنا۔
مسلمانوں کے ساتھ ملکر نماز پڑھنا پولیٹیکل چال سمجھا جائے۔ تو پھر اسی اصول کے مطابق مسلمان علی کا
(جو نہ مسلمان بادشاہوں سے لڑا نہ کسی اسلامی بادشاہی کو تباہ کیا۔) اسی قسم کی کسی خاص مصلحت
کے لحاظ سے علانیہ باقاعدہ اسلامی زندگی بسر کرنا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ جسکی تائید دیگر امور
بڑے زور سے کرتے ہیں۔

مثلاً نپولین بوناپارٹ ان تمام انگریز مصنفوں کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا اور انکی نسبت
علانیہ اظہار نفرت کرتا رہا۔ جو اسلام اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت نکتہ چینی کرتے تھے۔
وہ ان فرانسیسی فلاسفروں سے بھی سخت ناراض تھا۔ جو اسلام پر حملہ کیا کرتے تھے۔ اسنے
فرانس کے بہت بڑے اور نامور ترین فلاسفر والٹیئر کی نسبت بارہا اپنے درباری امرا سے
کہا کہ مجھکو اسکی ذکاوت پر نہایت افسوس ہے کہ اسنے ایسے مذہب کے خلاف اپنی ذکاوت
صرف کی ہے۔ جو بلحاظ اصول و شرع دنیا کے تمام مذاہب سے نہایت مضبوط اور اعلے ترین
مذہب ہے۔

اگرچہ نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس کی اس گفتگو سے جو مصر کے حرم کبیر میں مسلمان علمائے
کرام سے ہوئی جو فرانس کے سرکاری گزٹ میں درج ہے نپولین بوناپارٹ کے مسلمان ہونے میں
کسی منصف و فہمیدہ و سنجیدہ کو ذرہ بھر بھی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن مجھکو اس جگہ
اس سے بحث کرنی مقصود نہیں۔ لہذا یہاں پر صرف اسقدر ظاہر کرنا ہے کہ نپولین بوناپارٹ کو اسلام
سے خاص وابستگی تھی۔ اور وہ دین برحق اسلام مقدس کا سچا شیدا تھا اور بس۔

یورپ کے نامور اور طاقتور سلطنت روس کا طاقتور و صاحب اقبال و اقتدار شہنشاہ و لیڈر پیٹر جسنے
حکومت روسیہ کو مستحکم و وسیع کرکے بڑا فروغ دیا اور عروج پر پہونچایا۔ اسلام کا بہت بڑا دل
تھا۔ وہ بڑی سعی کرتا رہا۔ کہ کسی طرح مجھکو مسلمان کر لیا جاوے۔ مگر اوسکی یہ دلی تمنا اسلام کے حق

والے اعلیٰ درجہ کے متقی علمائے کرام کی احتیاط کیوجہ سے پوری نہو سکی - یہ بادشاہ شراب خانہ
خراب کا بڑا عادی تھا - یہ چاہتا تھا - کہ اسکی ممانعت نہ کیجائے - اور مسلمان کر لیا جائے - اور دیگر احکام
اسلامی کی تعمیل کا اقرار کرتا تھا - لیکن مسلمان علماء نے یہ شرط لگائی - کہ شراب سے قطعی پرہیز کرے اور
آئیندہ کے لیئے اوسکے استعمال سے توبہ کرلے تب مسلمان کیا جاسکتا ہے - شاہ ولیڈیمیر نے بہتیرا کہا -
منت کی کوشش کی اسبارہ میں اپنی معذوری ظاہر کرکے اس سے معافی چاہی - اور اس شرط کے
بغیر مسلمان ہونے کی التجا کی - مگر مسلمان علماء شرط مذکورہ پر مصر رہے جس سے شاہ ولیڈیمیر
مایوس ہوگیا - ادہر اتقاد پرہیزگاری کے دعویدار تقدس مآب مسیحیت کے پیشوا عیسائی پادریوں نے
جاہل وعیش پرست شاہ ولیڈیمیر کو شراب کے استعمال کی عام اجازت دیکر عیسائی بنالیا - اور اوسکے
ساتھ ہی بتدریج اوسکی قوم بھی عیسائی ہوگئی - مسلمانوں کی انکار پر عیسائیوں کو ایک طاقتور بادشاہ
کو معہ اوسکی کثیر التعداد رعایا کے عیسائی بنالینے کا موقعہ اتفاقیہ مل گیا - جس کو اونہوں نے غنیمت
اور لبا غنیمت سمجھا -

اگرچہ یہ امر ظاہر تہا کہ اگر شاہ ولیڈیمیر مسلمان بنالیا جاتا - تو ٹرکی - روسی جنگوں سے جسمیں کم وبیش
وقفہ سے عموماً ہمیشہ پہنسی رہتی ہے - اور سب سے زیادہ اسی سے لڑنے کا اتفاق ہوا یا نقصان
پہونچا - اس سے بچ جاتی - بخلاف اسکے یہ دونوں طاقتور وشجاع اور فاتح قومیں ہم مذہب و
متفق ہوکر اپنی متحدہ کوشش سے تمام یورپ کو نور اسلام سے منور کردیتیں اور کل دنیا پر اپنا
اثر واقتدار جمالیتی ہیں - مگر مسلمانوں نے اس کا کچھ خیال نکیا - مسلمان علمائے کرام اسلام مقدس
کی احکام کی تعمیل پر قائم اور ثابت قدم رہے - الغرض اسلام مقدس ہمیشہ اور ہر زمانے میں
حیرت انگیز وتعجب خیز ترقی کرتا رہا - اور اب اس کس مپرسی خصوصاً مسلمانوں کی غفلت وعدم
توجہی کیحالتمیں بھی غیر معمولی تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کر رہا ہے - جسکو دیکھکر اور سنکر مخالفین
اسلام کی آنکھیں خیرہ اور دل مارے خوف کے دہلے جارہے ہیں - اور وہ از خود حد سے زیادہ
مخوف ہیں - چنانچہ کوئی حالت پریشانی میں کہڑا پکار رہا ہے - کہ افریقہ میں جس تیزی سے اسلام
کی اشاعت بلا تحریک وترغیب اور سعی از خود ہو رہی ہے اور وہاں اسلام کو جو اور جسقدر
ہر دل عزیزی حاصل ہے اسکو خیال کرتے ہوئے کچھ عرصہ بعد براعظم افریقہ کے تمام وکمال مسلمان

ہو جانیکا قوی اندیشہ ہے۔ اور کوئی حالت اضطراب میں شور مچا رہا ہے کہ چین میں اسلام و مسلمانوں کو جو عزت و ہر دلعزیزی حاصل ہے اور جس رفتار سے اسلام وہاں ترقی کر رہا ہے کچھ مدت بعد تمام چین کے مسلمان ہو جانیکی یقینی امید ہے۔ اسی طرح مختلف ممالک کے مسلمان ہو جانیکی بڑے زور اور وثوق کے ساتھ امید یا پیشین گوئی کر رہے ہے اور مزید لطف یہ کہ مخالفین اسلام یہ پیشین گوئی کر رہے ہیں جس سے مخالفین اسلام خود بخود تشویش و خوف زدہ ہیں۔ اور اپنے مذاہب کی حفاظت سے ابھی سے مایوس ہو رہے ہیں۔ اور اس خوف و مایوسی نے مخالفین اسلام کو حد سے زیادہ خوف زدہ بنا کر اون کے عیش و آرام تک کو تلخ اور زندگی کو بے لطف کر ڈالا۔ اسکو در اصل اسلام مقدس کا معجزہ سمجھنا چاہیے۔

یورپ کا مشہور مسیحی اخبار جبرئیل بر اعظم افریقہ میں ترقی اسلام کی نسبت اپنی ایک اشاعت میں لکھتا ہے کہ دینِ اسلام ابھی تک بہت بڑی نادر المثال تیز رفتاری کیساتھ وسطی و جنوبی افریقہ میں برابر ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ اسلام اپنی روش میں ممالک سنی گال شمالی صحرائے اعظم پر سے گذرتا ہوا اون تمام علاقہ جات پر قابض ہوتا چلا گیا جو نہر نیگر پر وسطی افریقہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اب اس سرسبز و شاداب اراضی پر مختلف اسلامی حکومتیں ہی اپنا سایہ ڈالے ہوئے ہیں۔ یعنی اسلامی ترقی کے باعث یہ ساری زمین ایک عظیم الشان اسلامی مملکت ہے۔ اسلامی کامیابی صرف اس حد تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ وہ وسیع الاطراف اراضی کانگو کو بھی لپیٹتا ہوا افریقہ کے جنوب تک پہونچ گیا ہے۔ دین اسلام کی اس تیز رفتاری کے باعث افریقہ کے تمام مذاہب مدہم پڑ گئے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ ایکدن سارا افریقہ مسلمان ہو کر رہیگا۔

یہی اخبار یعنی جبرئیل لکھتا ہے کہ جب افریقہ میں اسلام کی ترقی کا یہ حال ہے (جو اوپر بیان ہوا) تو پھر ایشیا میں جو اوسکا وطنِ اصلی اور ولادت گاہ ہے کیوں نہ ترقی کرتا۔ وہ (یعنی اسلام) ایشیا میں بھی اپنا راستہ خود صاف کرتا ہوا برابر آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے وہ شروع میں ہی چین میں جا پہونچا اور اب جس تیز رفتاری سے چین ترقی کر رہا ہے اوس سے دنیا کا خیال ہے کہ وہ دن عنقریب آنیوالا ہے کہ چین کا عام مذہب اسلام ہوگا۔ جس کے آثار

صدی گذشتہ سے نظر آنے لگے ہیں۔
روس کا مشہور پروفیسر اسیلیو ۱۸۶۰ء میں لکھتا ہے کہ تحقیق کرنیوالوں کو ثابت ہو رہا ہے
کہ چین میں آہستہ آہستہ اسلام مجوسی مذہب کی جگہ دخیل ہوتا جارہا ہے عنقریب بت پرستی
کو نکال باہر کریگا۔ اور خود اسکی جگہ لے لیگا۔ اگر چینی جو تمام دنیا کا ایک ثلث ہیں مسلمان
ہوگئے۔ تو دنیا میں ہل چل مچ جائیگی۔ اور جبل الطارق سے لیکر پیاسفک اوشن تک اسلام ہی
اسلام پھیل جائیگا۔ جو دین عیسوی کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ دوسرے محقق جیمس ہاٹری
جو ایک بہت بڑے پولیٹکل آدمی ہیں ۱۸۷۵ء میں لکھتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کو اسلام
کی ذرا بھی حالت معلوم ہے وہ اسمیں کچھ بھی شک نہیں کرتے کہ وہ وقت قریب ہے کہ
چین میں اسلام کو بہت بڑا پایہ حاصل ہوجائیگا۔
مسٹر لٹل کانسل انگلستان متعینہ علاقہ اشوان اپنی سرکاری رپورٹ میں جو ۱۸۹۹ء
میں انہوں نے انگلستان کی وزارت خارجہ کو بھیجی۔ لکھتے ہیں۔ کہ:۔
شانگ یان میں جسقدر آبادی ہے اسکا نصف مسلمان ہیں۔ یہ اسلام کے سچے پیرو اور
چینیوں کی نسبت بڑی پاک نہایت صاف اور نیک صفت میں کامل ہر شرافت میں اشرف ہیں۔
اسکے بعد چینی مسلمانوں کی صلح کلی۔ فیاضی۔ مہمان نوازی۔ ملنساری۔ خوش اخلاقی۔
وغیرہ کی تعریف لکھکر اپنے چشم دید واقعات سے تصدیق کی ہے۔
ڈاکٹر زار زالم صاحب جو عرصہ تک چین میں رہے لکھتے ہیں۔ کہ چین کے مسلمانوں نے
اپنے اخلاق و نیک اوصاف کے بدولت چین میں بڑی ہر دلعزیزی حاصل کی اور اہل چین
کو اپنا شیدا بنالیا۔ یہی وجہ ہے کہ چینی مسلمانوں سے بڑی خوشی اور محبت سے میل
ملاپ رکھتے ہیں۔ اور باہم برادرانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ چینی مسلمان اپنے فرائض مذہبی
کے ادا کرنے میں ہروقت تیار و مستعد اور سرگرم رہتے ہیں۔ نہ تو مسلمانوں کا مذہب تعصب
کی تعلیم دیتا ہے اور نہ وہ متعصب ہیں۔ اسلئے کثیر التعداد چینی مسلمان ہوتے چلے جارہے
ہیں۔ سرکاری حلقوں میں بھی مسلمانوں کا بہت بڑا رسوخ اور اعلیٰ درجہ کا اعتبار ہے
مسلمان ہو جانے سے چینیوں کو حفظان صحت۔ طہارت۔ صفائی لباس۔ جسمانی پاکی وغیرہ کا

سلیقہ آجاتا ہے۔ اور وہ اُن مفید ترین قواعد کے پابند ہوجاتے ہیں۔ اور اسیطرح اندرونی نجاستوں یعنی افعال ذمیمہ سے رُک جاتے ہیں۔ چینیوں کو مہذب و شائستہ بنانیکا سہل طریق مسلمان بنانا ہے۔ اور بس۔

اسی طرح پر افریقیہ کے بت پرستوں کو مہذب بنانیکا سہل ترین طریق دذریعہ مسلمان بیان کیا گیا ہے۔ اور افریقیہ میں بہ نسبت مسیحیت کے اسلام کی اشاعت کو زیادہ مفید اور خاصکر یورپ کے مسیحی دول کے لئے اور بھی زیادہ مفید بتایا گیا ہے۔ اور یہ کل بیانات عیسائیوں اور خصوصًا نامور۔ مدبر۔ تجربہ کار۔ واقف حالات روشن دماغ فاضل مسیحیوں کے ہیں۔ اور بکثرت ہیں جنکو بخوف طوالت نظر انداز کر کے یہاں پر بخیال اختصار بعض مختصر بیانات متعلق خوبی وبرکات اسلام کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا ہے۔ (یعنی اس تحریر میں اس امر کی خاص طور پر احتیاط کی ہے کہ اسلام مقدس کے متعلق غیر مذاہب اور مخالفین اسلام کے اقوال ہی بیان کئے جائیں اور کسی مسلمان کی تحریر وبیان کا مطلق حوالہ ندیا جائے) شکر کا مقام ہے کہ جہاں عیسائیوں میں سر ولیم میور اور پادری کینن میک کول جیسے متعصب دمخالف اسلام ہیں وہاں پر وفیسر جانسن۔ اور پروفیسر ومبیری جیسے منصف وآزاد منش اور حق گو محقق بھی ہیں۔ جن کے بیان وتحریر کے ذریعہ اونکے ہم مذہب مخالفین اسلام کی تحریر وبیان کی تردید ہوکر قلعی کھلتی رہتی ہے۔ اور بہت عمدہ اور مفید ہے۔ بقولیکہ

؎ کیا خوب جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر چڑھکے بولے۔ پروفیسر جانسن صاحب مؤلف کتاب اعلائے دین عیسوی اپنی اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جسطرح مسلمان ہماری طرف متوجہ ہیں ہماری حالات وعادات سے واقفیت حاصل کرنیمیں سعی کرتے ہیں۔ اوسیطرح ہمکو بھی اون سے سیکھنا چاہئے۔ کیونکہ اونکے پاس حکیمانہ تعلیم موجود ہے اور وہ ہدایت میں ہمسے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور یہ سچا مذہب رکھتے ہیں۔ انہی کے ذریعہ علوم الٰہیات وکلام کل دنیا میں پھیلا۔ انہوں نے مغربی تہذیب کیساتھ بہت بڑے احسانات کئے۔ لہذا ہمکو اونکا اور اونکے آثار ویادگار دونکا احترام کرنا چاہئے۔ ہمکو لازم ہے کہ اونکی کتب مقدسہ اور شریعت کا بخوبی احترام کریں۔ اونکی نسبت جو غلط باتیں مشہور ہوگئیں ہیں اونکی تردید وبیخکنی کریں ہمکو

خود اونکی حالات معلوم کرنے اونکی فضائل خود دیکھنے چاہئیں - ایسا کرنیسے ہمکو اون سے از خود رغبت و محبت ہوجائیگی - سب سے زیادہ مقدم اور ضروری یہ ہے کہ اون کے قرآن کا صحیح اور ٹھیک ترجمہ کرکے اوسکی اشاعت کریں - اس تمام غلطیاں اور غلط فہمیاں رفع ہوکر اصلی حالات و حقیقت ظاہر ہوجائیگی - حال میں مصر کے رسالہ المنار میں ایک تحریر شائع ہوئی جسمیں بیان کیا گیا - کہ علمائے کرام کو چاہئے کہ مستعدی سے امراؤ و سلاطین اسلام کو ہدایت کرتے رہیں - کہ وہ اسلام مقدس کی کامل پابندی کریں اور اپنے اقوال و افعال ہر چیز کو اسلام کے مطابق رکھیں - جسکی پیروی کئے بغیر مسلمانوں کی نہ دنیاوی فلاح ہوسکتی ہے اور نہ دینی نجات - اس تحریر کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی - اور اسکے ترجمے دوسری زبانوں میں کئے گئے - نامور یورپین مسیحی پروفیسر ویمبری نے اس تحریر سے کلی اتفاق کیا - اور بہت پسند کیا - اسکی نسبت ایڈیٹر المنار کو تحریر فرمایا - کہ "جناب من - آپکا مضمون مینے غور سے پڑھا - آپکی یہ رائے بالکل صحیح ہے - کہ مسلمانوں کی فلاح و نجات مذہب اسلام پر عمل کرنیسے ہوسکتی ہے اور سب سے پہلے یہ کام علما کا ہے کہ وہ امراء و سلاطین کو اسلام کا نمونہ بننے کی ہدایت کریں - بلا شبہ مسلمانوں کی تمام نظامات کی روح مذہب ہے - جسنے اونکو نئی زندگی عطا کی اور مذہب ہی ہے - جسکے سایہ میں وہ آیندہ زندہ رہ سکتے ہیں - مذہب کے سوا کوئی اور چیز اونکو نجات نہیں دیسکتی - آپنے یہ مضمون لکھکر اپنی قوم کی نہایت عمدہ خدمت انجام دی اور میں اس مضمون کا ترجمہ یورپین زبانومیں شائع کرونگا "

حال میں میڈم لوٹن نے جو انگلستان کے اہل قلم کے طبقہ میں بہت بڑا پایہ رکھتی - اور عزت و احترام سے دیکھی جاتی - اور حکیمہ انگلستان کے لقب سے پکاری جاتی ہیں - ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام اسلام و عیسائیت ہے - اس کتاب کی یورپ میں بڑی قدر ہوئی - اور نامور و اعلے درجے کے رسایل و اخبارات میں اسکی بہت بڑی تعریف ہورہی ہے - میڈم صاحبہ دیباچہ کتاب میں لکھتی ہیں - کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ اونکا پاک مذہب ناحق مطعون ہورہا ہے - مسلمانونکی موجودہ حالت خراب ہے - لیکن یہ خرابی اونمیں خود پابندی اسلام چھوڑنے سے پیدا ہوئی - لیکن زمانہ ان خرابیوں کو مسلمانوں سے منسوب کرنیکے بجائے خود اسلام سے کرتا ہے جو سخت غلطی اور بڑی زبردستی ہے - میڈم صاحبہ لکھتی ہیں کہ مسلمانوں کی موجودہ خراب حالت

دراصل احکام اسلام کی عدم تعمیل کا نتیجہ ہے۔
اور یورپ کا یہ خیال کہ اسلام چند بدویانہ وحشیانہ احکام کا مجموعہ اور اس زمانہ میں ناقابل عمل اور انسانی ترقی کا سدِ راہ ہے سراسر غلط اور بالکل بے بنیاد ہے۔ جو تمدنی اور اجتماعی نظام اسوقت یورپ میں نظر آرہا ہے جسپر یورپ کو ناز ہے اور اوسیکو مہذب و ترقی یافتہ یورپ سعادت انسانی کا مدار سمجھتا ہے وہ تمام وکمال اسلامی تمدنی نظام ہے اور کل فضائل وکمالات جنکی وجہ سے یورپ متمدن کہلاتا ہے سب کے سب اسلام کے اصل واصول ہیں۔ جنکے مٹے مٹے آثار اس گئے گذرے ہوئے وقت وحالت میں بھی مسلمانوں میں عام طور پر موجود ہیں۔ اور وہ رذائل ومکروہات جن کو فلاسفہ یورپ دشمن تہذیب وتمدن بتاتا ہے سب سے پہلے اونکی بیخ کنی اسلام نے ہی کی ہے۔ میڈم صاحبہ نے اون خاص اوصاف کا جو مسلمانوں میں خصوصیت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور وہ درحقیقت اسلامی تعلیم کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً مہمان نوازی۔ سچی انسانی ہمدردی بغیر واقفیت مدد کرنا۔ ہمت شجاعت قناعت۔ صبر۔ استقلال اور حمیت وغیرہ ہر ایک کا ثبوت اپنے عینی مشاہدہ میں سے کئے واقعات سے دیا ہے۔ ہمارے مغربی تعلیم وتربیت یافتہ یورپین اہل الرائے کی تحریر وبیانات کے دلدادہ ان یورپین پروفیسروں اور اہل قلم کی تحریر ونکو بغور پڑھیں اور سمجھیں۔ اور پھر باوجود مسلمان ہونیکے دعوے کے اپنی رائے وخیال کا ان سچی یورپین محققونکی رائے وخیال متعلق اسلام سے مقابلہ وموازنہ کریں حقیقت حال معلوم ہونے پر خداوند تعالےٰ سے ڈریں۔ اور معافی مانگے آیندہ اپنی قلم وزبان کو مخالفت سے روکیں۔ ورنہ بروز قیامت حقیقت معلوم ہوگی۔)
یہ محض فضل ایزدی ہے اور خداوند تعالیٰ ہی اس مقدس دین اسلام کا محافظ وناصر اور حامی ہے ورنہ مسلمان خصوصاً موجودہ حال مسلمان اس قابل ہی نہیں رہے ہے کہ اونکے مذہب کی دنیا خصوصاً اقوام یورپ میں کچھ وقعت باقی رہ سکے۔ خدائے قادر مطلق نے اپنی قدرت کاملہ سے یورپ طاقتور یورپ کو اسلام کا خصوصاً باوجود مسلمانوں کی خستہ حالی اور اسلامی کس مپرسی کیے انہیں مرعوب بنا رکھا ہے۔ اسکو خداوند کریم کی قدرت اور اسلام مقدس کی کرامت سمجھنا چاہئے۔ مسلمانوں کے اشاعت اسلام کرنیکی قابل نہ رہنے اور نہ کرنے اور اسطرف توجہ ہی نہ کرنیکی حالت میں خداوند تعالیٰ نے دوسروں کو مسلمان بناکر اون سے خدمت اسلامی لینے شروع کردی ہے۔

جیساکہ دیکھا جا رہا ہے کہ غیر اقوام اور ممالک و مذاہب والے اول خود مسلمان ہونے اور پھر اشاعت اسلام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کے مرکز یورپ اور یورپ میں مسیحیت مرکز انگلستان اور انگلستان کے مشہور شہر لیورپول میں ایک مسیحی محقق انگریز مسٹر کوئلم صاحب کے دل میں اول نور ایمان جلوہ گر ہوا۔ جس سے وہ پہلے خود مسلمان ہوا۔ اور پھر وہیں مسیحیت کے بڑے مرکز میں خدمت اسلام یعنی اشاعت اسلام میں مشغول ہو گیا۔ انگلستان میں یہ سب سے پہلے عیسائی سے مسلمان ہوئے۔ اور اب انکی سعی کی بدولت بفضلہ تعالیٰ معقول جماعت نومسلموں کی وہاں پر موجود ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

اسوقت جسقدر لیورپول میں نومسلم ہیں اور انگلستان میں اسلام کی نسبت جو حسن ظنی پائی جاتی ہے یہ سب اسی نیک نہاد۔ عالی ہمت مرد خدا کی ساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

محمد عبداللہ کوئلم صاحب کو ابتدا میں بہت بڑی دقت اور تکلیف اور غیر معمولی مشکلات کا سامنا ہوتا پڑا مگر انہوں نے بڑی ثابت قدمی۔ صبر و استقلال سے اُس حالت کا مقابلہ کیا۔ اور کامیاب ہوئے۔ اب وہ حالت نہیں ہے نہ اب ان پر حقارت و ذلت کے آوازیں کسے جاتے ہیں نہ نماز میں اینٹ پتھر برسائے جاتے اور نہ تالیاں بجائی جاتی اور شور مچا کر خلل ڈالا جاتا ہے اب اُن تکلیفات سے نجات بلکہ اطمینان حاصل ہو گیا ہے۔ ایک اور یوروپین عیسائی مسٹر وبپ صاحب کا دل نور ایمان سے منور ہوا۔ انہوں نے خود مسلمان ہو کر امریکہ میں اسلام کی سعی شروع کر دی۔ پھر ایک لیڈی صاحبہ انکی ہم مذہب اس سعی میں مصروف ہوئیں۔ اور ان دونوں نے مسلمانوں کو اسطرف توجہ دلائی مگر افسوس غافل و کم ہمت مسلمان بدستور خواب غفلت میں پڑے رہے اور ادھر مطلق خیال نکیا۔ پھر حسن اتفاق سے میاں گل محمد خان صاحب افغان امریکہ میں بغرض تجارت و حصول معاش جا پہونچے۔ اونکو خداوند تعالےٰ نے کامیابی بخشی۔ وہ اسطرف سے کیقدر اطمینان حاصل ہو جانے پر خدمت دین یعنی اشاعت اسلام کی جانب متوجہ ہوئی۔ اور اپنی کوشش میں غیر معمولی کامیابی ہوتے دیکھکر مسلمانوں کو امریکہ کے وسیع میدان میں اشاعت اسلام کی کوشش کرنیکی تحریک کی۔ مگر بیفائدہ۔ آخر مایوس ہو کر خود اپنی مقدور بھر اس میں ساعی رہے۔ جس سے خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا کے نئے حصہ امریکہ میں جسکو نئی دنیا کہا جاتا ہے سینکڑوں سے گذر کر ہزاروں

کی تعداد میں مسلمان ہوئے ۔ اور ہوتے رہتے ہیں ۔ اور امریکہ کے مختلف مقامات میں کم و بیش مسلمان
نظر آنے لگے ۔ چنانچہ جزیرہ ٹریٹی ڈاڈ میں کئی ہزار مسلمان ہیں ۔ اور جنوبی امریکہ کی انگریزی نوآبادی
برٹش گائنا میں بھی مسلمانوں کی معقول تعداد ہے یہانپر ایک خوبصورت و شاندار مسجد بھی عبادت
الٰہی کے لئے تیار ہو گئی ۔ جسمیں ۳۲ ہزار روپیہ خانصاحب نے خود عنایت فرمایا اور باقی وہاں کے دیگر
مسلمانوں سے جمع کیا ۔ (ان میاں گل محمد خانصاحب نے پہلے مسلمانوں کو امریکہ میں اشاعت اسلام کی
ترغیب دلائی ۔ پھر مسلمانوں سے مایوس ہوکر خود اپنے ذمہ داری پر معقول معاوضہ دینے اور
کل ضروریات کا کافی انتظام کر دینے کا وعدہ کر کے چند علمائے اسلام کو اشاعت اسلام اور مسلمانوں
کی ہدایت و دینی تعلیم کیلئے بلایا ۔ مگر افسوس نہ تو اوسوقت کوئی صاحب تشریف لے گئے اور نہ
اسوقت تک کسی نے آمادگی ظاہر فرمائی ۔ جو بڑے تعجب اور سخت افسوس کی بات ہے ۔ اسمیں ایک
بہت بڑی دقت و رکاوٹ یہ بھی ہے کہ جو مخلص علمائے کرام اشاعت اسلام کو پسند فرماتے اور
اسمیں سعی کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ مغربی مروجہ وقت زبانوں سے واقف نہیں ہیں ۔ اور جو مسلمان
حضرات مغربی زبانوں سے واقف ہیں ۔ وہ علوم دینی سے بے بہرہ اور نابلد ۔ کیونکہ ان مغربی
تعلیم و تربیت یافتہ مسلمان حضرات نے نہ تو پہلے علم دین حاصل کیا ۔ اور نہ اب علوم دینی حاصل
کرتے ہیں ۔ بلکہ علوم دینیہ اور خود دین سے دور بھاگتے ہیں ۔ اور بغیر زباندانی ممالک غیر خصوصًا
جہاں اسلام مقدس کی اشاعت منظور ہو ۔ وہاں کی مروجہ عام زبانوں سے واقفیت ضروری ہے ۔
بلا اسکے کام نہیں چل سکتا ۔ لہٰذا ان دقتوں اور رکاوٹوں کے باعث یہ مبارک کام یعنی اشاعت اسلام
رکا ہوا ہے) مسلمانوں میں اشاعت اسلام کی فی الحال بحالت موجودہ نہ قابلیت اور نہ
اوسکا کافی سامان اور نہ قابلیت پیدا کرنے اور سامان بہم پہونچانے کی سعی حتٰی کہ ادہر توجہ ہی نہیں
اور بالکل توجہ نہیں ہے اسلئے مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں ۔

الغرض مسلمان اشاعت اسلام سے غافل بالکل غافل اور اسدرجہ غافل ہیں کہ اونکو اپنے مذہب
دین اسلام کی از خود ترقی کرنیکی بھی خبر نہیں ۔ اور اگر کبھی اتفاقیہ خبر ہو بھی جاتی ہے تو وہ
بھی یورپین مسیحی حضرات و اخبارات اور سادیکی عیسائی وقائع نگاروں اور مخالفین اسلام کے ذریعہ اور خاصکر
ادن حضرات کے ذریعہ جو اس دین خدا کے نور بجھانے اور اسکا نام و نشان دنیا سے مٹانیکی

کوشش میں بڑی سرگرمی دستعدی کیساتھ ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔
مسلمانوں کی عدم توجہی کے باعث خداوند تعالےٰ نے اقوام عالم کو اور خصوصاً مخالف اقوام میں بعض نیک نہاد خوش نصیبوں کو اسلام مقدس کی طرف خود متوجہ کردیا۔ جس سے دنیا کی غیر مسلم قوموں کی توجہ از خود اسلام مقدس کی طرف ہوگئی۔ اور توجہ کا ہونا ہی دراصل اشاعت و ترقی اسلام کا اصلی ذریعہ ہے۔ اسکو بھی اسلام مقدس کا معجزہ سمجھنا چاہئے۔
یہ اسلام مقدس کی بہت بڑی کرامت ہے کہ وہ مسلمانوں کی لاپرواہی اور عدم توجہی کی حالت میں اس حیرت ناک تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس ترقی میں روز افزون ترقی فرمائے + آمین +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصہ حالات بیسویں جلسہ سالانہ منعقدہ ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۲۵ ہجری مطابق ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ستمبر ۱۹۰۷ء جو انجمن کے اپنے مکان واقع ٹکسالی دروازہ میں منعقد ہوتا رہا۔

یوم اول جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ ۱۸ شعبان ۱۳۲۵ - ۲۷ ستمبر ۱۹۰۷ء

دو بجے سے حسب تجویز مشتہرہ تمام حاضرین قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف رہے چنانچہ کئے ختم ہوگئے اور شیرینی از قسم مٹھائی و میوہ جات موجودہ کا ایصال ثواب بروح پر فتوح جناب امام الائمہ حضرت نعمان ابن ثابت ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کیا گیا۔ (یہ شیرینی اور میوہ جات حافظ چراغدین صاحب و عالیجناب منشی محرم علی صاحب چشتی و چوہدری نبی بخش خان صاحب پلیڈر روزانہ مہیا کرتے جو حاضرین میں تقسیم کیجاتی تھی۔ اور ایکدن تمام عام حضار کو جناب حکیم مفتی سلیم اللہ خان صاحب کیطرف سے دودھ پانی کیوڑہ و شیرینی ملا کر تمام دن پلایا گیا۔) اسکے بعد حافظ حشمت علی خانصاحب مدرس حفظ و حافظ غلام جیلانی صاحب نے ختم شریف پڑھا۔ اور عالیجناب منشی محرم علی صاحب چشتی نے بصدارت شمس العلماء مولوی عبد الحکیم صاحب تقریر خیر مقدم بیان کی اور صاحب ڈپٹی کمشنر و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اُن ایام میں جبکہ بلا اجازت کسی پبلک جلسہ ہونیکی ممانعت تھی اس خالص مذہبی جلسہ کی اجازت دی۔ چار بجے شمس العلماء موصوف نے اپنی افتتاحی تقریر حاضرین کو سنائی اور بوجہ نماز عصر کے جلسہ برخاست ہو کر بعد نماز عصر پانچ بجے سے بصدارت قاضی ابوبکر علی احمد محمود شاہ صاحب بدایونی جلسہ شروع ہوا۔ جناب سید حافظ محمد امین صاحب اندرابی پلیڈر نے چند آیات قرآنی تلاوت فرمائیں اور مولوی

محمد ذاکر صاحب بگوی چشتی فخری سلیمانی سیالوی نے ایک پُراثر وعظ فرمایا۔ اور انکے بعد جناب مولانا مولوی فتح محمد صاحب تائب لکھنوی
مؤلف خلاصۃ التفاسیر نے وعظ فرمایا۔ جس سے حاضرین میں سے شاید ہی کوئی ایسا دل ہوگا۔ جو متاثر نہوا ہو۔ اور نماز مغرب کے بعد
بصدارت شمس العلماء موصوف خدا بخش محمد عالم۔ منیر الدین نور العین تیامی مدرسہ ابتدائیہ نے قرآن شریف کی آیات تلاوت کیں
اور مولوی محمد عبید ابراہیم صاحب حکیم بخاری میرٹھی نے اپنی تقریر تحریری سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ بعد ازاں شیخ محمد حسین صاحب نمبردار اعلیٰ یتیم خانہ نے
مدرسہ یتیم خانہ و شاخ انجمن کی رپورٹ سنائی۔ اور اسکے عربی تقریر محررہ مولوی قمر الدین صاحب لاہوری منجانب جناب حاجی محمد
اینڈ سنز صاحبان سوداگر مباسہ مولوی فیض الحسن صاحب نے سنائی۔ اور صوفی مولا بخش صاحب مدرس جندر سکول مجنند اور انکے
صاحبزادہ کے تحریری مضامین منظوم جنرل انجمن نے پڑھکر سنائے۔ بعدہ جناب مولانا مولوی حاجی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری
مدرس اعظم مدرسہ عربیہ میرٹھ کا ایک گھنٹہ سے زیادہ تک وعظ ہوا جسکے لئے حاضرین عرصہ سے مشتاق ہو رہے تھے۔ بعد ازاں جناب منشی
پیران بخش صاحب جلوہ وقائع نگار سیالکوٹ نے اپنے پرکالہ جگر یعنی نظم مؤثر سے حاضرین کو متاثر کیا۔ اور فیض الحسن صاحب مولوی حق
خلف الصدق مولوی محمد حسن صاحب فیضی مرحوم نے عربی قصیدہ اپنا تصنیف کردہ بانظہار رنج مولانا مولوی غلام احمد صاحب مرحوم عام
حاضرین بالخصوص علماء کی خدمت میں پڑھکر سنایا۔ صاحب مذاق حضرات نے بہت کچھ داد دی۔ بعد میں مولانا مولوی غلام معین الدین صاحب
اجمیری مدرس دار العلوم نے اپنی تحریری تقریر سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ ۹ بجے شب سے جناب مولانا مولوی حسن میاں صاحب خلف مرشد
جناب مولانا خواجہ شاہ سلیمان صاحب چشتی صابری سجادہ نشین پھلوری شریف کا وعظ ہوا۔ جسنے حاضرین کے دلوں کو
ایسا مسخر کرلیا۔ کہ مجلس ختم ہونے پر راضی نہوتے تھے۔ آخر بدین وعدہ کہ باقی دو دنوں میں پھر وقت دیا جائیگا۔ اور
سامعین کی تمنا پوری کیجائیگی۔ دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ (اسی شب میں باقی اُن حضرات کی تقاریر تحریری بھی پیش
کردیگئیں۔ جو خود تشریف لاسکے تھے۔) جناب مولانا مولوی غلام اللہ صاحب قصوری۔ مولوی محمد خورشید صاحب
معلم مدرسہ مسکینیہ شاہ میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ و منشی معین الدین صاحب نالاں مدرس مدرسہ گوجرانوالہ مولوی حکیم نبی بخش صاحب حامی
رسولنگری مولوی عبد السلام صاحب رفیقی خاص اتفاقات عارض ہونیکے باعث تشریف لاسکے۔

یوم شنبہ - ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء

حسب معمول ساڑھے آٹھ بجے سے ساڑھے نو بجے تک حاضرین تلاوت قرآن شریف فرماتے رہے اور شیرینی میوہ جات سے
ایصال ثواب بروح پر فتوح امام الائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا گیا۔ اور اسکے بعد تیار صدر کے نعت خوانی ہی کی گئی
بصدارت مولانا مولوی عبد السلام صاحب خلف الصدق مولانا قاری حاجی حافظ عبد الرحمٰن صاحب محدث پانی پتی

جلسہ شروع ہُوا۔ اول جناب مولانا مولوی نور احمد صاحب پسروری امام مسجد شیخ بڈھا مرحوم رئیس امرتسر نے وعظ فرمایا۔ جس سے حاضرین نہایت محظوظ ہوئے۔ جناب ممدوح نے ایک نہایت مفید اور ضروری تجویز مدارس دینیات کے متعلق اپنے عالیقدر خیالات کا اظہار فرمایا۔ جسکا نہایت مختصر خلاصہ یہ ہے۔ کہ تمام مدارس دینیات پنجاب باہم اسطرح مرتبط ہو جائیں۔ کہ باقی مدارس میں ایک خاص حد مثلاً شرح جامی۔ میبذی۔ مشکوٰۃ شریف جلالین شریف تک تعلیم ہُوا کرے اور وہاں کے تعلیم کے سند یافتہ طلباء اس دار العلوم میں جو ایک درس کُلّی (کالج) میں اعلیٰ تعلیم غایت تک کی حاصل کریں۔ اور اسی مدرسہ کُلّی کے متعلق وہ اختیارات بھی رکھے جائیں۔ کہ مثل یونیورسٹی دیگر مدارس دینیات کا امتحان اسکے ذریعہ ہُوا کرے۔ اور کامیاب شدہ طلباء کو اسناد ملیں۔ اور ایک دوسرے کے جلسہ میں معاونت کیجایا کرے۔ بعد ازاں جناب مولانا مولوی شاہ سلیمان صاحب چشتی قادری صابری سجادہ نشین پہلواری شریف نے وعظ فرمایا۔ حاضرین کی دماغوں میں تازگی۔ خونوں میں حرکت۔ آنکھوں سے آنسو جاری کرا دئے۔ بعد ازاں جناب مولانا مولوی حاجی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کا وعظ ہُوا۔ جس سے عالم رقت طاری رہا۔ اور بعد نماز ظہر حافظ عبد الوارث صاحب نے قرأت قرآن شریف فرمائی۔ اور بصدارت شمس العلماء مولوی عبد الحکیم صاحب جناب مولانا مولوی فتح محمد صاحب تائب لکھنوی کا وعظ ہوتا رہا۔ اور منشی کریم الدین صاحب کاظم بٹالوی۔ و منشی میران بخش صاحب و شیخ عبد الرحیم صاحب بسمل فیروزپوری۔ منشی غلام حسین صاحب شہید اکی پُر اثر نظمیں پیش ہوئیں۔ اور بعد نماز عصر جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری۔ و مولانا مولوی حاجی احمد علی شاہ صاحب مرزاپوری کا وعظ ہو کر قریب شام دعا پر جلسہ برخاست ہُوا۔ فاضل ہوشیارپوری صاحب نے اپنے وعظ کا مضمون قلمبند فرما کر بعد میں ارسال فرما دیا۔ جو مضامین میں درج ہے۔ و منشی ولی محمد صاحب تشنہ۔ مولوی عبد الحکیم صاحب مدرس ہائی سکول سیالکوٹ سید ناظر حسین خانصاحب ناظم۔ حاجی ریاض الدین احمد صاحب بریلوی مولانا مولوی مفتی

محمد عبد الجمیل صاحب از جونا گڈھ ۔ مولانا مولوی شمس العلماء حاجی مفتی محمد حسن فاضل جالندھر ۔ شریک جلسہ نہو سکے ۔)

یوم یکشنبہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ ۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۷ء

حسب معمول ختم ہائے قرآن شریف وتقسیم تبرک بغرض ایصال ثواب کے بعد افتتاح جلسہ میں قاری عبد العزیز صاحب وحافظ حشمت علی خان صاحب و قاری کریم اللہ خانصاحب ٹونکی نے آیاتِ قرآن شریف تلاوت فرمائیں ۔ اور بصدارت مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری قاری کریم اللہ صاحب ٹونکی نے نعت شریف سے حاضرین کو محظوظ فرمایا ۔ اور جناب مولانا مولوی فتح محمد صاحب نائب لکھنوی کا وعظ ہوا ۔ بعدہٗ جناب مولانا مولوی حافظ حاجی سید محمد اشرف علی صاحب چشتی صابری از تھانہ بھون کا وعظ دو گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک ہوتا رہا ۔ ماشاء اللہ حضرت ممدوح کی طبیعت ایک دریا ہے ۔ کہ اُمڈا چلا آتا ہے ۔ بیان وہ مسلسل کہ سامعین کو سیری ہی نہیں ہوسکتی ۔ اور ہمہ تن گوش ہو رہے ہیں ۔ بات کیا تھی؟ یہ جو کچھ تھا کہلتا تھا دل سے نکلتا تھا ۔ اور دلوں تک جاکر ٹھیرتا تھا ۔ اور دلونمیں اپنی جگہہ کرلیتا تھا ۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء ۔ جسکے بعد برخوردار محمد محمود ابوعمرہ خلف الصدق مولوی عبد المجید صاحب پلیڈر نے اپنی نظم سے حاضرین کو مسرور کیا ۔ اور بعد نماز ظہر بقراءت قرآن شریف جلسہ بصدارت شمس العلماء صدر جلسہ شروع ہوا ۔ حاجی منشی محمد شمس الدین صاحب شائق نے نظم میں حالات سفر حجاز سُنائے ۔ اور راقم آثم تاج الدین احمد نے کیفیت سالگذشتہ مشعر بحالات وواقعات وحساب وکتاب آمد وخرچ انجمن ہذا مختصراً عرض کئے ۔

اور عالیجناب منشی محرم علی صاحب چشتی نے سود کے مسئلہ کے استفتا کی نسبت علماء حاضرین کی خدمتمیں درخواست اور اسکے متعلق حالات بیان کئے۔

بعد ازاں جناب مولانا مولوی حسن میاں صاحب پھلواروی کا وعظ حسب وعدہ ہوا۔

اور اسکے بعد مولوی حاجی احمد علی صاحب ممدوح الصدر کا۔ اور نماز عصر کے بعد پھر بصدارت شمس العلماء ممدوح جناب مولوی عبد المجید صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب کی نظم پیش ہوکر مولانا ممدوح الصدر کا وعظ جاری رہا۔ پانچ بجے کے بعد جناب شاہ سلیمان صاحب پھلواری مدظلہ کا وعظ ہوا۔ اور اخیر میں عالیجناب چشتی صاحب نے اختتامی تقریر فرماکر دعا پر جلسہ سالانہ ختم کیا گیا۔

(چوہدری محمد بنی بخش خان صاحب پلیڈر چیف کورٹ نے اپنا وقت مولانا فتح محمد صاحب تائب کو ہبہ کردیا۔ اور جناب چوہدری سلطان محمد خانصاحب بیرسٹرایٹ لا۔ اور جناب خان بہادر مولوی شیخ محمد انعام علی صاحب سیشن جج شریک جلسہ نہو سکے۔ اور چشتی قائم علی صاحب فاضل لاہوری کا مضمون اوپر درج ہو چکا ہے۔ جو خود شریک جلسہ نہیں ہو سکے تھے۔)

اس جلسہ میں بفضلہ تعالےٰ ہر ایک سالگذشتہ سے جمعیت کثیر رہی۔ اور آمدنی بھی ہمیشہ سے زیادہ ہوئی۔

استفتائے سود کا جواب بھی علمائے موجودین نے بالاتفاق تحریری صادر فرمادیا۔ جو علیحدہ چھپ کر دیگر علمائے احناف ہندوستان کی خدمتمیں ارسال کیا گیا ہے۔ تمام جوابات آجانے پر مستقل رسالہ کی صورت میں انشاء اللہ تعالیٰ انجمن کی طرف سے شائع کیا جاویگا۔ چندہ کی تعداد حساب آمد و خرچ منسلکہ سے ظاہر ہے۔ فقط + + + +

مقاصدِ انجمن نعمانیہ لاہور

(امر مسلمہ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا)

(۱) شریعت غرائے مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہر حالت و موقعہ پر لازمی ہوگا۔ اور کوئی امر اوس کے مغائر نہ ہو سکیگا (ب) مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق عملدرامد ہوگا۔

(مقاصد) (۱) علوم اسلامیہ کی تعلیم کیلئے ایک ایسے مدرسہ کا اجرا اور قیام جسمیں اُن علوم کی اعلیٰ درجہ تک تعلیم حسب عقاید اہل سنت والجماعۃ باتباع طریق حنفی دیجائے۔ اور جسکے ذریعہ سے ایسے علمائے مکمل پیدا ہوں جو اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث ہوں۔ اور جسمیں ایسے طریق سے تعلیم دیجائے کہ طلبا اپنے مذاق کے موافق کسب معاش کیلئے دنیوی علوم و فنون میں بھی جو خلاف شریعت نہوں دستگاہ پیدا کر سکیں +

(۲) بغرض افادہ عامہ مسلمین ایک ایسے عالی درجہ کے اسلامی کتبخانہ کا بہم پہنچانا جو متعلقین علوم اسلامیہ کی وسعت معلومات کا باعث ہو۔

(۳) مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت باتباع دفعہ (۱) جس سے اُنکے اخلاق معاشرت اور کسب معاش و معاملات دینی و دنیوی اُمور میں پابندی شریعت غرائے مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اُمید کیجا سکے۔

(۴) ایسے زنانہ مدرسوں کا اجرا اور قیام جنمیں علاوہ قرآن شریف و ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کے دستکاری مثلاً سوزن کاری۔ زر دوزی۔ گوٹہ بافی۔ وغیرہ سکھائی جاوے +

(۵) ایسے مساکین و یتیم بچوں کی پرورش تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جنکا وارث نہوں۔ یا جنکے ورثا ایسا کرنیکی استطاعت نہ رکھتے ہوں +

(۶) بالعموم کافہ اہل اسلام و بالخصوص فرقہ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کے فلاح اور بہبودی کی تجاویز کا سوچنا اور عمل میں لانا اور حسب اقتضائے وقت حکام کی خدمت میں ادب کے ساتھ ایسے معروضات کا گذارش کرنا جو عموماً جملہ مسلمانوں اور خصوصاً فرقہ موصوف کے مفاد کے لحاظ سے پیش کرنی ضروری

فہرست امداد کنندگان انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

نام معطی بقید پتہ	رقم عطیہ معہ تشریح مد
حکیم مفتی سلیم اللہ خانصاحب پنشنر جنرل سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور	۱۲ ر زکوٰۃ
مولوی محمد عظیم صاحب از شہر سیالکوٹ بدرجہ مدرس اعظم صاحب مرحوم	۲۵ یتامیٰ
منشی شیخ احمد صاحب از مہادیو پور علاقہ ورنگل حیدرآباد دکن	سے ر زکوٰۃ
شیخ عبد الحمید صاحب صدیقی کمپونڈر ٹیری ضلع کوہاٹ	عہ ر امداد
بابو غلام محمد صاحب فنانشل سکرٹری انجمن ہذا	۲ ر ماہوار
از فروخت کھال عطیہ چوہدری فیض بخش صاحب میونسپل کمشنر	عہ خیرات
بابت قیمت قدوری از میاں سراج الدین صاحب ملک التجار لاہور۔	للعہ ر قدوری
خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خانصاحب پنشنر لاہور	عہ ر ماہوار
شیخ اللہ دیا صاحب سوداگر انارکلی لاہور	عہ ر ر
مولوی غلام محمد صاحب کو شیدار کشمیری بازار	۱۲ ر زکوٰۃ ماہوار

نام معطی بقید پتہ	رقم عطیہ معہ تشریح مد
حکیم بابو غضنفر علی صاحب کلرک دفتر اگزیمنیر	۱۲ ر ماہوار
منشی فیروز الدین صاحب ہیڈ دفتری دفتر ر ر	۲ ر ر
بابو معراج الدین صاحب کلرک دفتر منیجر ریلوے	۲ ر ر
بابو معراج الدین صاحب نقشہ نویس دفتر انجینئر انچیف ریلوے۔	۲ ر ر
بابو محمد یعقوب صاحب کلرک دفتر اگزیمنیر	۱ ر ر
چوہدری عبد اللہ خانصاحب ضلعدار نہر صدر شاہپور	سے قربانی عید الضحیٰ
از فروخت کھال عطیہ خلیفہ تاج الدین احمد صاحب پلیڈر چیف کورٹ۔	عہ ۲ ر خیرات
چوہدری خدا بخش صاحب میاں از لوہاری منڈی	۸ ر خیرات
حکیم شہاب الدین صاحب از مسجد پیر دروازہ	۱۲ ر ر
خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خانصاحب پنشنر	عمہ وفات
بابو غلام حسن صاحب کلرک ڈی۔ ٹی۔ ایس	۲ ر ماہوار
بابو خورشید احمد صاحب ہیڈ کلرک ریلوے پریس اوفس	۸ ر خیرات

نام معطی بقید پتہ	رقم عطیہ بتشریح مد
از فروخت کھال بز غالہ عطیہ چوہدری خدا بخش صاحب سیان	لعہ/ خیرات
منشی غلام علی صاحب گرداور قانون گو حویلی میاں خان	عـه/ نکاح
مسماۃ نامعلوم الاسم صاحبہ معرفت خلیفہ نجم الدین صاحب از کوچہ تیر گران	۲/ زکوٰۃ ماہوار
بابو محمد حسن صاحب از کوچہ تیر گران	۸/ ماہوار
حکیم فضل محمد صاحب از جالندھر	عـه/ صدقہ
از فروخت کھال عطیہ چوہدری فیض بخش صاحب میونسپل کمشنر۔	لعہ/ خیرات
حکیم محکم الدین صاحب مالک شفاخانہ فاروقی سیالکوٹ بذریعہ تاج الدین احمد صاحب	[illegible]/ امداد
بابت قیمت قدوری از شیخ الٰہی بخش صاحب تاجر کتب کشمیری بازار	۲۵ قدوری
شیخ شاکر حسین صاحب معلم مدرسہ ابتدائیہ	۸/ ماہوار
تفصیل مبلغ ۱۳/ مرسلہ حشمت اللہ خان صاحب ہیڈ کنسٹیبل حصار۔	
ہمشیرہ عطا محمد خان صاحب رئیس جالندھر	عـه خیرات
سردار علی شاہ صاحب کورٹ انسپکٹر دھاکہ	۸/ "

نام معطی	رقم عطیہ معہ تشریح مد
نور محمد صاحب ہیڈ کنسٹیبل درجہ دوم حوالات	۱۰/ خیرات
علی بخش صاحب کنسٹیبل "	۱/ "
برکت اللہ خان صاحب ہیڈ کنسٹیبل درجہ دوم	۲/ "
انند سروپ صاحب نائب اہلمد "	۲/ "
ناصر مرزا صاحب ہیڈ کنسٹیبل درجہ دوم "	۸/ "
کفایت اللہ خان صاحب ہیڈ کنسٹیبل "	۱۰/ "
مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد رنگ محل	۲/ ماہوار
حافظ فضل الٰہی صاحب " "	۲/ "
بقیہ منجملہ قسط سوم مصلح ریف سنہ ۱۹۰۶ء از محمد خان کاشتکار زمین انجمن واقعہ موضع کھنڈ	[illegible] زرعی
معلوم الاسم صاحب رسید نمبری ۱۳۰ از قلعہ [illegible]	[illegible] نذر غوث
میاں محمد الدین صاحب عطار موچی دروازہ	۱۰/ ماہوار
منشی علی گوہر صاحب ہیڈ کلرک بارڈر ملٹری پولیس کوہاٹ۔	[illegible] امداد
میاں معراج الدین صاحب کفش فروش چھتہ بازار	عـه/ ماہوار
میاں غلام غوث صاحب " "	عـه/ "
حکیم سرور خان صاحب از کوچہ تیر گران موچی دروازہ لاہور	۲/ "

نام معطی بقید پتہ	رقم آمدہ تشریح مد
منشی عبدالکریم پٹواری نہر چک بختو ضلع فیروزپور بذریعہ شیخ عبدالرحیم صاحب بسمل	۱۲ر یتامیٰ
شیخ محمد عبدالحمید صاحب صدیقی کمپونڈر بیٹری ضلع کوہاٹ	عہ ر امداد
از فروخت کھال عطیہ بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک محکمہ سٹلمنٹ کمشنر	۸ ر خیرات
میاں محمد صادق اینڈ برادران صاحبان چٹائی فروش انارکلی لاہور۔	عہ زکوٰۃ
مولوی نورالدین صاحب کاتب از اونچی مسجد شاہ عالمی دروازہ	۱ر ماہوار
میاں الدین صاحب فالودہ ساز لوہاری منڈی	۱ر ر
مستری احمد بخش صاحب از کوچہ پوربیان	۲ر ر
خان محمد صاحب انسپکٹر پولیس لائلپور انسٹرکٹر ٹریننگ سکول پھلور	نذر بارہویں شریف نذر غوثیہ
تفصیل مبالغ مرسلہ بابو کرم الدین صاحب گند انچارج لاہور	
بابو کرم الدین صاحب گند انچارج لاہور	ر امداد
میاں غلام محمد صاحب از لالہ موسیٰ	ر ر
میاں سلطان احمد صاحب کشمیری	ر ر

نام معطی بقید پتہ	رقم آمدہ تشریح مد
میاں امام الدین صاحب از لالہ موسیٰ	۸ر امداد
میاں نظام الدین صاحب ڈرائیور راولپنڈی	ر ر
منشی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ انجینئر بذریعہ حاجی منشی شمس الدین صاحب شائق لاہوری	[illegible]
حاجی رحیم بخش صاحب نعت خوان مسجد وزیر خان	۲ر ماہوار
چندہ مرمان از مانسہرہ بذریعہ جناب سید محمد عمر دراز شاہ صاحب تحصیلدار مرسلہ ڈاکٹر مرزا امراؤ بیگ صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ہری پور ضلع ہزارہ	خیرات
حکیم مفتی سلیم اللہ خاں صاحب پنشنر جنرل سکریٹری انجمن	زکوٰۃ
کرایہ یتیم خانہ بابت ماہ اپریل ۱۹ء	کرایہ
حاجی منشی نورالدین صاحب کلاتھ مرچنٹ	۲ر ماہوار
معلوم الاسماء رسیدات نمبری ۲۵۶ و ۲۷۲ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۵ و ۳۱۲	۹ر
تفصیل مبالغ مرسلہ مولوی نور احمد صاحب سفیر انجمن از رسیدات نمبری ۲۷۲ تا ۱۰	
چوہدری اللہ دتا صاحب چک ۱۱۵ موضع چھور	۷ یتامیٰ

نام معطی بقید پتہ	رقم عطیہ معہ تشریح مد	نام معطی بقید پتہ	رقم عطیہ معہ تشریح مد
میاں تاج الدین صاحب کفش دوز چھبور ر ر	۲ر یتامیٰ	منشی غلام یحییٰ صاحب مختار	عہ ر یتامیٰ
چوہدری وڈھایا صاحب چک ۲۲۳	عہ ر ر	چوہدری شمیر خانصاحب ذیلدار چک ۲۵۳	عـ ر ر
حاجی منشی فتح الدین صاحب رئیس چک ۲۲۴	عم ر ر	امیر خانصاحب ذیلدار ر ر	للعہ ر ر
منشی غلام محمد صاحب سفید پوش ر ر	عہ ر ر	یعقوب خان صاحب زمیندار ر ر	عـعـہ ر ر
شیخ عبد الرحیم صاحب ٹھیکہ دار لائل پور	مم زکوٰۃ	میاں دلو کمہار صاحب ر ر	عہ ر ر
شیخ عمر بخش و عطا محمد صاحبان دوکاندار لائل پور	۸ر امداد	چوہدری رجادہ صاحب ر ر	عـہ زکوٰۃ
		منشی کریم بخش صاحب مدرس ر ر	عہ ر یتامیٰ
منشی محمد اکبر شاہ صاحب دفتر نہر لائل پور	۴ر یتامیٰ	چوہدری بہاولی صاحب زمیندار ر ر	عہ ر ر
چوہدری رحیم [illegible] ڈپٹی کلکٹر نہر ر ر	عہ ر ر	چوہدری گھوڑے خانصاحب زمیندار ر ر	عہ ر ر
حمید آباد کاران خان بہادر چوہدری الٰہی بخش صاحب علاقہ سندھ	[illegible] ر ر	مولوی فتح محمد صاحب امام مسجد ر ر	عہ ر ر
		مستری نوری صاحب لوہار ر ر	لہ ر ر
چوہدری ماہی خانصاحب نمبردار چک ۱۰۸	عہ ر ر	چوہدری نور محمد صاحب کھرل ر ر	عہ ر ر
		چوہدری شموں صاحب گورایہ ر ر	عہ ر ر
چوہدری جھنڈا صاحب آباد کار ر ر	عہ ر ر	چوہدری سوہنا صاحب گورایہ ر ر	۸ر ر ر
مستری جھنڈا صاحب ر ر	۲ر ر ر	چوہدری زیادو صاحب رنگریز ر ر	ے زکوٰۃ
سردار محمد فخر الدین صاحب چک ۱۰۳	للعہ یتامیٰ	میاں تاج الدین صاحب کھرل ر ر	عہ یتامیٰ
		میاں سارنگ صاحب بنجا ر ر	لہ ر ر

نام معطی بقید پتہ	رقم عطیہ معہ تشریح مد	نام معطی بقید پتہ	رقم عطیہ معہ تشریح مد
چوہدری پاوا صاحب گورایہ چک ۳۵۳	ے زکوٰۃ	میاں امیر بخش صاحب زرگر چک ۳۵۳	عہ تیباٹے
		چوہدری سیتا صاحب ؍؍	عہ ؍؍
میاں گل محمد صاحب ؍؍	۴ر تیباٹے	جمالہ آباد کاران معرفت چوہدری محمد علی نمبردار چک ۱۶۴ ج ب	ے

میزان کل آمد بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹ء ۱۵ ار

دستخط .. .. غلام محمد فنانشل سکرٹری۔

دستخط .. .. حافظ چراغ دین امین انجمن

دستخط .. .. جلال الدین ممتحن حسابات انجمن

دستخط .. .. تاج الدین احمد پلیڈر سکرٹری انجمن

دستخط .. .. حکیم سلیم اللہ جنرل سکرٹری انجمن

ماہ اپریل سنہ ۱۹ء میں اشیائے ذیل انجمن کو موصول ہوئیں

نام معطی بقید پتہ	نام شے
میاں غلام حسن صاحب از ملتانی محلہ	قرآن شریف ۱۳ سطری
مولوی ابوالفیض فتح محمد خان صاحب حنفی اشرفی حال مدرس تحصیل ہریا ضلع بستی	تحقیق المسائل الاربعین و تقلید الائمۃ المجتہدین معہ رسالہ فتح المنان یک نسخہ یکجلد
مولوی مومن علی صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور	قرآن شریف ۱۳ سطری دو نسخہ
میاں اللہ دتا صاحب از لدھانہ۔ چوڑا بازار۔ بذریعہ شیخ شاکر حسین صاحب معلم مدرسہ ابتدائیہ انجمن ہذا۔	قرآن شریف ۱۵۔سطری یک نسخہ

دستخط .. .. محمد عبد اللہ تحویلدار انجمن نعمانیہ لاہور

گوشوارۂ آمد وخرچ بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء متعلق انجمن نعمانیہ لاہور

تفصیل آمد بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

بقایا ماہ گذشتہ	زکوۃ	یتامے	نکاح	وفات	خیرات و صدقات	نذور	امداد	عید الضحیٰ	فدوی	اتفاقیہ	محی الدین [illegible]	مفاد جائداد غیر منقول	مفاد جائداد [illegible]	[illegible]	میزان آمد ماہ اپریل	میزان کل مع بقایا	خرچ ماہ اپریل	بقایا [illegible] ۱۹۰۶
۲۱۹-۸-۶	۴۹-۱۳-۶	۷۷-۱۵-۶	۱۶-۰-۰	۵-۰-۰	۵۳-۲-۰	۸-۸-۰	۲۵-۱۳-۰	۳-۰-۰	۳۹-۰-۰	۲-۰-۰	۲-۰-۰	۱۱-۰-۰	۸-۰-۰	۳-۱۱-۰	۳۶۱-۱۵-۰	۲۹۳۱-۳-۶	۳۲۵-۱۲-۰	۲۶۰۵-۷-۶

تفصیل خرچ بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

تفصیل خرچ دار العلوم حصہ اعلیٰ

خوراک طلبہ	پوشاک ؍؍	کتب مع جلد بندی	تنخواہ ملازمین حصہ اعلیٰ	سامان رہائش	میزان خرچ حصہ اعلیٰ
۳۴-۱۵-۶	۱-۲-۶	۰-۱۱-۰	۴۲-۸-۰	۳-۱-۰	۱۰۵-۸-۰

تفصیل خرچ یتیم خانہ

خوراک یتامیٰ	پوشاک ؍؍	جلد بندی کتب [illegible]	تنخواہ ملازمین [illegible]	سامان رہائش	میزان خرچ یتیم خانہ
۱۸-۱۵-۹	۱۲-۱۲-۰	۰-۲-۰	۴۷-۸-۶	۱۱-۱۲-۳	۹۵-۲-۶

تفصیل خرچ دفتر دار العلوم

اشاعت	رسالہ مع محصول	تنخواہ ملازمین دفتر	سفیران انجمن [illegible]	وظیفہ [illegible]	وظیفہ غلام محمد [illegible]	[illegible]	خرچ تجارتی کتب	میزان خرچ متفرقہ	میزان کل خرچ بابت [illegible]	بقایا [illegible] ۱۹۰۶
۴-۲-۶	۲۲-۵-۹	۳۶-۰-۰	۵۲-۲-۹	۳-۰-۰	۲-۰-۰	۱-۱۱-۰	۱-۶-۶	۱۳۴-۳-۶	۳۲۵-۱۲-۰	۲۶۰۵-۷-۶

دستخط - غلام محمد فنافنل سکرٹری انجمن	دستخط - حافظ چراغ دین امین انجمن	دستخط جلال الدین ممتحن حسابات انجمن	دستخط تاج الدین احمد پلیڈر سکرٹری انجمن	دستخط - حکیم سلیم اللہ جنرل سکرٹری انجمن

ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء میں مفصلہ ذیل صاحبان نے مدعو کیا

نام دعوت کنندہ معہ پتہ	تعداد کس	ضیافت
اللہ بخش صاحب خیاط نواں محلہ۔	۲۴ کس	ضیافت
جملہ مسلمانان چوہٹہ مفتی باقر۔	ہمہ تبامے ا	//
میاں چراغ دین صاحب چوہٹہ مفتی باقر۔	ہمہ کس	//
نانک صاحب باورچی۔ موچی دروازہ۔ نواں محلہ۔	ہمہ تیالطے	//
میاں میراں بخش صاحب بیرون موچی دروازہ۔	۱۴ کس	//
حافظ چراغ دین صاحب امین انجمن۔ سید مٹھہ۔	ہمہ کس	//
مولوی غلام مصطفےٰ صاحب۔ کوچہ کٹھیکان۔	// //	۱۲ ثار گوشت خام
خلیفہ تاج الدین احمد صاحب سکرٹری انجمن۔	// //	۸ ثار // //
حکیم مہتاب الدین صاحب از قاضی خانہ۔	// //	۸ ثار // //
چوہدری خدا بخش صاحب سیان۔	// //	دلیہ از گندم [illegible]
اہل محلہ ٹکسالی دروازہ۔	// //	دیگ دلیہ پختہ
چوہدری خدا بخش صاحب سیان لوہار منڈی۔	// //	گوشت ۹ ثار خام
میاں محمد بخش صاحب آسٹریلین۔	// //	ضیافت
اہل محلہ بنگہ ایوب شاہ دروازہ خضری۔	// //	//
بابو خورشید احمد صاحب ہیڈ کلرک ریلوے پریس۔	// //	گوشت خام ۵ ثار
جملہ مسلمانان مسجد وزیر خان۔	// //	ضیافت
حکیم غلام محی الدین صاحب شفا خانہ چشمہ فیض۔	۷۷ کس	//
چوہدری فیض بخش صاحب میونسپل کمشنر۔	ہمہ کس	گوشت خام

نام دعوت کنندہ معہ پتہ	تعداد کس	ضیافت
احمد علی ولد غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم کوچہ ڈوگراں۔	ہمہ کس	ضیافت
منشی غلام قادر صاحب متصل تحصیل۔	۱۱ ؍؍	؍؍
مولوی علم الدین صاحب مصحح چھاپہ خانہ نولکشور۔	۲۰ ؍؍	؍؍
شیخ الٰہی بخش صاحب کتب فروش کشمیری بازار۔	ہمہ ؍؍	۱۰۰ عدد نان و گوشت
جملہ مسلمانان کوچہ گاذران۔	؍؍ ؍؍	ضیافت
میاں جھنڈو صاحب۔ چوک متی	؍؍ ؍؍	؍؍
میاں فضل الدین صاحب سوداگر زیورات۔ موچی دروازہ۔	۱۰ ؍؍	؍؍
مولوی غلام مصطفےٰ صاحب۔ ایم۔ او۔ ایل۔	۱۱ ؍؍	؍؍
جملہ مسلمانان محلہ چابک سواران۔	۱۴ ؍؍	؍؍
جملہ مسلمانان محلہ کمانگران متصل حویلی میاں خان۔	۱۹ ؍؍	؍؍
مستری محمد الدین صاحب بازار حکیمان۔	ہمہ یتامے	فی یتیم ۰ ر
جلال الدین صاحب نقیب انجمن۔	؍؍ ؍؍	فی یتیم ۔ ر
سید حیدر شاہ صاحب طویلہ شاہ نواز۔	ہمہ کس	ضیافت
میاں بلاقی صاحب بھڑبوش۔	ہمہ یتامے	۴۰ بار دہی
محمد امین صاحب کوچہ گاندیاں۔	ہمہ ؍؍	ضیافت
ویرو صاحب متصل تحصیل۔	۲۱ کس	؍؍
شیخ محمد امین و پیر بخش صاحبان انارکلی۔	ہمہ ؍؍	؍؍
احمد بخش صاحب مستری کوچہ لوہاران۔	ہمہ یتامے	ضیافت۔ ر فی یتیم
خلیفہ محمد عبداللہ صاحب منصرم انجمن۔	ہمہ کس یتامے	ضیافت

نام دعوت کنندہ معہ پتہ	تعداد کس	ضیافت
نوازش علی صاحب کٹڑہ دلیشاہ -	ہمہ کس	ضیافت
باورچیان شہر لاہور -	״ ״	״
غلام محمد صاحب ہٹی ملاحان -	״ ״	۶۸ عدد نان
غلام محمد صاحب کشمیری بازار -	״ ״	۷ ثار گوشت خام
میران بخش صاحب کوچہ خاتمبندان -	ہمہ یتامے	ضیافت و رخصتی یتیم
فیض بخش صاحب کفش فروش کوچہ تیرگران	ہمہ کس	ضیافت
نامعلوم الاسم صاحب	״ ״	״
اہل محلہ کوچہ بزرگ شاہ	״ ״	״
شیخ فضل الدین صاحب پنشنر کوچہ چابک سواران	״ ״	۱۰۰ عدد نان مع سالن
حافظ غلام مجتبےٰ صاحب کوچہ تیرگران	ہمہ یتامے	قتلمہ کھیر -
محمد بخش صاحب متصل لال چاہ	״ ״	ضیافت و رخصتی یتیم
عالیجناب معلے الالقاب سردار ایوب خانصاحب کابلی	ہمہ کس	ضیافت
مولوی تاج الدین احمد صاحب پلیڈر سکرٹری انجمن ہذا	״ ״	״
بابو چنن الدین صاحب چوہٹہ مفتی باقر	״ ״	״
مسلمانان اہل محلہ لکڑ ہارہ -	״ ״	״
حاجی قادر بخش صاحب موچی دروازہ	״ ״	ایک شاخ بکرا
مولوی محمد الدین صاحب امام مسجد ٹوبی ماشکی	ہمہ یتامے	مٹھائی
بھنڈو صاحب اندھی حویلی -	״ ״	ضیافت و رخصتی یتیم

پیر محمد مہتمم دار الاقامہ انجمن نعمانیہ لاہور

بقایا خطوطِ تعزیت مولانا مولوی غلام احمد صاحب مرحوم مغفور مدرس اعظم دار العلوم نعمانیہ لاہور

کارڈ منجانب مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری سابق سفیر ندوۃ العلماء

جامع المفاخر والمحامد مشفقی مکرمی مولانا مولوی مفتی سلیم اللہ صاحب و مولوی تاج الدین احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ و استمزاج مزاج اقدس کے بعد عرض ہے۔ کہ یہ خاکسار بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہے۔ اور آپکی خیریت کا مستدعی۔ بمجرد استماع خبر وحشت اثر انتقال مولانا مکرمنا فخر الاحناف والمدرسین مولانا مولوی غلام احمد صاحب مدرس اول انجمن نعمانیہ میرے دل کو وہ صدمہ و ملال و رنج والم عائد حال ہوا۔ جسکے بیان سے روئے قلم سیاہ و صفحہ کاغذ کوتاہ ہے۔ بیشک ایسے آفتاب علوم کا غروب کرنا عالم علم کیلئے باعث تاریکی و ظلمت ہے۔ ہنوز مولانا مولوی غلام رسول صاحب عرف رسل بابا صاحب و مولوی محمد حسن صاحب کے انتقال کا غم لوح دل سے محو نہیں ہوا تھا۔ جو یہ حادثہ پیش آگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط بجز صبر و شکیبائی چارہ نہیں۔ ارسال عریضہ میں اسلئے دیر ہوئی۔ کہ یہ خاکسار بھی بمرض تپ بیہوشی و بدحواسی مبتلا ہو گیا تھا۔ چونکہ بفضلہ تعالےٰ ایام حیات باقی تھے۔ صحت ہو گئی۔ اب بجز ضعف اور شکایت نہیں ہے

{ الراقم خاکپائے علماء ودرویشاں غلام محمد ہوشیارپوری عفا اللہ عنہ۔ مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۱۰ء }

کارڈ منجانب مولوی محمد ابراہیم صاحب امام مسجد جامع لائلپور

حامداً و مصلیاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مکرمی جناب مفتی صاحب ادام اللہ فیوضکم۔

السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ جناب مولانا مولوی غلام احمد صاحب کی وفات کا بہت ہی

افسوس ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ چونکہ حضور تعریف کو پسند نہیں فرمایا کرتے تھے اسلئے اسے چھوڑ دیا ہے۔ مختصر دو تاریخیں ہجری اور عیسوی تحریر کرتا ہوں ؎

چوں از سرائے دنیا رحلت بدارِ عقبی — کردہ غلام احمد آمد بدل تمنی

جویم ز پائے احمد امداد بہرِ سالش — گویم غلام احمد ماند بجائے مولیٰ

۱۳۲۵

دیگر

چوں از پئے زیارتِ مولیٰ از ینجہاں — کردہ غلام احمد نہضت بدل دآمد

گویم ز روئے احمد پئے سالِ آن یگانہ — یابد غلام احمد شرف لقائے احمد

۱۹۰۷

والسلام۔

کارڈ منجانب مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد صاحب مدرس عربی گورنمنٹ ہائی سکول دہلی

جناب من بعد سلام مسنون گذارش ہے۔ مولانا غلام احمد مدرس اول کے انتقال کا سخت افسوس ہے۔ اُن جیسے عالم جامع اور شائق تعلیم اور جفاکش کا مدرسہ نعمانیہ کو ملنا دشوار ہوگا۔ والسلام۔

(مشتاق احمد مدرس عربی گورنمنٹ سکول دہلی)
۱۸- مئی ۰۷ء

ایک مہتم بالشان مسئلہ

حال میں ہمارے پاس ایک ضروری مسئلہ بصورت رسالہ لکھنؤ سے آیا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اس مسئلہ سے عامہ مسلمین کو واقف ہونا انکی تمدنی حالت کیلئے نہایت ضروری ہے۔ یہ مسئلہ عربی زبان میں جناب مولانا مولوی حافظ محمد قیام الدین عبد الباری صاحب لکھنوی فرنگی محلی عم فیضہ کا لکھا ہوا ہے۔ جسکا اردو زبان میں جناب مولوی شیخ محمد الطاف الرحمان صاحب نے ترجمہ کرکے شائع فرمایا ہے۔ چونکہ اس مسئلہ میں جسقدر اشاعت ہو بہت ضروری اور مناسب ہے لہذا درج رسالہ کیا جاتا ہے۔ اور معاصر ایسے حضرات سے جنکے اہتمام میں کوئی دینی رسالہ یا اخبار شائع ہوتا ہو۔ درخواست ہے۔ کہ وہ اسپر توجہ فرماکر شائع فرمادیں۔ تاکہ عامہ مسلمین اس سے مستفید ہوں۔ بالخصوص قانون پیشہ اصحاب اسپر خاص توجہ فرمادیں۔ وهُوَ هٰذا۔

۱۳۰۶ ہجری میں میرے پاس ایک سوال آیا۔ کہ ایک عورت مر گئی۔ اور اُسنے صرف اپنے خاوند کے اقربا چھوڑے اور اپنے وارثوں سے قریبی اور بعیدی کسیکو نہ چھوڑا۔ تو اسکا ترکہ سلطنت انگریزی کے بیت المال میں داخل ہوگا۔ یا ان اقربائے زوج کو دیا جائیگا۔ تو مینے اوسکا جواب یہ دیا۔ کہ اس حالت میں اقربائے زوج کو دیا جائیگا۔ جیسا کہ اس مسئلہ کے نظائر کی تصریح فقہائے متقدمین نے کی ہے۔ اور اسیکا فتوے متاخرین نے دیا ہے۔ اور انہیں کی پیروی اچھی ہے۔ اُسکے لئے جو انکے بعد ہوے۔ اور انھیں کے مانند بلاد میں بسنے۔ پھر بعد اوسکے حاکم نے اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے مجھے بلایا۔ مینے اوسکے پاس جانیسے انکار کیا۔ تو فریقین کی رائے یہ قرار پائی۔ کہ وکیل مدعی کو میں سمجھا دوں۔ تو اُن کی اس بات کو مینے مان لیا۔ اور اون کی خواہش پوری کی۔ وکیل مدعی نے مجھسے دس سوال کئے۔ (۱) آپنے کس کتاب میں کتب فقہیہ میں سے نظائر اس مسئلہ کے پائے ہیں۔ کیونکہ حاکم اور وکیلوں نے کتابوں میں تفتیش کی اور نہیں پایا۔ (۲) جو نظائر کہ اس بارہ میں مذکور ہوئے ہیں۔ دعوے پر کیونکر مطابق ہوتے ہیں۔ (۳) کیوں نہ ترکہ داخل کیا جائے بیت المال میں انگریزی سلطنت کے (لم)

کیا آپ کے پاس کوئی دلیل قطعی علاوہ ان نظائر کے اپنے دعوے کی ہے۔ (۵) کیا ظاہر الروایت میں اور کلام متاخرین میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ (۶) اس حکم میں خاوند کا رشتہ دار قریب اور بعید برابر ہے یا دونوں میں باعتبار قرب اور بعد کے فرق ہے۔ (۷) کیا اقربائے زوج کا حکم باعتبار فقر اور غنا کے مختلف ہے۔ (۸) کیا مرد مقدم ہے عورت پر اس تقسیم میں اور اس استحقاق میں۔ (۹) اگر یہ عورت اپنی پالی ہوئی کو اور آزاد کرنیوالے کی لڑکی کو اور خاوند کے بھائی کو چھوڑے۔ تو ہر ایک انہیں سے ترکہ لیگا یا نہیں۔ (۱۰) کیا اسحالتمیں بھی زوج کا رشتہ دار ترکہ لینے پر مجبور کیا جائیگا۔ جس طرح وارث ترکہ لینے پر مجبور کئے جاتے ہیں۔ یا نہیں۔

میں نے ان سب سوالوں کے جوابات اسی مجلس میں دئے۔ جیسا کہ اللہ نے میرے قلب میں ڈالا۔ اور توفیق دی۔ الحمد للہ۔ (۱) جامع الرموز میں ہے۔ ہمارے زمانہ میں بنات معتق وارث ہوں گے۔ جب معتق کا کوئی وارث نہو۔ اشباہ و نظائر میں ہے کہ زیلعی نے آخر کتاب الولاء میں ذکر کیا ہے۔ کہ بنت معتق ہمارے زمانہ میں وارث ہوگی معتق کی۔ اور اسی طرح بعد حصہ احد الزوجین کے جو بچیگا وہ انہیں پر رد کیا جائیگا۔ اسی طرح مال بنت رضاعی کا ہوگا۔ اور زیلعی نے اس قول کی نسبت نہایہ کی جانب کی ہے۔ اور دلیل میں کہا ہے۔ اس بنا پر اس مذکورین کو مال دیا جائیگا کہ ہمارے زمانہ میں بیت المال نہیں ہے۔ اسواسطے کہ محافظین بیت المال موقع سے نہیں صرف کرتے ہیں۔ اور قنیہ میں کہا ہے۔ کہ بنات معتق اور اسکے ذوی الارحام ہمارے زمانہ میں وارث ہوں گے جبکہ معتق کا کوئی وارث نہو۔ اور ایسے ہی ہمارے زمانہ میں زوج اور زوجہ پر رد ہوگی۔ (رنج) یعنی برہان الفتاوی بخاری اور مجمع الانہر میں ہے کہ بعض علما نے فتوے دیا ہے کہ بنت معتق کو مال دیدیا جائے نہ بطریق وراثت کے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ وہ تمام لوگوں کے اعتبار سے زیادہ میت کے قریب ہے۔ تو بیت المال سے وہ اولی ہوگی۔ اور بیت المال ہمارے زمانہ میں نہیں ہے۔ اور رد المحتار میں ہے۔ کہ کہا قنیہ میں مصنف نے کہ فساد بیت المال کی وجہ سے ہمارے زمانہ میں رد علی الزوجین کا فتوے دیا گیا۔ اور زیلعی میں نہایہ سے منقول ہے۔ کہ جو

بڑھے۔ فرض احد الزوجین سے وہ انہیں پر رد کیا جائے۔ اسی طرح مال صرف کیا جائے۔
بنت اور ابن رضاعی پر اور مستصفی میں ہے۔ کہ فتوے اس زمانہ میں رد علی الزوجین پر
دیا جاتا ہے۔ احمد بن یحیٰی بن سعد تفتازانی نے کہا ہے۔ کہ بہت سے علماء نے رد علے
الزوجین پر فتوے دیا ہے۔ جب اون کے سوا کوئی اقارب میں سے نہ ہے۔ ان
ایام میں بسبب فساد انام اور ظلم حکام کے بلکہ فتوے دیدیا ہے۔ ان لوگوں نے بنات
معتق اور اوسکے ذوی الارحام کے وارث کر دینے کا۔ ایسے ہی ہروی نے کہا ہے۔
کہ بہت سے علماء نے فتوے دیا ہے۔ بنات معتق اور اوسکے ذوے الارحام کے وارث
کر دینے کا یہ سب ابو السعود نے شرح سراجیہ کازرونی سے نقل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں۔
(صاحب رد المحتار) معراج الدرایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ کہا گیا ہے جبکہ سوائے بنت معتق
کے کوئی وارث نہو۔ تو اسی کو مال دیا جائیگا۔ باعتبار وراثت کے نہیں۔ بلکہ اسلئے کہ وہ
قریب تر ہے۔ اور ایسے ہی جو بڑھے فرض احد الزوجین سے وہ انہیں کو دیا جائیگا بطریق
رد کے اور ایسے ہی بنت اور ابن رضاعی کو دیا جائیگا۔ اور اسی پر فتوے دیا جاتا ہے بیت المال
نہونیکی وجہ سے۔ اور مستصفی میں ہے کہ اب فتوے رد علی الزوجین پر ہے۔ جبکہ مستحق نہو
بیت المال نہونیکی وجہ سے۔ کیونکہ یہ ستم کیش اوس مال کو اوسکے مصرف میں صرف نہیں کرتے
ہیں۔ یہ دلیل ہی ہے جیسا کہ بعض اصحاب شافعیہ سے منقول ہے کہ وہ فتوے توریث ذوی الارحام
کا دیتے ہیں۔ اسی مقصود سے۔ اور شارح نے کہا ہے کہ در منتقی میں کتاب الولا سے منقول ہے
کہ میں (صاحب در منتقی) کہتا ہوں۔ کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اصحاب شافعیہ توریث
ذوے الارحام کا فتوے نہیں دیتے ہیں۔ تو تم اس بات سے آگاہ رہو میں کہتا ہوں۔
(صاحب رد المحتار) میں نے بھی اپنے زمانہ میں نہیں سنا۔ کہ کسی نے فتوے دیا ہو۔ شاید کہ
اسوجہہ سے کہ یہ مخالف متون کے ہے۔ اسکو سوچنا چاہئے لیکن متون کا نقل مذہب کے لئے
موضوع ہونا پوشیدہ نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ ان میں سے ہے کہ جسکا فتوے متاخرین نے

برخلاف اصل مذہب کے دیا ہے۔ علت مذکورہ کیوجہ سے جیساکہ فتوے دیا ہے۔ انہوں نے اسی کی مانند تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کے مسئلہ میں کہ وہ اصل مذہب کے مخالف ہے قرآن کے ضایع ہو جانیکے خوف سے اسکے نظائر اور بھی کتب میں ہیں۔ کہ ذکر کیا ہے شروح نے کہ فتوے دیا جائے ہمارے اس مسئلہ میں پس اسی پر عمل کیا جائے خاصکر مانند ہمارے زمانہ کے کیونکہ جسکو وکیل بیت المال کہتے ہیں وہی لے لیتا ہے۔ اور اوسکو اپنے اوپر اور اپنے خادموں پر صرف کر ڈالتا ہے۔ اور بیت المال تک کچھ بھی اوسمیں سے نہیں پہنچتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کلام متون بیت المال کے منتظم ہونیکی حالت میں ہے۔ اور کلام شروح جبکہ وہ منتظم نہو۔ تو ان دونوں میں باہم تعارض نہیں ہے۔

جس کیسیکو ممکن ہو ہمارے زمانہ میں اس بات کے فتوے دینے کا تو اوسکو چاہئے کہ اسی کا فتوے دے اور کوی طاقت اور قوت بدون خدا کے نہیں ہے۔ اور اخی معظم جز عظیم مولانا مولوی حافظ محمد عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فتوے دیا ہے۔ صورت اوسکی یہ ہے کہ جب کہ انتظام میں بیت المال کے بسبب ضعف سلطنت کے فتور واقع ہو کوئی مرجائے کہ نہ اصحاب فروض کو اپنا وارث چھوڑے نہ عصبہ کو نہ ذو رحم کو مثلاً اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کے غلام کو چھوڑے یا بنت رضاعی تو اس صورت میں مال اُس میت کا بیت المال میں جائیگا۔ یا اوس شخص کو جو تعلق قریب میت سے رکھتا ہے دیا جائیگا۔ بینوا توجروا۔

ہو المصوب

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مصنفہ شیخ عبد الرحمان بن شیخ محمد بن سلیمان مدعویہ شیخ زادہ میں ہے شمنی سے منقول ہے کہ اگر کوئی معتق مرجائے اور سوائے بنت معتق کے کسیکو نہ چھوڑے تو اوسکو کچھ نہیں ہے۔ یہ ظاہر الروایۃ میں ہے اور ترکہ اوسکا بیت المال میں رکھا جائیگا۔ اور بعض علمائے فتوے دیا ہے کہ مال اوسکا بنت معتق کو دیا جائیگا نہ بطریق ارث بلکہ اسوجہ سے کہ وہ اور لوگوں سے زاید میت سے قربت رکھتی ہے تو وہ بیت المال سے اولی ہے اور ہمارے زمانہ میں

بیت المال نہیں ہے انتہی۔ اور اشباہ میں ہے کہ زیلعی نے ذکر کیا ہے آخر کتاب ولاء سے کہ بنت معتق وارث ہوگی معتق کی ہمارے زمانہ ہیں اور ایسے ہی بعد فرض احد الزوجین کے جو بڑھے اوسی پر رد کیا جائے گا۔ اور ایسے ہی حال ہوگا۔ بنت رضاعی کے لئے اور اس قول کی نسبت نہایہ شرح ہدایہ کے جانب کی ہے۔ بنا بر آنکہ ہمارے زمانہ ہیں بیت المال نہیں ہے۔ کیونکہ مہتممین بیت المال مال کو اوسکے موضع میں صرف نہیں کرتے ہیں انتہی۔ اور ملا علی قاری نے شرح نقایہ میں کہا ہے۔ کہ ذخیرہ میں ہے۔ کہ ایسے ہی ابوبکر بن بخری اور قاضی امام صدر الاسلام فتویٰ دیتے ہیں۔ کیونکہ بنت معتق نزدیک تر ہے میت کے بیت المال سے تو مال کا اوسکو دیدینا اولیٰ ہے کیونکہ اگر وہ مرد ہوتی تو مستحق مال ہوتی۔ اور قنیہ میں ہے کہ اگر مر جائے کوئی شخص اور اخت معتق اور بنت معتق رہجائیں تو ترکہ اُن دونوں میں نصف نصف ہے۔ اور جامع الرموز میں منیہ سے منقول ہے اور وہ نجم العلماء سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ہمارے زمانہ ہیں بنات معتق اور ذوی الارحام اوسکے وارث ہونگے۔ جبکہ معتق کا کوئی وارث نہو۔ واللہ اعلم بمنقہ ابو الحسنات محمد عبد الحی صانہ اللہ عن شر الغی والعی

روایات اس جواب کے مطابق ہیں کتبہ نمقہ محمد عبد الحلیم تجاوز اللہ الکریم عن سیآتہ بفضلہ العمیم۔

اور ایسے ہی اخی استاذی مولانا عبد الباقی مداللہ ظلہ نے فتویٰ دیا ہے صورت اوسکی یہ ہے۔ یہ وراثت کا مسئلہ شریعت محمدیہ میں کس طرح فیصل کیا گیا ہے کہ ہندہ (جو ایک بیوہ عورت تھی) نے انتقال کیا۔ اور کوئی وارث قریبی یا بعیدی نہیں چھوڑا۔ باستثنار شوہر کے ورثا کے اس حالت میں ورثاء مذکور ورثہ کے مستحق قرار دئے جاسکتے ہیں یا نہیں۔

ہو المصوب

اعزائے شوہر ہندہ چونکہ من حیث المصاہرۃ ہندہ سے قرابت رکھتے ہیں اسواسطے ہمارے زمانہ میں جب کہ کوئی وارث ہندہ کا نہیں ہے وہی ترکہ ہندہ کے مستحق ہیں نظائر اسکے کتب فقہ میں مصرح اور مشتہر ہیں۔ پھر عبارت مجمع الانہر کی ذکر کی ہے۔ جسے میں ذکر کر چکا ہوں۔ پھر لکھا ہے اور فتاویٰ

عمادیہ میں ہے جبکہ معتق مرجائے اور سوائے بنت معتق کے کسی کو نہ چھوڑے تو
کل مال بنت معتق کو دیا جائیگا۔ نہ بطریق وراثت کے بلکہ اسواسطے کہ وہ نزدیک تر
ہے میت کے بیت المال سے ایسے ہی امام ابو بکر بن زنجری اور قاضی صدر الاسلام
فتوے دیتے ہیں انتہی ملخصا۔ اور اسی میں ہے فاضل زوج اور زوجہ سے بیت المال
میں اس زمانہ میں نہ رکھا جائے گا۔ بلکہ اُن دونوں کو دیا جائیگا کیونکہ نزدیک
تر ہیں میت سے دوسروں کے لحاظ سے تو اونکو دیدینا اولیٰ ہے اور ایسے ہی پلا یا
اور پلائی جبکہ سوائے اونکے میت کا کوئی نہ ہو مال اس میت کا انھیں کو دیا جائیگا
پھر ذکر کیا عبارت اشباہ اور قنیہ کو۔ پھر کہا اور شرح کنز میں ہے کہ فتوے اس زمانہ
میں زوجین پر رد کرنیکا ہے جبکہ باقی ترکہ کا کوئی مستحق نہ ہو انتہی اور فتویٰ حضرت
اخی اُستاذی قدوۃ المحققین امام المدققین مولانا ابوالحسنات اور اونکے والد اور
دیگر اکابر اساتذہ نور اللہ مرقدہم بھی ہے کہ فی زماننا جب کوئی وارث میت کا نہو
تو دوسرے اقربا اوسکے مستحق ترکہ کے ہیں بیت المال سے مقدم ہیں واللہ علم حررہ
محمد عبدالباقی عفی عنہ اور میں نے اکثر فضلا اور علما سے سُنا ہے کہ اُنھوں نے اسی
فتوے دیا ہے اور ہمارے زمانہ میں اسپر اجماع ہوگیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
۳۔ پوشیدہ نہیں ہے تمپر کہ یہ نصوص مذکورہ صراحۃً دلالت کر رہے ہیں اس حکم
میں کہ قریب ترکہ کو لیگا باعتبار قرابت کے نہ بلحاظ وراثت کے کہ اس لئے نیت
رضاعی اور ایسے ہی ابن رضاعی اور بنت معتق اور زوجین بعد اپنا حصہ پالینیکے وارث
نہیں ہیں بلکہ وہ اقرب الی المیت اور اولیٰ اوسکے مال کے ساتھ ہیں بیت المال
کے لحاظ سے تو ایسے ہی اس حکم میں بھی ہے اسلئے کہ وہ مال کے زائد مستحق ہیں اور
مسلمانوں کے لحاظ سے کیونکہ اونکو میت کیطرف سے ایک نسبت ہے اگرچہ
مصاہرت ہی ہو جیسا کہ رضاعت میں اور تصریح کی ہے اس امر مشترک

(قریب کا ترکہ کو دے لینا جبکہ وارث نہ ہوں) کی اخی معظم مولانا عبد الباقی مدظلہ نے
اور مولٰے اونکے اور علما نے اور اشارہ کیا اسکی جانب اخ اعظم بحر عظم مولانا عبد الحی
قدس اللہ سرہ العزیز نے پس تم اچھی طرح اسکو سمجھ لو۔ ۳:- جاننا چاہیے کہ اس
سوال کا جواب موقوف ہے دو باتوں پر۔ اول یہ کہ فقہا کہ نزدیک بیت المال
کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جسمیں مال رکھا جاوے نہ خزانہ سلطانی ہے چاہے وہ
سلطان مسلمان ہو یا کافر بلکہ بیت المال عبارت ہے اس بات سے کہ کسی امانتدار
کے پاس مال رکھ دیا جائے اسلیئے کہ مصالحہ مسلمین میں صرف کیا جائے اور وہ مال
بجل ہو جائے مسلمانوں پر۔ تو جبوقت یہ بات منتفی ہو جائے حکم بیت المال کا بھی
جاتا رہے۔ رد المحتار میں کہا ہے پھر رکھا جائے ترکہ بیت المال میں نہ بطریق وراثت
کے بلکہ صدقہ واسطے مسلمانوں کے اور لکھا ہے شرح خلاصۃ الفرائض میں قولہ بیت المال
وہی (بیت المال) کہتے ہیں رکھے جانیکو مال کے کسی امین کے ہاتھ میں تاکہ وہ مصالح
مسلمین میں صرف کرے اھ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مصنفہ عبد الرحمن بن
شیخ محمد بن سلیمان مدعو بہ شیخ زادہ میں ہے پھر بیت المال یعنی جب نہ ہو کوئی
ان مذکورین میں سے تو ترکہ بیت المال میں رکھا جائے بنا بر اسکے کہ وہ مال ضائع
ہے تو تمام مسلمانوں کے لئے تصدق ہو جائے تو وہ ترکہ وہاں رکھا جائے گا۔ نہ
بطریق ارث کے دوسری بات یہ ہے کہ امین اموال بیت المال کو جب اس کے
مصارف میں صرف نہ کرے تو اسکے پاس مال کا رکھا جانا بیت المال نہ شمار کیا جاویگا
اور اسپر وہ حکم نہ کیا جائیگا جو بیت المال شرعی پر کیا جاتا ہے جیسا کہ تم نے جان
لیا ہے عبارات کتب مذکورہ سے حمادیہ میں ہے کہ بعض علما نے فتوی دیا ہے۔
اس مسئلہ میں مال دیئے جانے کا بنت معتق کو نہ بطریق ارث کے بلکہ اسوجہ سے کہ
وہ نزدیک تر ہے میت سے باعتبار بیت المال کے کیا نہیں دیکھائی دیتا ہے

کہ وہ بنت معتق اگر مرد ہوتی تو مستحق مال ہوتی کیونکہ نہ وہ مال بنت معتق کو دیا جائے
کیونکہ ہمارے زمانہ میں بیت المال نہیں ہے بیت المال تو زمانہ صحابہ اور
تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وقت میں تھا تو اگر وہ مال بادشاہ وقت
یا قاضی کو دیدیا جائے تو ظاہر ہے کہ وہ مصارف میں اوسکے نہ صرف کرینگے
جب تم نے یہ دونوں باتیں جان لیں تو ہم کہتے ہیں کہ سلطنت انگریزی کے اعمال
اگرچہ امین ہوں مصارف شرعیہ میں ان اموال کو صرف نہ کرینگے بلکہ باعتبار اپنے
قواعد کے کہ جو انہوں نے مقررہ کر لئے ہیں انکو خرچ کرینگے تو کیونکر ان کے
پاس رکھدئے جانے پر حکم بیت المال شرعی کا ہو سکتا ہے اسلئے نہ تو اونکو ترکہ
دینا جائز ہے اور نہ لینا اونکو واللہ اعلم فائدہ جاننا چاہیے کہ بیت المال باعتبار
مصارف کے چار قسم پر ہے۔ پہلا بیت مال خمس و غنائم و معادن در کار دوسرا
بیت المال صدقہ یعنی زکوۃ جانوروں کی اور عشر زمینوں کا اور جو چنگی والے
تاجر مسلمانوں سے لیتے ہیں۔ تیسرا خراج زمینوں کا اور جزیہ لوگوں کا اور جو اہل ذمہ
اور مستامنین اہل حرب سے چنگی لینے والے لیتے ہیں اور ہدیہ اہل حرب کا اور جو کچھ
اونسے بغیر لڑائی کے ملجاسے اور جسپر مصالحہ ہو کہ قتال نہ ہوگا قبل لشکر کے اوترنیکے
انکی جگہوں میں۔ چوتھا بیت مال ضائع اور ترکہ ہے کہ جسکا کوئی وارث نہ ہو یا وارث ہو
مگر اوسپر کوئی رد ہوتی ہو جیسے زوجین میں سے کوئی ایک ہو اور اس مقتول کی
دیت جسکا کوئی ولی نہو منجملہ اوسکے ترکہ کے ہے اسیوجہ سے اوسکے دیون لعینہ سے
ادا کئے جاتے ہیں۔ پس مصرف پہلی اور دوسری کا یتیم اور مسکین اور مسافرین اور
اور فتح القدیر میں ہے کہ انمیں سے ایک ہی پر صرف کرنا جائز ہے اور فقرای بنی ہاشم
قرابت داران رسول مقدم ہیں۔ اور مصرف تیسری کا ہمارے مصالح ہیں جیسے
سرحدیں درست کرنا پل بنانا و رعلما اور عمال اور قاضیوں کی مدد خرچ کرنا لدفع

کے لوگوں اور اونکے عیال کو کھانا دینا۔ اور مصرف چوتھے کا جولڑکا محتاج لاوارث ہو اور وہ فقراہیں جنکے کوئی ولی نہو تو اسمیں خرچ اور درستی گھر اور کفن اور دیت جنایت کے اونکی دیجائیگی حاصل یہ ہے کہ مصرف اوسکا عاجز فقیر ہیں۔

۴۔ جاننا چاہئے کہ دلیل شرعی یا تو کتاب اللہ ہے یا سنت رسول اللہ ہے یا اجماع ہے یا قیاس ہے لیکن کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں بالکل صراحۃً مدعی پر دلالت نہیں ہے مگر یہ کہ ان لوگونکو دیا جانا صلۂ رحم ہے ارث تو ہے نہیں تو جس آیت یا حدیث میں اقربا کے دینے کی فضیلت ہے وہ ہمارے مدعی پر دلالت کرتی ہے لیکن اجماع واقع ہوگیا ہے اسلئے کہ اجماع یا سکوتی ہے یا لفظی اور سکوتی بھی دلیل قطعی ہے جیسا کہ کتب اصول میں مصرح ہے اور میں نے ایک رسالہ میں جو کہ مخصوص بحث اجماع میں ہے اسکی تحقیق کردی ہے جبوقت یہ بات ممہد ہوگئی تو یہ مسئلہ اجماع سکوتی ہے ثابت ہوگا اسلئے کہ لوگوں نے فتویٰ دیا ہے رد علی الزوجین کا اور ذوی الارحام اور بنت معتق اور بنت رضاعی اور ابن رضاعی کے وارث کردینے کا اور کسینے اہل علم میں سے اسپر انکار نہیں کیا ہے اور مدت اس تامل کی جو معتبر ہے اجماع میں بلا خوف گذر گئی ہے پس منعقد ہوگیا ہے یہ اجماع اس بات پر کہ یہ اقربا جو وارث نہیں ہیں وہ مقدم ہونگے بیت المال موجودہ پر تو یہ مسئلہ فروع سے اس اجماع کے ہے اسکو سمجھ رکھو۔ ۵۔ ظاہر الروایۃ اور اس روایت کے درمیان میں جسکو متاخرین نے فتوی کے لئے اختیار کیا ہے اختلاف نہیں ہے اسلئے کہ دونوں مسئلوں کے موضوع جدا جدا ہیں جیسا کہ کلام سے ابن عابدین کے گذرا ہے کہ انہوں نے کہا ہے حاصل یہ ہے کہ کلام متون کا جب تھا جبکہ انتظام بیت المال کا تھا اور کلام شروح کا جب ہے جبکہ اوسکا انتظام نہیں ہے تو کوئی معارضہ نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ اولی یہ ہے کہ ظاہر الروایۃ میں جو ہے وہ انتظام بیت المال کیوقت

میں ہے اور متون ظاہر الروایۃ کے نقل کرنیکے لئے بنائے گئے ہیں اسلیئے کہ زمانہ میں متونکی
بھی تو بیت المال منتظم نہ تھا۔ ۶۔ مینے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس امر کو ظاہر کیا ہو مگر میں
کہتا ہوں بنا بر قاعدہ الاقرب فالاقرب کے ذوی الفروض[1] اقربائے زوج سے مقدم
ہونگے ذوی الارحام پر باعتبار ترتیب فرائض کے علاوہ اسکے یہ صلہ ہے اور صلہ میں
قریب مقدم ہوتا ہے بعید پر اور اللہ تعالے فرماتا ہے کہ بعض رشتہ دار بعضوں سے
اولی ہیں خدا کی کتاب میں اور اللہ نے فرمایا ہے کہ کہدیجئے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ
مینے جو ہدایت کی ہے اسپر تم سے کوئی مزدوری نہیں چاہتا ہوں بجز اس کے کہ باہم
قرابت دار محبت رکھیں اور رد المحتار میں ہے ہاں قرابت کے درجہ متفاوت ہیں تو
والدین میں زائد ہے محارم[2] سے اور محارم زائد ہے بقیہ ذوی الارحام سے انتہی واللہ اعلم
۷۔ لائق تو یہی ہے کہ فقیر غنی پر مقدم ہو اسلیئے کہ اوسکو مال کی احتیاج ہے بخلاف غنی
کے علاوہ بریں فقیر ہی اس مال کا مصرف ہے جیسا کہ مصارف بیت المال سے تم جانچکے
ہو واللہ اعلم ۔ ۸۔ مرد اور عورت اس حکم میں برابر ہیں اسلیئے کہ یہ صلہ رحم ہے اور
صلہ رحم میں کوئی فرق درمیان عورت اور مرد کے نہیں ہے بخلاف فرائض کے اشباہ
ونظائر میں ہے عورت بقدر نصف کے ہے مرد سے وراثت میں اور شہادت میں اور
دیت میں خواہ دیت جان کی ہو یا بعض اعضا کی اور نفقہ قریب میں اور مجمع الانہر میں
ہے تقسیم وقف میں مرد کو عورت پر زیادتی ہوگی انتہی واللہ اعلم ۔ ۹۔ جاننا چاہیے کہ قرابت
میت کی مقدم ہے قرابت پر زوج کے تو بنت رضاعی جو میت کی ہے وہ اولی ہے رشتہ دار
سے مرد کے اور ایسے ہی بنت معتق میت کی مقدم ہوگی اقربائے زوج پر لیکن بنت رضاعی
اور بنت معتق تو بادی النظر میں یہ ہے کہ پہلی اولی ہے دوسری سے اسلیئے کہ اوسمیں میت
کی جزئیت ہے واللہ اعلم ۔ ۱۰۔ رشتہ دار زوج کا ہو یا مانند اسکے ترکہ لینے پر مجبور نہ کئے
جائینگے اس صورت میں اسلیئے کہ یہ صلہ ہے اور صلہ میں جسکو کچھ دیا جاتا ہے وہ مجبور

[1] وہ وارث ہیں جنکا حصہ قرآن میں مقرر ہے ۱۲ [2] رشتہ دار جنکے سامنے آنا جائز ہے ۱۲

نہیں کیا جاتا ہے کہ خواہ مخواہ سلے ہی لے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور حقیقت حال کا جاننے والا
اللہ ہی ہے اور اوسیکی جانب مبدا اور مآل ہے ۱۳۱۹ھ ہجری میں اس عجالہ کے لکھنے میں
قلم نے استراحت لی فی الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا
محمد والہ واصحابہ اجمعین ؞

دار الافتائے انجمن نعمانیہ لاہور

سے

جو فتوے دیئے گئے

باب الطلاق

السوال

زید پیش عوام الناس گفتہ کہ من زوجہ خود را بدو طلاق رہا کردم بعدہ زید مذکور
نزد عالمی آمدہ بیان نمودہ کہ من زوجہ خود را بسہ طلاق رہا کردم پس بعض از
حاضرین مجلس کہ بوقت تقریر اول کہ روبروئے عوام الناس کردہ بود موجود بودند
گفتندش کہ پیش ازیں آنچہ نزد ما بیان کردہ بودی ثلثہ نبود بلکہ دو طلاق گفتہ
بودی پس زید گفت حق ہمیں است کہ اکنوں گفتہ ام از عذاب خدا تعالے بترسم
قول سابقم غلط بود پس حاضرین بروے آفرین گفتند پس عالم موصوف بروی فتوی
حلالہ دادہ بعدہ زید بمعہ دو کسان غیر معتبران نزد مولوی صاحب مذکور آمدہ

بیان کرد - کہ در وقت انشائی طلاق یک طلاق دادہ بود یا دو طلاق آنچہ روبروئے
مولویصاحب اقرار ثلثہ بود اقرار غلط است و شاہدان نیز تصدیق او کردند
پس مولویصاحب موصوف فتوئی جواز زن زید بر زید بدون تحلیل دادہ
پس تجدید نکاح کردند و باز بعد از ۳ ماہ چوں مولویصاحب مذکور مراجعت
بمکتب کردہ معلوم کرد کہ ایں فتوئے برخلاف شرع دادہ پس زید را حکم کردہ
کہ از زن علیحدہ شود۔

الجواب

در صورت مرقومہ اقرار از زید بہ ۳ طلاق معتبر و انکارش لاطائل و شہادت شاہدین
براثنین طلاق نامقبول زیرا کہ ایں شہادت در اصل بر نفی ثالث است و شہادت نفی
درچنیں صورت مردود زیرا کہ احاطہ شاہد بعدم ایقاع طلاق ثالث متصور نیست یا
آنکہ شیخین فرق میان ہر دو صورت نمی کنند قولہ شہادت النفی المتواتر مقبولۃ نخلاف
غیرہ فلا یقبل سواء کان نفیا صورۃ او معنی وسواء احاط بہ علم الشاہد او لا ام
الی آخرہ شامی جلد ۴ صفحہ ۳۸۸ و حاصلہ انہ لا یفصل فی النفی بین ان یحیط بہ علم الشاہد
فتقبل الشہادۃ والا فلا بل لا تقبل علی النفی مطلقا الی آخرہ شامی جلد (۳) صفحہ ۱۲۵
وکذلک کل بینۃ قامت علی ان فلانا لم یقل ولم یفعل لم یقبل کذا فی المحیط عالمگیری جلد
(۴) صفحہ ۲۶۷ و بر لزوم اقرار و عدم جواز نکاح جزئی صریح شاہد است. لو اقر انہ
طلقہا ثلثا ثم تزوجہا قبل ان تنکح زوجا غیرہ فقالت ما طلقنی او تزوجت غیرک و
دخل بی فانہ یفرق بینہما الی آخرہ عالمگیری جلد (۵) صفحہ ۱۳۰ پس مفارقت از زن
ضروری است نکاح ثانی او ناجائز است ہذا عندی فی ہذا الباب واللہ اعلم بالصواب

الراقم غلام احمد مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

السوال

ایک شخص نے وقت مخالفت اور منازعت کے کہا کہ میں تین طلاقوں سے چھوڑتی
اور عورت حاضر تھی مگر اوس نے اضافت عورت کیطرف نہیں کی تو اس صورت
مذکورہ میں آیا عورت محللہ ہوتی یا کہ نہیں۔

الجواب

اگرچہ در وقوع طلاق وجود اضافت ضروری است لیکن تصریح اضافت ضروری
نیست کما یدل علیہ عبارت الذیل لو قال امرأۃ طالق او طلقت امرأۃ ثلثاً وقال
لم اعن امرأتی یصدق ویفہم منہ انہ لو لم یقل ذلک تطلق امرأتہ رد المحتار شامی
جلد (۲) صفحہ ۴۳۰ ازیں عبارت ظاہر است کہ تصریح اضافت برای وقوع طلاق شرط
نیست پس در صورت سوال اگر ارادہ زن خود داشت چنانچہ قرینہ تنازع و تشاجر
نیز مؤید ہمیں امر است ہر سہ واقع تحلیل لازم اگر بالفرض ارادہ منکوحہ خود
نمیداشت واقع نیست مگر از جہال ایں چنیں تصرفات مشکل لہذا اورا فہمایش باید
نمود کہ برائے اصلاح کار گر برائے اصلاح کار دنیوی ارتکاب ایں قدر جرم عظیم
نہایت قبیح است اصل خیال خود درست بسازد و مطابق حکم شرعی عمل نماید فقط:-

راقم - غلام احمد مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور۔

السوال

زید نے بوجہ ناا تفاقی کے اپنی زوجہ کو ایک طلاق دیدی پھر اوس نے رجوع کیا
بعد رجوع کے دو برس تک اپنے زوج کے پاس رہی پھر بوجہ ناا تفاقی زوج نے
زوجہ کو ایک طلاق دیدی پھر رجوع کیا بعد ایک سال رجوع کے پھر زوج
نے بوجہ ناا تفاقی کے ایک طلاق اور تیسری دفعہ دیدی اب اسکا رجوع کرنا
از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں ÷

الجواب

درصورت مرقومہ رجوع باں مطلقہ جائز نیست بلکہ نکاحش نیز ناجائز است تا وقتیکہ بزوج ثانی نکاح نکند و بعد از جماع زوج آخر طلاق دہد و عدتش بگذرد۔ و بعد ازاں نکاحش بزوج صحیح گردد و ان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ وثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتے تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا کذا فی الھدایۃ فتاوی عالمگیری جلد (۲) صـ ۱۲۶ راقم غلام احمد مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

السوال

اولیائی صغیر مسمی پیربخش و صغیرہ نکاح شان بستند بعدہ آں صغیر بامر والدخود بعمر یازدہ سال ۳ طلاق داد باز بعد مرور پنج سال ہمراہ مطلقہ مذکورہ بلا تحلیل تجدید عقد نمود پس بعد انقضائی عرصہ چہار سال مابین منازعت رو بعی نمود وزن از خانہ او روانہ شدہ نزد والدین خویش مقیم گردید چنانچہ تا حال بہماں مقام است و میخواہد کہ بشخص دیگر علاقہ مناکحت پیدا نماید نکاحش بحصول طلاق زوج جائز است یا نہ؟

الجواب

درصورت مسئولہ اگر مسمی پیربخش بوقت طلاق دادن بعمر یازدہ سال نابالغ بود چنانچہ در تحریرش مرقوم است تا طلاق او ہرگز واقع نشدہ زیراکہ در وقوع طلاق

- -

- -

بلوغ زوج شرط است یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرھا کذا فی الجوھرۃ النیرۃ ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل والمجنون

فتاوی عالمگیری جلد (۲) صـ۵۵ و بعمر پانزده سال ہیچ مرد بالغ نبود وادنی مدۃ البلوغ بالاحتلام ونحوہ فی حق الغلام اثنا عشر سنۃ وفی حق الجاریۃ تسع سنین ولا یحکم بالبلوغ ان ادعی وہو مادون اثنا عشر سنۃ فی الغلام و تسع سنین فی الجاریۃ کذا فی المعدن فتاوی عالمگیری جلد ۵ صـ۱۲۶ و ہرگاہ طلاق واقع نشدہ نکاح اول قایم باشد اگر بوجہ ناواقفی از مسائل شرعی ثانیاً تجدید عقد کردہ بودند در بقائے نکاح اول شک نیست پس بوقت تطلیق پیر بخش زوجہ اختیار نیست کہ بشخص دیگر علاقہ مناکحت پیدا نماید فقط

واگر ہنگام تطلیق پیر بخش بالغ بود تاہر سہ طلاق بر زوجہ اش واقع و تحلیل براو لازم و نکاح ثانی کہ بعد تحلیل نکاح و وطی و طلاق زوج دیگر صورت بستہ باطل و غیر صحیح وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرۃ و ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً و یدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا کذا فی الہدایۃ عالمگیری جلد ۲ صـ۱۲۸ پس مطلقہ معلومہ بحرمت سابقہ ہیت ماندہ و اورا اختیار است کہ ہر جا کہ خواہد تزوج نماید فقط چوں حالت اصلی زوج کہ ہنگام تطلیق بالغ یا نابالغ بود قطعاً معلوم نیست لہذا ہر دو شق جواب مرقوم شدہ حسب حالت واقعہ بعمل آیند نہ اما عندی فی الباب راقم غلام احمد مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

السوال

اگر نابالغ لڑکا سے طلاق دلواکر اوسکی دوسری بہائی [رہیے] آدس منکوحہ کا نکاح کردیا جاوے تو اس صورت میں یہ طلاق شرعاً واقع ہوسکتی یا نہ اور اوسکی بہائی کی نکاح کا کیا حال اور نیز کتب فقہ میں یہ حدیث کل طلاق واقع الا طلاق الصبی والمجنون جو لڑکی کی طلاق کے عدم جواز میں پیش کیجاتی ہے کیا یہ حدیث صحیح یا نہ اور عدم صحت کی صورت میں اس حدیث کا کوئی اصل بہی ہے یا نہ +

الجواب

نابالغ کی طلاق اگرچہ مراهق اور عاقل ہو شرعاً معتبر نہیں ہے کیونکہ تصرفات شرعیہ میں علی الخصوص ایسی تصرفات کہ جسمیں خالص ضرر ہو عاقل کی شرط ہے اور اوسکی حد شرعی میں حد بلوغ رکھی گئی ہے فتاوی عالمگیری میں ہے ولا یقع طلاق الصبی ولو کان یعقل عالمگیری جلد (۲) صـ۵۵ +

اسلامی خبریں

حجاز ریلوے کیحالت:- ۱۴ فروری کو اخبار گلوب کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے اپنے اخبار کو حسب ذیل اطلاع دیتا ہے کہ حجاز ریلوے اسوقت تک ۵۳۴ امیل تیار ہوچکی ہے۔ منجملہ پوری لائن ۱۲۵ امیل کے اتنا حصہ جو تیار ہوچکا ہے ملک شام کے دشوار گزار صحراؤں میں تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ لائن کا کام سست رہا گرمیوں کے زمانے تمازت آفتاب اور پانی کی کمیابی کام کرنیوالوں کے لئے بکمال پریشانی اور دقت کا باعث ہوتی ہے غیر ملکی عمال صرف سٹیشنوں کی تعمیر اور پیمائش نقشہ کشی وغیرہ کے کاموں میں متعین ہیں۔ لائن کا بنانا ترک سپاہیوں اور ملکی کاریگروں کے ہاتھ میں ہے۔ جو بڑی لیاقت اور مہارت سے انجام دیتے ہیں۔ حکومت عثمانیہ نے اتیک بلجیم اور جرمنی کے کارخانوں سے (۴۳) انجن اور (۳۱) اسواری گاڑیاں اور (۵۲۲) مال گاڑیاں خرید کی ہیں۔ اسوقت (۴۶۲) چھوٹے اور (۲۰) بڑے پل اور (۸۰۰) لوگوں کے ادہر سے اودہر نکلنے اور آمد و رفت کو راستے اس لائن پر بن چکے ہیں۔ دو نئی شاخیں ایک جدہ اور مکہ شریف کے مابین اور دوسری شاخ حیفا بھی زیر تجویز ہیں اور یہ دونوں شاخیں نہایت سود مند

ہونگی۔

دولت علیہ:۔ مکہ وجدہ اور مدینہ منورہ وغیرہ عرب کے بڑے بڑے شہروں میں بعض مسلمانوں نے مصنوعی برف جمانے کے کارخانے کھولنے کی اجازت طلب کی ہے۔ مدت اجارہ پچاس سال ہوگی۔

استانہ علیہ:۔ میں چالیس طالب علم مشرقی زبانیں سیکھنے کی غرض سے آئے ہیں۔ ان لوگوں نے ابتدائی تعلیم بوڈاپسٹ (ہنگری) مستشرقین کی انجمن میں حاصل کی ہے +

صوبہ اناطولیا:۔ کے علاقہ میں شہر باطوم اور ارض روم کی قریب جو کردستان آئل کے چشمے پائے جاتے ہیں۔ دولت علیہ انکے راستوں کی درستی پر متوجہ ہے سڑکیں اور ریل تیزی کے ساتھ بنائے جاتے ہیں تاکہ تیل کی تجارت میں ترقی ہو

بحری قوت میں اضافہ:۔ حکومت عثمانیہ نے فرانس کے کارخانجات جہاز کو دس جنگی جہاز کا نو نیز کی تیاری کا حکم دیا تھا۔ جدید خبروں سے معلوم ہوا کہ ان میں سے تین جہاز مکمل ہو کر آستانہ علیہ کیطرف روانہ ہو گئے ہیں اور باقی سات بھی ایک ماہ کے عرصے میں مکمل ہو کر وہاں سے چل پڑینگے نیز دولت علیہ نے دو تار بیڈو شکن کروزر انگلستان کے ڈاک خانجات سے بنوائے ہیں جن کی قیمت و مدت تیاری کی شرطیں جانبین سے طے ہو گئیں۔

آستانہ علیہ میں ایرانی طلبہ:۔ سفیر ایران سے ایک ملاقات کے موقع پر جلالتمآب سلطان المعظم نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اگر شاہ کجکلاہ میرزا محمد علی شاہ گوارا کریں تو ایرانی نوجوانوں کو سلطانی مدارس میں تعلیم دیجا سکتی ہے اور انکے مصارف دولت علیہ انگیز کریگی سفیر نے کمال شکر گذاری کے ساتھ سلطان المعظم کی یہ عنایت منظور کی اور شاہ سے اس کے متعلق تحریک کر کے صرف دست دانش شریف

خاندانوں کے ایرانی نوجوان مدارس آستانہ میں داخل کرا دئے ہیں اور امید ہے کہ یہ سلسلہ آیندہ ترقی پذیر رہیگا۔ جس کا انجام اتحاد مملکتین کے حق میں بہت عمدہ ہوگا۔ اللہم زد فزد۔

مصر میں ایک سخت حادثہ:۔ مطریہ نامی ایک بستی مصر میں الجیرہ کے کنارے آباد تھی۔ ۱۵-اپریل گزشتہ کو اس میں آگ لگی اور نصف سے زائد آبادی کو معہ سٹیشن ریلوے۔ ڈاک خانہ۔ محکمہ ججی اور تمام تجارتی کوٹھیوں کو معہ انکے دفاتر و کاغذات کے جلا کر راکھ کر دیا اس بستی کے باشندے نہایت غریب ماہیگیر تھے۔ ۲۵ ہزار مصیبت زدہ سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور اہل ہمت انکی امداد کے لئے چندہ کر رہے ہیں۔

ٹرکی اور ایران کا فیصلہ:۔ ایک عرصہ سے ٹرکی اور ایران کے دو ہم مذہب اور قوی سلطنتوں میں سرحدی اراضی کے متعلق دشواری سے طے ہونیوالا جھگڑا چلا آتا تھا تین علاقوں سے اراضی متنازعہ فیہ تھی لاہیجان۔ میرا عواز اور لیند۔ مگر اس خبر کو جسے اخبار ترکی یلدز نے شایع کیا ہے پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ جو حسب ذیل ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ ٹرکی اور ایران کا سرحدی تنازعہ بہت ہی نرمی اور صفائی کے ساتھ دوستانہ طریقہ سے طے پا گیا۔ دونوں اسلامی حکومتوں نے باہمی طور پر یہ پختہ قرارداد کر لی کہ میرا عواز اور لیند دولت علیہ ایران کے ماتحت رہینگی اور لاہیجان کا علاقہ سلطنت عثمانیہ کی املاک میں شامل سمجھا جائیگا۔ غالباً ہر ایک باحمیت مسلمان جو ان دونوں اسلامی حکومتوں میں اتفاق و اتحاد قایم رہنے کا دل سے متمنی ہوگا۔ اس خبر سے بیحد مسرور ہوگا اور یہ تمام کارروائی پرنس میرزا رضا خان دانش سفیر ایران مقیم آستانہ کی مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جس سے ایسا دلپسند اور دوستانہ معاہدہ ایک اہم ترین پیچیدہ مسئلہ کی

بابت ہو گیا۔ (الحمد اللہ علی ذلک)۔

دولت علیہ اور دول یورپ:۔ ۱۳ اپریل گذشتہ کو ٹائمز کے نامہ نگار آستانہ نے اپنے اخبار میں مراسلت ذیل بھیجی۔ آج دول یورپ کے سفیروں نے جلالتمآب سلطان المعظم کے حضور میں مقدونین چند آدمی کی اصلاح کی متعلق ایک یادداشت پیش کی اور ظاہر کیا کہ تین فیصدی محصول جنگی کا اضافہ ممالک مقدونیہ کی اصلاح میں زائد صرف ہونے کی کفالت کر سکتا ہے اس کے بعد سفیروں نے جمع ہو کر مجوزہ پردیوہ نیل کی نسبت مشورت کیا جس کو وہ باب عالی میں ارسال کرنا چاہتے ہیں

جلالتمآب سلطان المعظم کی قدر شناسی:۔ اخبار مارننگ پوسٹ (لندن) کا استنبولی نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ انگلش جہاز ویکٹش نامی آنیائے باسفرس میں ہو کر گزرا اور جلالتمآب سلطان کو معلوم ہوا کہ اوس پر ایک انگریز افسر موجود ہے جس نے جنگ کریمیا میں بہت نہایت عمدہ خدمت انجام دی تھی جلالتمآب نے فوراً اوس افسر سے ملاقات کرنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر آپکی خواہش انگلش سفارت خانہ قسطنطنیہ میں دیر بعد پہونچی جبکہ وہ جہاز لنگر اوٹھا چکا تھا جلالتمآب نے یہ خبر سنتے ہی اوس افسر کے نام ایک عنایت نامہ خسروی اور اول درجہ کا مجیدی نشان سر اوکانر انگلش سفیر کے پاس بھجوا دیا اور انگلش سفیر نے اس انعام کو کمال شکر گذاری کے ساتھ قبول کر کے وہ نشان اور تلطف نامہ لنڈن کے عثمانیہ سفارتخانہ میں ارسال کر دیا تاکہ جبوقت وہ افسر لنڈن پہونچے تو ترکی سفیر اوسکو اپنے ہاتھوں سے جلالتمآب کا عنایت نامہ اور نشان عطا کرے۔ بیشک اس معمولی واقعہ سے سلطان المعظم کی قدرشناسی کا اظہار ہوتا ہے۔

ترکی قونصلخانے:- اخبار ارشاد لکھتا ہے کہ عثمانی وزارت خارجہ ہند اور چین وغیرہ تمام ایشیائی ملکوں میں اپنے قونصلخانے قائم کرنے پر غور کر رہی ہے۔

طغیانی:- ملک عراق کی خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ دریائے دجلہ اور فرات کے سیلاب نے سخت تباہی کی ہے +

ولایت اطمنہ:- کے علاقہ مرسین میں قرہ سید کا مشہور کارخانہ ہے اسمیں مٹی کے تیل کا ایک چشمہ پایا گیا اور تیل کی کیمیادی آزمائش ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ اس چشمہ کا تیل باطوم کے تیل کے چشموں سے عمدہ ہے اور اس میں (۵۷) فیصدی خالص تیل نکل سکتا ہے۔

آستانہ علیہ کے اخبارات لکھتے ہیں کہ اسوقت حجاز ریلوے لین علاوہ شاخ حیفا کے جسکا طول (۱۲۳۱) کیلو میٹر ہے کل (۱۰۸۷) کیلو میٹر تک ریلوے کی آمد و رفت ہوتی ہے اور تیاری لین کا کام ایک ہزار دو سو کیلو میٹر کے گرد جیش ہو رہا ہے امید ہے کہ عنقریب حکم سلطانی کی تعمیل ہو جائے یعنی مدینہ منورہ تک ریلوے پہونچ جاوے۔ حکومت سوایا (شام) نے محافظ لین شتر سوار رسالوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا ہے اور اسی غرض سے دمشق اور عمان سے بکثرت اونٹ خرید ے گئے ہیں

معلوم ہوا ہے:- کہ سلطان المعظم کے ایک سکرٹری نے مسٹر عبد اللہ سہروردی کی درخواست کے جواب میں اطلاع دینے کی ہدایت ہوئی ہے کہ دیگر اسی قسم کی شہر کی عمارات کیطرح یہ مسجد (لنڈن) بھی ہز امپیریل مجسٹی کی حفاظت کی مستحق ہوگی براہ مہربانی مجھے مطلع کیجئے کہ تعمیر مسجد کیلئے کسقدر روپیہ کی ضرورت ہے اور ابتک کتنا چندہ فراہم ہو چکا ہے۔

رپورٹ ماہ مئی ۱۹۰۷ء انجمن نعمانیہ لاہور

عـ۱ دار العلوم (کالج) نعمانیہ ۱۶-اپریل سے آخر اپریل تک بسبب موسمی فصلی تعطیلات کے بند رہا اور یکم مئی ۱۹۰۷ء سے کہل گیا۔ تدریس جاری ہے۔ مدرسین حاضر ہوگئے ہیں۔ شائقین طلبہ موقع کو ہاتھ سے نہ جانیں دیں۔ حسب شرائط دار العلوم میں داخل ہو سکینگے

عـ۲ انجمن ہذا کے معاونوں میں سے حکیم شہاب الدین صاحب شاگرد حاذق الملک حکیم [illegible] سلمہ اللہ صاحب چولا پور کے برگزیدہ طبیبوں میں سے تھے دار فانی کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ جل جلالہ انکو غریق رحمت فرماویں اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق رفیق کریں۔ اور آپسمیں اتفاق سے کام کرنیکا حوصلہ عطا فرماویں +

عـ۳ معلوم ہوا کہ قاضی غلام محمد صاحب قاضی تحصیل چکوال معاون انجمن کا انتقال ہوگیا ہے اللہ جل شانہ انکو جوار رحمت میں جگہ عنایت فرماویں۔

بعض بزرگان کی خدمت میں ضروری درخواست

آپ صاحبان کو معلوم ہے کہ شروع ۱۸۹۹ء سے رسالہ ماہوار کا اجرا ہوا ہے اس عرصہ میں بہت صاحبان نے اسکے معاوضہ میں کچھ توجہ نہیں فرمائی ہے اسکو شمار کرنیکی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ اسمیں شک نہیں کہ ہر ماہوار کے حساب یا دوسرے لفظوں میں سے سالانہ چندہ کا ادا کر دینا صاحبان ذی استطاعت کے نزدیک کچھ بڑی بات نہیں۔ چنانچہ بفضلہ تعالے بعض خاص بزرگان اس رسالہ کی خاص عزت و حرمت کرتے ہیں اور چندہ مقررہ سے کئی گنا زیادہ عطیہ عطا فرماتے ہیں لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے ابتدا سے آجتک بالکل توجہ نہیں فرمائی لہذا ایسے بزرگانکی خدمتمیں مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ اس دینی کام کا لحاظ رکھکر اپنی جیب سے نہ سہی تو دوسرونکو تحریک فرماکر وصول دلادیں اور عقبے کیلئے ذخیرہ جمع کریں ورنہ انجمن مجبور ہوگی۔

انجمنِ نعمانیہ کو کس [illegible] کی [illegible]

عموماً مسلمانوں کے یتیم بچے اور خصوصاً جو اہلِ علم کے خاندان سے ہوں اور
جنکا آبائی پیشہ تعلیم و تعلم ہو۔ معاونین و بہی خواہان انجمن اُس گاؤں کے نمبردار یا ذیلدار
یا کسی ثقہ بزرگ سے یتیم کی تصدیق کراکر بھیج سکتے ہیں ایسی صورت میں
داخل کرنے سے کسی قسم کا عذر نہو گا۔ لیکن یہ ضروری ہو گا۔ کہ ایسے یتامے
صرف تعلیم دینیات کے لئے ہی وقف کردئے جائیں۔ جو انشاء اللہ
العزیز علمائے متبحر ہو کر نکلیں گے۔ اور مسلمانوں کے لئے ایک قابل
تقلید نمونہ ہوں گے +

یتیم سے مراد یہ ہے کہ جس کا والد فوت ہوگیا ہو۔ اور عمر پندرہ سال کے اندر ہو
اور اخراجات پرورش کا تکفل کرنیوالا کوئی نہو +

قواعد متعلق یتیم خانہ کی پابندی یتیم پہ لازمی ہوگی +

اعلان

کیا جاتا ہے کہ ایسے یتیم بچے جسقدر تعداد
میں معاونین انجمن بقیود بالا بہم پہنچا سکیں۔ انجمن کو اُن لینے میں
کچھ عذر نہوگا +

Registered. L. No 84

[illegible] اپریل [illegible]	مختصر [illegible] معہ شرح فارسی	جنوری و اپریل [illegible]

علم فقہ اہل سنت میں حنفی مسلک کی یہ ایک مستند کتاب ہے جو تعریف و توصیف
کی محتاج نہیں۔ ہر ایک صاحب سواد اس کتاب کے حالات سے واقف ہے۔
چنانچہ مولانا مولوی عبد اللہ صاحب جامی مرحوم بہاولپوری نے اس مستند
کتاب کی ایک نہایت قابل قدر بہت بڑی تحقیق کے ساتھ فارسی زبان میں شرح
لکھی ہے جس سے عام فارسی جاننے والوں کو تحقیقات مسائل کا فایدہ پہونچنے
کی امید کیگئی ہے۔ اللہ جل جلالہ شارح مرحوم کی اس محنت خالصاً لوجہ اللہ کو قبول فرماکر جزائے خیر عاقبت میں
عطا فرماویں۔ فاضل شارح مرحوم نے حق تصنیف اس کا انجمن نعمانیہ کو عطا فرمادیا ہوا ہے
اور انجمن نے محض بنظر افادہ عامہ مسلمین اسکو چھپوا کر شائع کیا ہے۔ کتاب مذکور ۱۰۳۰ صفحہ
۲۰×۲۶ کی تقطیع سفید کاغذ ڈمی پر عمدہ اہتمام کے ساتھ خوش قلم مکمل چھپ گئی ہے
اور قیمت بغرض اشاعت دین صرف عہ جو لاگت کے قریب ہے۔ علاوہ محصولڈاک
رکھی ہے۔ قدر دان علم فقہ بہت جلد اپنی درخواستیں ارسال فرماویں کچھ عرصہ بعد ایسی
نایاب کتاب کا حاصل ہونا متعذر ہو جاویگا +

تاج الدین احمد پلیڈر۔ ناظم انجمن نعمانیہ لاہور